یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کی ہم نے وفا تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں ○ ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں

سیفِ اسلام بر دشمنانِ اسلام

یعنی

شیعہ کے ہزار سوال کا جواب
۱۰۰۰

تصنیف

حافظ مہر محمد میانوالوی مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ عثمانیہ

بن حافظ جی

ضلع میانوالی

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلافتِ راشدہ

یا اللہ مدد

حق چار یار

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

کی ہم نے وفا تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

سیفِ اسلام بر دُشمنانِ اسلام

یعنی

شیعہ کے ہزار سوال کا جواب

جس میں توحید رسالت، قرآن کریم، خلفاء راشدینؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین پر معاندانہ اعتراضات کا قلع قمع کیا گیا ہے نیز صحابہ کرامؓ کی شان اور صداقتِ اہل سنّت اجاگر کرنے کے علاوہ آغاز کتاب میں خمینی ازم کا تعارف اور اتحاد اہلِ سنّت پر زور دیا گیا ہے۔ سنجیدہ اور مدلل انداز بیان سے سُنّی و شیعہ ہر قبیل و قال کا خاتمہ، مناظرین، مبلغین عاشقانِ صحابہؓ اور خدامِ اہلِ سنّت کے لیے لاجواب تحفہ۔

اشہبِ خامہ: محققِ اہلِ سُنّت مولانا حافظ مہر محمد مدظلہٗ میانوالوی

ناشر: مکتبہ عثمانیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی

www.sirat-e-mustaqeem.com

نام کتاب ______ سیفِ اسلام بر دشمنانِ اسلام یعنی
شیعہ کے ہزار سوال کا جواب

مؤلف ______ مولانا حافظ مہر محمد - بی۔اے
متخصص فی علوم الحدیث کراچی۔ فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
ایم۔اے وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔

صفحات ______ ۵۶۰ __ ہدیہ مجلد سنہری ____ ۶۰۰ روپے

طبع اوّل ______ فروری ۱۹۸۸ء

طبع سوم ______ جنوری ۲۰۰۱ء

ملنے کے پتے: ______

مکتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی ۴ کراچی
عمران اکیڈمی بی/۴۰ اردو بازار لاہور
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ خلافت راشدہؓ بنوری ٹاؤن کراچی

اطلاعِ عام

یہ کتاب شیعہ جارحیت کے جواب میں، مذہب اہلِ سنّت والجماعت کی حقانیت پر لکھی گئی ہے۔ اندازِ بیان علمی، مدلل اور دلآزاری سے پاک ہے۔ مخالف حضرات اگر پسند نہ کریں تو مطالعہ نہ فرمائیں لیکن جو حضرات حق و باطل میں امتیاز کرنا چاہیں اور شرک و بدعت و مسلم دشمنی کی تاریکی سے نکل کر قرآن و سنّت، صحابہؓ و اہلِ بیتؓ کی نورانی تعلیم کا مطالعہ کرنا چاہیں اور اتحادِ مسلمین کا جذبہ رکھیں تو وہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ انکے تمام شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔

اہلِ سنّت کے ہر عالم، مبلغ، صحافی اور تعلیم یافتہ کے پاس اس انسائیکلوپیڈیا کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

۲۳ - ۲ - ۱۴۰۸ھ

۱۷ - ۱۰ - ۱۹۸۷ء

تصدیق از شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند انڈیا

از دیوبند

مکرمی جناب ناظم صاحب مکتبہ عثمانیہ ۔

السلام علیکم ! گزارش ہے کہ میری نظر سے مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی کا کتابچہ "تاریخ شیعہ" ___ گزرا جو زیرِ طبع کتاب "سیفِ اسلام" کا مقدمہ ہے ۔ دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ ردّ شیعیت میں آپکی تحریر دلپذیر آپ کی مخفی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے ۔ میرے احباب کے علاوہ میں بھی آپ کی آنے والی کتاب "سیفِ اسلام" کی قدر و منزلت میں پیش پیش ہوں ۔ ماشاء اللہ کتابچہ جب اتنا دلکش اور جاذبِ توجہ و نظر ہے تو اصل زیرِ طبع کتاب "سیفِ اسلام" کس قدر اونچی و معیاری ہوگی ہم بیان نہیں کر سکتا ___ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ اور کتابیں بھی ردّ شیعیت میں آپ کی عمدہ کاوشوں کے تحت عالمِ وجود میں آچکی ہیں ۔ جن سے شیعیت کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں ۔ ہمارے شعبہ تبلیغ میں مبلغین حضرات نے آپکی حسن سعی کو بہت سراہا ہے آپ کی تصانیف سے ہمارے شعبہ تبلیغ کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اور آپ کی کتابوں سے عوام الناس کو روشناس کرانے کا شعبہ تبلیغ مفید ذریعہ ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا درج ذیل کتابیں ہمارے پتہ پر روانہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں ۔

۱ سیفِ اسلام ، ۲ تحفہ امامیہ ، ۳ ۔ ہم سنی کیوں ہیں ؟ ۴ ۔ عدالت حضرات صحابہ کرامؓ ۔ ۵ ۔ تاریخ مذہب شیعہ وغیرہ

والسلام

(مولانا) عرفان اللہ قاسمی مبلغ شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور یو۔پی۔ انڈیا۔ فون: ۲۴۷۵۵۴

حق
چار یار

چنانچہ ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو ۱۲ کتب کا سیٹ ۳۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ لگا کر دار العلوم کو ہدیہ بھیج دیا گیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

آغاز سخن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جیسے کہ نام سے واضح ہے یہ کتاب ایک رافضی قلم کار کی "فروعِ دین مع مذہبِ سنّیہ پر ہزار سوال" کا جواب ہے۔ جو اس نے توحید، رسالت، قرآن، عصمتِ انبیاءؑ، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ صدیقہ، معاویہ وغیرہم اصحابِ رسول رضی اللہ عنھم اور مذہبِ اہلِ سنت وجماعت پر معاندانہ کیے ہیں۔ یہ کتاب ۲۸۰ صفحات کی تھی بظاہر ہے جواب حامل المتن ہو تو وہ سوال سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ کاغذ و کتابت کی شدید گرانی، قارئین کی مذہب سے بے توجہی اور قوتِ خرید کی کمی نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اصل عبارات اور سوالات لکھ کر بھی اختصار سے کام لیں۔ چنانچہ یہ طریقہ اختیار کیا گیا:

۱۔۔۔ حصہ اوّل میں فروعِ دین کی تمام ابحاث کا حامل المتن مدلل جواب قلم بند کیا گیا۔

۲۔۔۔ حصہ دوم "ہزار سوال کا جواب" میں جن سوالات کا جواب ہم اپنی "تحفہ امامیہ، ہم سُنّی کیوں ہیں؟ عدالت صحابہ کرامؓ جیسی دیگر کتابوں میں دے چکے ہیں، ان سے تعرض نہیں کیا گیا صرف حوالہ دے دیا۔

۳۔۔۔ جو سوالات ۲۔۳ سطور پر مشتمل تھے اور وہی بکثرت تھے انکو تقریباً بلفظہا لکھ کر جواب ارقام کیا گیا۔

۴۔۔۔ جو چھوٹے سوالات۔ ایک مضمون پر مشتمل تھے مقصودی بات ایک دو میں پوچھی گئی تھی۔ ہم نے انکو دو۔ دو، تین۔ چار نمبروں میں جمع کر کے سب کا مفصل ایک جواب تحریر کیا۔

۵۔۔۔ جو سوالات آدھ صفحہ کے لگ بھگ طویل تھے ان کا خلاصہ لکھ کر جواب مکمل دیا۔

۶۔۔۔ جو لمبے سوالات انتہائی واہیات، دلآزار اور اشتعال انگیز تھے محض قارئین کے جذبات کی حمایت اور کتاب کے وقار کیلیے ان کو مختصر کیا یا نمبر وحوالہ لکھ دیا اور جواب میں اس کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر بھی اپنے قلم کی شرافت کو داغدار نہ ہونے دیا۔ س ۴۱۰ سے س ۸۰۰ تک اسی قسم کے ہیں۔ تو حضرات ان کا مطالعہ نہ کریں ہم اس تصرف یا اختصار پر معذرت خواہ ہیں۔ خیانت یا کمزوری کا شبہ ہم پر نہ کیا جائے۔

۷۔۔۔ جواب میں قرآن کریم، فریقین کی معتبر احادیث سے استدلال کر کے تحقیقی و الزامی دونوں طرح سے شیعہ پر اتمام حجت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ متلاشیانِ حق کو اس سے ہدایت دے اور گمراہوں کو راہ صواب عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ محتاجِ دعا: مہر محمد۔ گوجرانوالہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

فہرست مضامین سیفِ اسلام

عنوانات	صفحہ
سیفِ اسلام حصّہ اوّل	
تقریظات علمارکرام	۱۳
کلماتِ تلخ وشیریں	۱۹
مقدمہ	۳۳
تاریخِ شیعہ اور مسلمانوں پر مظالم	″
مذہبِ شیعہ کا آغاز و تعارف	۳۵
شیعہ کی سیاسی تاریخ	۴۰
اہلِ بیت رضؓ پر مظالم	″
بنو بویہ کے مظالم	۴۳
اسماعیلیوں کے مظالم	۴۴
ہلاکو خان کا بغداد پر حملہ	۴۵
شاہ تیمور لنگ کے مظالم	۴۶
اسماعیل صفوی کے مظالم	۴۸
نادر شاہ دُرّانی کا دہلی پر حملہ	۵۰
انگریز اور شیعہ	۵۳
تاریخِ پاکستان	۵۴
انقلابِ ایران پر ایک نظر	۵۶
خمینی اپنے ائمہ کو نبیوں سے افضل کہتے ہیں	۶۰
ایران اسرائیل سے اسلحہ لے کر عالم اسلام کو تباہ کر رہا ہے۔	۶۲
ایرانی انقلاب روس کے ایما پر ہوا۔	۶۳
رسالہ فروعِ دین کے مسائل پر تبصرہ	۶۵
مسئلہ ۱ غسلِ رجلین	″
قرآن کریم کی آیتِ وضو۔	″
اہلِ سنّت کی سات احادیث	۶۶
غسلِ رجلین پر شیعہ کی سات احادیث	۶۷
مسح کی شیعہ روایات پر ایک نظر	۶۹
جر جوار کی بحث	۷۱
قراۃِ جر پر اہلِ سنّت کی تطبیق	۷۳
رافضی کے پیش کردہ حوالہ جات پر ایک نظر	۷۵
پاؤں دھونے پر صحابہؓ و تابعینؒ کا اجماع ہے	″
تفسیر طبری سے ۲۳ احادیث و آثار	۷۶
ابنِ جریر طبری کا مذہب	۷۸

www.sirat-e-mustaqeem.com

موزوں پر مسح	۸۰
منہ دھونا	۸۲
بازو کہنیوں سے انگلیوں تک دھونا	۸۳
سر اور پاؤں کا مسح	〃
کانوں اور گردن کا مسح	۸۴
اذان و اقامت	۸۵
مفوضہ اور مشرک شیعہ کا تعارف	۸۷
مشاق اپنے جال میں گرفتار	۸۸
نماز دست بستہ	۸۹
جہرِ بسم اللہ و آمین	۹۱
دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا	۹۳
خاک کی ٹکیہ پر سجدہ	۹۴
نماز تراویح	۹۶
۴ تکبیرات نماز جنازہ	۹۹
نماز میں توحید اور شیعہ	۱۰۰
وقت افطار	۱۰۳
جوابِ آں غزل، اسلام ہی ضامن نجات ہے	۱۰۵
زکوٰۃ	۱۰۷
شیعہ اور زکوٰۃ چوری	۱۰۸
خمس	۱۰۹
حج	۱۱۳
شیعہ اور تقصیر حج	〃
تمتع حج نہ کرنے کا الزام اور جواب	۱۱۸
تقویٰ کی تشریح اور صحابہ کرامؓ	۱۱۹
جہاد فضیلتِ جہاد	۱۲۱
اہلِ سنّت اور فریضہ جہاد	۱۲۲
شیعہ کی جہاد دشمنی	۱۲۳
۱۵ شبہات مع جوابات	۱۲۴
فتوحاتِ ارضی اور قرآن کریم (۱۱ آیات)	۱۲۷
سیرتِ نبوی اور جہاد	۱۳۲
جہاد عمرؓ اور سادات	۱۳۴
کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟	۱۳۵
چند مطاعن کا دفعیہ	۱۳۶
سُنّی مجاہد کی فتح	۱۴۰
سیفِ اسلام حصّہ دوم "سُنّیہ پر ہزار سوال" اور ان کے تحقیقی جوابات	۱۴۳
مطاعن بر توحیدِ الٰہی	〃
صفاتِ الٰہی نہ عینِ ذات ہیں، نہ غیر ذات اور جُدا چیز ہیں۔	۱۴۵
مسئلہ قضاؤ قدر	۱۴۶
خدا عادل ہے دھوکہ نہیں دیتا	۱۴۹
توحید اور الٰہیات کے متعلق فریقین کے نظریات (۲۲ مسائل)	۱۵۰
مطاعن بر مذہبِ اہلِ سنّت	۱۵۳
بعد از رسولؐ طریقہ ہدایت	۱۵۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

شفاعت کبریٰ و مقام محمود پر اعتراضات	۱۶۰
فضائل اہل بیتؓ	۱۶۲
عترت و اہل بیت کا مفہوم	۱۶۸
حادثہ کربلا کی نوعیت شیعہ خیال میں	۱۶۹
اسلام میں معیار افضلیت تقویٰ ہے نسب و نسبت نہیں۔	۱۷۲
اجماع و قیاس کی حجیت	۱۷۴
مطاعن بر عصمت انبیاء علیہم السلام	۱۷۵
انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں	۱۷۶
مطاعن بر عصمت رسول اللہ	۱۸۰
خلیفہ نامزد نہ کرنے کی حکمت	۱۹۰
فضائل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۲
شق صدر کا معجزہ	۱۹۳
حضورؐ کے والدین کے متعلق اسلامی نظریہ	۱۹۵
جناب ابوطالب کے ایمان و کفر کی تحقیق	۱۹۷
حدیث ثلاث کذبات کا مفہوم	۲۰۶
فریقین کی اہل بیتؓ سے روایات	۲۱۰
حیات فاطمہؓ میں حضرت علیؓ کی دوسری شادی کا پروگرام	۲۱۱
حدیث قرن الشیطن کا مصداق	۲۱۴
حضرت علیؓ پر شیعہ کا اعتراض	۲۱۶
مطاعن قرآنی	۲۱۸
ایک سوا اعتراض کی صورت میں قرآن کا انکار	″
سوال نمبر ۱۹۸ تا سوال نمبر ۲۹۷	
قرآن کے جمع اور محفوظ ہونے کی بحث	۲۳۹
حروف سبعہ کی تشریح	۲۴۷
مطاعن صدیقیؓ	۲۴۸
دعوت ذی العشیرہ کی بحث	۲۴۹
شب ہجرت اور صدیقی رفاقت	۲۵۱
آیت غار۔ الا تنصروہ کی تفسیر	۲۵۳
سابقون اولون کے طبقات	۲۵۷
تفسیر آیت مباہلہ	۲۶۱
آیت الاتقیٰ کی تفسیر	۲۶۶
افضلیت صدیقؓ پر تین احادیث مع توثیق	۲۶۷
کرامات صدیقیؓ	۲۷۱
مسئلہ وراثت انبیاء علیہم السلام	۲۷۳
شیخینؓ نے سادات کو خمس دیا	۲۷۷
جنگ خندق وغیرہ میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمات	۲۸۱
تمام صحابہؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی	۲۹۱
حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت پر حضرت علیؓ کے ارشادات	۲۹۵
انتخاب کے وقت بعض شبہات کا جواب	۳۰۳
حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کی نظر میں	۳۰۶
مطاعن فاروقیؓ	۳۰۷
امیر المومنین اور فاروق کا لقب کب ملا؟	۳۰۸
حضرت عمرؓ کی بہادری کے واقعات	۳۱۰

www.sirat-e-mustaqeem.com

جنگِ احد میں حضرت عمرؓ کی خدمات ۳۱۳
حدیبیہ میں تمام صحابہ کرامؓ کا اضطراب ۳۱۵
طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ ۳۱۸
فتوحاتِ فاروقی کی بشارت ۳۲۰
"فاجر سے تائیدِ دین" والی حدیث کا مطلب ״
حضرت علیؓ کا کفار سے مخاصمہ اور شیعہ کی تائید کفار ۳۲۵
حضرت حذیفہؓ کی فتن والی احادیث ۳۲۶
عہدِ نبوت میں حضرت عمرؓ کی سالارانہ خدمات ۳۲۸
صحیح مسلم کی استفہامی حدیث کا مطلب ۳۳۰
خلافتِ فاروقی وغیرہ میں انصار کے عہدے؟ ۳۳۲
حضرت علیؓ و عمرؓ نے ایک دوسرے کی تعریف کی ۳۳۴
نکاحِ امِ کلثومؓ کی بحث ۳۳۵
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضائل کا موازنہ ۳۴۰
حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ پڑھا اور خراجِ تحسین پیش کیا۔ ۳۴۲
حضرت علیؓ نے شیخینؓ کی پیروی کی شرط کو منظور کیا۔ ۳۴۳
حفاظتِ قرآن کے لیے روایاتِ حدیث پر جزوی پابندی ۳۴۴
ابن ابی الحدید معتزلی شیعہ کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ و حضرت عمرؓ کا مکالمہ ناقابلِ اعتبار ہے۔ ۳۴۶

حضرت عمرؓ کی اولیات، دنیا کی ہر عادل اور مستحکم حکومت کی بنیادیں۔ ۳۵۰
خلافتِ فاروقیؓ حضرت علیؓ کی نظر میں ۳۵۲
مطاعنِ عثمانی س ۴۹۵ تا ۵۹۵ ۳۵۳
صلح حدیبیہ و بیعتِ رضوان ۳۵۸
غزوہ حنین س ۵۳۱ تا ۵۴۷ ۳۶۱
حیاءِ عثمانؓ ۳۶۷
لقب ذوالنورینؓ ۳۶۸
ابنِ سبا یہودی کا فتنہ اور حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش ۳۷۴
حضرت عثمانؓ مظلوم شہید تھے ۳۷۸
۱۱، احادیث نبویہ ۳۷۹
۱۲، آثارِ صحابہؓ ۳۸۰
حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے نام ۳۸۱
حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت ۳۸۲
سب لوگوں کو اپنی مدد سے روک دیا ۳۸۴
طبری سے قاتلوں کی فہرست ۳۸۶
تدفین و جنازہ ۳۸۸
مطاعن حضرت امیر معاویہؓ س ۵۹۶ تا ۶۵۶ ۳۹۱
حضرت معاویہؓ کی زندگی ایک نظر میں ۳۹۲
حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی مجبوری ۳۹۴
حضرت حسنؓ کی طبعی وفات ״
اجتہاد اور مجتہد کی شرائط ۳۹۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت معاویہؓ کے فضائل	۳۹۵
طعن سب وشتم کی حقیقت	۳۹۷
کتاب الامامۃ والسیاسۃ کا تعارف	۴۰۲
حضرت معاویہؓ کا کاتبِ وحی ہونا	۴۰۳
حضرت حسنؓ کی بیعتِ معاویہؓ	۴۰۵
شرائطِ صلح و بیعت	۴۰۶
کافر و مسلم کے درمیان وراثت	۴۰۷
معاہد کی دیت	۴۰۸
قسم اور گواہ پر فیصلہ	//
حضرت حجر بن عدیؓ کی شہادت	۴۱۱
حضرت علیؓ کے فضائل	۴۱۳
عدالتِ صحابہؓ کا مفہوم	۴۱۴
ابنِ عبدالبر اور خطیبِ بغدادی سے	//
حضرت معاویہؓ کا اجتہاد	۴۱۶
صحابہؓ معیارِ حق ہیں	۴۱۷
حدیث اللھم اجعلہ ہادیا ومہدیا واہدبہ	۴۱۸
کی توثیق رجال	/
سب صحابہ کرامؓ عادل ہیں ان پر تنقید حرام ہے	۴۱۹
قرآن سے حرمت ثابت ہے	//
حدیث سے حرمت ثابت ہے	۴۲۰
ابنِ مغفلؓ کی حدیث کی توثیق	
حضرت عمرؓ سے حرمتِ تنقید ثابت ہے	
حرمتِ تنقید پر حضرت علیؓ کی ۵ احادیث	۴۲۱

تبرا وسب وشتم کی تشریح	۴۲۲
سچے مذہب کی پہچان پر حضرت امام باقر رحمۃ اللہ کی اہم حدیث	۴۲۴
لعنتِ عمومی و شخصی کا مسئلہ	۴۲۵
خلافتِ راشدہؓ کی فتوحات برحق ہیں	۴۲۹
شجرہ ملعونہ کی تفسیر	۴۳۰
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے جنازے کس نے پڑھائے؟	۴۳۵
شیعوں کے ۱۲ امام کسی حدیث سے ثابت نہیں	۴۳۸
علمائے اہلِ بیتؑ کے متعلق اہلِ سنت کا عقیدہ	۴۳۹
مہاجرین کی تعریف اور نیک نیتی	۴۴۰
اہلِ بیتؓ سے محبت میں شیعہ مخلص نہیں	۴۴۲
صحابہؓ کے اجتہادی اختلافات	۴۴۴
حضرت علیؓ پر اتفاق واتحاد کی صورت	۴۴۵
شیعوں کے وہ کام جو حضرت علیؓ کے مذہب میں بدعت و گناہ ہیں۔	
مذہبِ علیؓ کے وہ کام جن کا کرنا شیعہ مذہب میں حرام ہے۔	۴۴۶
حدیثِ سفینہ کی تحقیق	۴۴۷
تکفیر مسلم یا تکفیر شیعہ؟	۴۴۸
حضرت علیؓ نے خلفاء کے نام پر بیٹوں کے نام رکھے۔	۴۴۹
حضرت زین العابدینؒ اور بیعتِ یزید	۴۵۲

www.sirat-e-mustaqeem.com

فقہی مسائل	۴۵۳
ابنِ عمرؓ سے ناپاک طعن کا ازالہ	۴۵۴
مذی و ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	۴۵۶
بغیر نص شخص معین پر لعنت ناجائز ہے	۴۶۳
بارہ منافقین کے نام	۴۶۴
حضرت علیؓ و انصارؓ کی محبت واجب ہے	۴۶۵
معیارِ نجات ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں	۴۶۶
حربِ علیؓ کا جواب	۴۷۲
شراب کی اقسام اور انکی حرمت	۴۷۴
تقیہ کی دو دلیلوں کا جواب	۴۷۸
شب سے حد ٹل جاتی ہے	۴۷۹
حرمتِ متعہ	۴۸۰
تفسیر طبرسی، طبری وغیرہ سے	//
حرمتِ متعہ پر درِ منثور کی روایات	۴۸۱
حیّ علیٰ خیر العمل ثابت نہیں	۴۸۲
حضرت ام کلثومؓ کے نکاح و عمرؓ کی تحقیق	۴۸۳
شیعہ سے سنی ہونے والے علماء کی فہرست	۴۸۶
قاتلانِ حسین شیعہ تھے۔	۴۸۸
حدیث ثقلین کتاب اللہ و سنتی کی توثیق	۴۹۳
حضرت امیر معاویہؓ کا دفاع	۴۹۵
استخلافِ صدیقی پر چند اعتراضات اور انکے جوابات	۴۹۶
حضرت عمرؓ سے چند مطاعن کا ازالہ	۴۹۸
شیعوں کے اصولِ خمسہ اور	۵۰۰
عقائد وایمان پر اصولی تنقید	۵۰۱
جنازہ رسولؐ میں سب صحابہؓ کی شرکت	۵۰۲
اہلِ بیتؓ اور آلِ محمدؐ کا مصداق	۵۰۳
فضائلِ علیؓ اور جعلی روایات ص ۸۷۱ تا ۸۸۲	۵۰۴
حضرت عثمانؓ و عمرؓ سے دفاع	۵۰۹
حضرت عمرؓ کے علم پر اکابر کی گواہی	۵۱۲
غیر مسلموں کی عبارات سے حضرت علیؓ کی خدائی پر شیعہ استدلالات مع جوابات	۵۱۳
انگریز مؤرخین سے خلافتِ علوی پر استمداد	۵۱۹
خلفاءِ ثلاثہؓ کو غیر مسلموں کا خراجِ تحسین	۵۲۱
صحابہ کرامؓ کے فضائل کا اقرار	۵۲۴
قصہ مالک بن نویرہ اور ابوبکرؓ سے دفاع	۵۲۸
نکاح و طلاق پر اعتراض مع جواب	۵۳۰
اہلِ سنت کے ۲۵ علماء متقدمین	۵۳۳
اہلِ سنت کی ۴۰ کتبِ دینیہ معتبرہ	۵۳۴
عزاداری و رسوم پر استدلال مع جواب	۵۳۵
کالے لباس کی ممانعت حضرت علیؓ سے	۵۳۶
برِ اعظم ایشیا میں مسلم آبادی کا تناسب	۵۳۷
حضرت علیؓ کے چند فضائل	۵۳۹
مذہبِ آلِ محمدؐ مذہبِ اہلِ سنت ہی ہے	۵۴۰
آیاتِ منافقین شیعہ پر صادق ہیں۔ از آیات ص ۹۶۵ تا ۹۶۶	۵۴۱
خلفاء ثلاثہؓ کی افضلیت پر عقلی و نقلی مختصر دلائل	۵۴۶
حضرت علیؓ کے فضائل۔	۵۴۷

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ ولایت کا معنیٰ و مراد	۵۴۸	شیعہ بیوی کو جائیداد میں وراثت نہیں دیتے	۵۵۱
حضرت معاویہؓ بیعت علیؓ کرنا چاہتے تھے	۵۴۹	شیخین سے دین کی تشریح	۵۵۲
صحابہؓ سے محبت واجب ہونے پر ۴ ارشاداتِ نبوی	۵۵۰	حضورؐ نے حجِ تمتع کیا، متعہ نساء نہیں کیا	۵۵۳

مذہبِ اہلِ سنت کے تحفظ و فروغ کے جدید تقاضے

۱۔ سنی برادرانِ اسلام! پاکستان اور مسلم دنیا میں آپ ۹۰، ۹۵٪ آباد ہیں کسی خاص شخص یا نظریہ کے نام پر فرقہ نہیں بلکہ کلمہ طیبہ قرآن و سنت اور تمام اصحاب نبیؐ سے مروی مکمل اسلام کے وارث سوادِ اعظم جماعت ہیں، اپنی قدر و قیمت پہچانیں، قومی شعار اپنائیں، مخالف کی مجالس، جلوس اور مذہبی تقریبات اور نعرہ بازی سے اجتناب کریں۔ اپنے ریڈیو اور ٹیپ سے ان کے مذہبی گیت نہ سنیں۔

۲۔ ایسی تمام رسوم اور بدعات سے بچیں جو آپ میں فرقہ داریت اور انتشار کا باعث ہوں۔ ایک دوسرے کی تکفیر اور تذلیل سے مکمل کنارہ کریں۔

۳۔ مسلم کی حیثیت سے آپ کا نعرہ "اللہ اکبر" اور "ختم نبوت زندہ باد" ہے سنی کی حیثیت سے "حق چار یار" ہے براہ کرم ان پر اکتفا کر کے اپنی اسلامی وحدت برقرار رکھیں۔

۴۔ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور اس کے محافظ خلفاء راشدین و عشرہ مبشرہ بالجنۃ کا پرچار عصرِ حاضر میں از حد ضروری ہے جو یہ ہیں: حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین چار یا دس ناموں کے کتبوں، طغروں، کیلنڈروں سے اپنے مکانوں اور بیٹھکوں کو سجائیں جیسے مسجد نبوی کے در و دیوار پر مکتوب ہیں۔ اپنی مساجد، قرآنی مکاتب و مدارس، مزارات، خانقاہوں، البموں، عید کارڈ، لیٹر پیڈ اور ہر دیدہ زیب باادب جگہ پر ان مقدس ناموں کو لکھیں اور چھپوائیں۔ اپنے پینٹروں اور قلم کاروں کو بھی ادھر متوجہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین

www.sirat-e-mustaqeem.com

مذہب شیعہ سے تائب ہونے والے ایک دوست کا

تصدیقی مکتوب

چند سال پہلے یہ دوست غالی شیعہ تھے تقریباً چھ ماہ خط و کتابت رہی آخر اللہ نے انکو مذہب حق اہل السنّت و الجماعت قبول کرنے کی توفیق دے دی۔ توبہ کے عرصہ بعد آنے والے ایک خط کے بعض اجزاء یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت العلّام مولانا مہر محمد صاحب میانوالوی دام مجدکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج سامی!

احوال آنکہ! عرصے کے بعد آپ سے مکاتبت کا شرف ہو رہا ہے۔ اُمّید ہے آپ میری اس خاموشی کو معاف فرما دیں گے۔ کیونکہ اس دوران مجھے کئی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔ میرے نانا جان حافظ محمد صدّیق صاحب جو کافی عرصہ حضرۃ عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے ساتھ مجلسِ احرار میں شریک رہے۔ وہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ آپ سے بھی دُعا کی درخواست ہے۔

گزشتہ روز حضرۃ مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف ہوا آپ کی بہت تعریف فرما رہے تھے اور آپکی تصانیف و تالیفات کو سراہ رہے تھے آپ واقعی باطل قوتوں کے خلاف قلمی جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ آمین۔ "مناقب" بھکر، "حق چار یارؓ" لاہور، "خلافتِ راشدہؓ" فیصل آباد، "الہدیٰ" ہر نولی، "الحق" اکوڑہ خٹک، "الفاروق" کراچی (جن میں راقم کی کتب پر بہترین تبصرے شائع ہوئے ہیں) یہ تمام رسائل میں نے اپنے نام لگوا لیے ہیں اور ہر ماہ ان سے مستفید ہوتا ہوں۔

والسّلام

ماسٹر طمزمّل حسنین۔ خوشاب

www.sirat-e-mustaqeem.com

تصدیق۔ مفکرِ اسلام علامہ خالد محمود صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد!

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن قرونِ اولیٰ میں بھی یہود تھے اور آج بھی انسانیت اور شرافت کی سب سے بڑی دشمن قوم یہود ہے فرق ہے تو یہ کہ اس دور میں یہود سامنے ہوتے تھے اور آج یہ تقیہ کی چادر زیب تن کیے اپنے انجام کی ہم رنگ پگڑیاں پہنے اپنی قوم کا خون گرانے کو سب سے بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔

ان کا طریقِ واردات کیا ہے۔ صحابہؓ کی جماعت پر اعتراض کرنے کے مختلف پہلوؤں کی تلاش اور پھر ان واقعات میں اپنے معنیٰ داخل کر کے صحابہؓ کے خلاف جارحیت اور عترت طاہرہ کے غصب حقوق کا واویلا۔

اپنے موقف کی تائید میں پھر یہ تاریخ کی طرف دوڑتے ہیں مسلمان اثباتِ عقائد میں قرآن و حدیث کو اولیت دیتے ہیں یہ شک کے کانٹوں پر تاریخ کا ہل چلاتے ہیں۔ یہود و مجوس نے جعلی اور من گھڑت روایات سے اسلامی تاریخ کو اس قدر مجروح کر رکھا ہے کہ اگر قرآن و حدیث کے روشن مینار ہمارے سامنے نہ ہوتے تو ہم سبائی اندھیرے میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے۔ ضرورت تھی کہ کوئی صاحب آلِ سبا کے ان سوالات کو جمع کرے جو دشمنانِ اسلام کی اب تک کی کارکردگی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ (ایک شیعہ کتاب میں) یکجا لکھے ہمارے بعض دوستوں کو مل گئے۔

سے عبد اللہ بن سبا کا تعارف ایک شیعہ کے قلم سے۔ ابن بابویہ قمی صدوق المتوفی ۳۸۱ھ کی معتبر کتاب خصال صدوق کے مترجم اور ۸۰ کتب کے مؤلف مرتضیٰ مدرس گیلانی ایرانی "اعلام خصال صدوق" میں لکھتے ہیں "عبداللہ بن سبا۔ یہ حضرت خلیفہ علیؓ بن ابی طالب کے پیروکاروں میں سے تھا۔ نسلاً یہودی تھا جب مسلمان ہوا آپؓ کا طرفدار بن گیا آپؓ سے دینی اور معاشرتی سوالات بہت کیا کرتا تھا پھر اس نے خفیہ طور پر نبوت کا دعویٰ کر دیا حضرت علیؓ کو خدا کہنے لگا۔ حضرت علیؓ نے اسے توبہ کرنے کا حکم دیا اور تین دن قید میں ڈال دیا جب اس نے توبہ نہ کی تو حضرت علیؓ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ یہ واقعہ ۳۸ھ مدینہ میں ہوا۔ اکثر علماء اسلام کا دعویٰ ہے کہ غلو کے مخلوط مذہب شیعہ کی بنیاد اسی سے پڑی ہے۔ کہتے ہیں یہودیت کے زمانہ میں حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کے وصی یوشع بن نون کے متعلق بہت غلو کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کرتا تھا حضرت علیؓ کے متعلق غلط یا صحیح جو غلو سے بھرپور روایات (کتب شیعہ میں) ہیں وہ اسی سے منسوب ہیں۔" (اعلام خصال صدوق ص ۳۱۶ فارسی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

گوجرانوالہ کی مشہور علمی شخصیت مولانا مہر محمد نے ان میں سے "ایک ہزار اہم سوالات" (والی کتاب) کا انتخاب کیا اور ان کے جوابات نہایت مختصر عام فہم اور سادہ انداز میں سپردِ قلم فرمائے۔ اس سلسلۂ سوال و جواب سے جہاں علماء کو سبائیت کے سارے تار و پود کا پتہ چل جاتا ہے وہاں دین سے دلچسپی رکھنے والے عام مسلمانوں کے سامنے بھی سبائیت کی ساری تصویر آجاتی ہے مولانا نے اپنے جوابات کو اہلِ اسلام اور آلِ سبا دونوں طبقوں کی کتب معتبرہ سے مدلّل و مبرہن کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ جو شخص اس کتاب "سیفِ اسلام" کا غور سے مطالعہ کرے گا محسوس کرے گا کہ اسلام کی تلوار نے ہر غیر اسلام کو واقعی کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ . . . . . قیامت کی علامات اپنا پر تو ڈال رہی ہیں۔ دینِ حق کے خلاف منکرات کے طوفان بڑی تیزی سے اُمڈ رہے ہیں اور یہود مسلمانوں سے اپنے پرانے بدلے لے رہے ہیں۔ صحابہؓ کے خلاف یورش ہو یا حدیث کے خلاف حملہ، قرآن کے غیر محفوظ ہونے کی تبلیغ ہو یا حرمین کی عزت و آبرو لوٹنے کی تحریک، ہر ایک سازش کے پیچھے یہود نقاب پوش کھڑے ہیں۔ مبارک ہیں وہ افراد جو اسلام کے ایسے آڑے وقت میں ان منکرات کے خلاف اٹھیں اور ان نقاب پوش ایمان کے ڈاکوؤں کا پوری علمی اور ایمانی قوت سے سدِّ باب کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری دور میں دین کی طرف سے باطل کا دفاع کرنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جنھیں اسلام کے پہلے دور کے نیکو کاروں کے برابر اجر ملے گا وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون فی اٰخر ھٰذہ الامۃ قوم	اس امّت کے آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے
لھم اجراولھم یأمرون بالمعروف	جن کو پہلے لوگوں جیسا ثواب ملے گا وہ اچھے کاموں
وینھون عن المنکر ویقاتلون	کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے
اھل الفتن۔ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ ص۵۸۴)	فتنہ بازوں سے (بذریعہ قلم یا تلوار) جنگ لڑیں گے۔

احقر امید رکھتا ہے کہ مولانا مہر محمد صاحب مؤلف "سیفِ اسلام" نے اس نازک دور میں اس اہم موضوع پر قلم اٹھا کر اپنے لیے اس خوش قسمت طبقے میں جگہ حاصل کر لی ہے اللہ رب العزت سب پڑھنے والوں کو بھی حق کی اس دولت سے سرفراز فرمائیں۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

خالد محمود عفا اللہ عنہٗ لاہور ۳-۱-۸۸

www.sirat-e-mustaqeem.com

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مبسملاً و محمداً و مصلیاً و مسلّماً! اما بعد راقم اثیم نے حضرت مولانا حافظ مہر محمد صاحب دام مجدہم فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تالیف کردہ رسالہ فروع دین کے مسائل پر تبصرہ کا کچھ حصہ پڑھا جس میں انھوں نے عالمانہ انداز میں وضو، غسل، نماز، نماز تراویح، تکبیرات جنازہ، رفع یدین، آمین، جمع بین الصلوتین، خاک کی ٹکیہ پر سجدہ اور وقت افطار وغیرہ وغیرہ مسائل پر علمی انداز میں بحث کی ہے اور کتب اہل السنت والجماعت کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم اور کتب روافض کو پیش نظر رکھا ہے اور ان کے بھی اپنی تائید میں حوالے نقل کیے ہیں اور تحقیقی رنگ میں رافضی کو جوابات دیئے ہیں۔ اور جرّ جوار اور مسح رجلین کے متعلق باحوالہ کتب علمی بحث کی ہے جو طلبۂ علم کے لیے مفید ہو گی اور فریق مخالف پر اتمام حجت ہو گی یہ الگ بات ہے کہ اس دنیا میں ضد اور عناد سے کام لینے والے کبھی اپنی زبان سے حق و صداقت کا اقرار نہیں کیا کرتے مگر سمجھ دار لوگ طرفین کے دعاوی اور دلائل سے خود اندازہ لگا لیتے ہیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ بعض مقامات پر اگرچہ سمجھنے میں دقت ہوتی ہے مگر امید ہے کہ موصوف تھوڑی سی کاوش اور محنت سے اُسے سلیس اور آسان بنا دیں گے۔ موصوف متعدد عمدہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ تحفۂ امامیہ میں شیعہ مذہب کو سمجھنے کے لیے خاصہ علمی مواد انھوں نے جمع کر دیا ہے۔ نوجوان علماء میں موصوف کا مطالعہ اس مدیر، بڑا وسیع ہے اور بفضلہ تعالیٰ وہ صاحب بصیرت اور نکتہ رس بھی ہیں کہیں کہیں الفاظ میں گرمی دکھا دیتے ہیں مگر چونکہ روافض کا ایسے مواقع پر رویّہ بڑا ناروا اور طنز آمیز ہوتا ہے اور یہ فطری بات ہے کہ جواب آں غزل کو بھی کبھی کبھی ملحوظ رکھا جاتا ہے اور نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ اس وقت بین الاقوامی طور پر جس طرح روافض اپنے باطل مسلک کو اقوام عالم پر مسلط کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔ یہ اہل حق کی غفلت ہے کہ وہ حب الدنیا کے نشہ میں چور چور ہیں اور باطل فرقے منظم ہو کر اپنے غلط نظریات کی اشاعت میں دن رات کو ایک کیے ہوئے

یہ اس کتاب کا حصہ اول ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں۔ ہماری قلبی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی طبع کردہ کتابوں سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور اس سلسلہ میں انہیں مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ باطل کی دلائل و براہین کے ساتھ خوب سرکوبی کر سکیں۔

اللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی رسولہ خیر خلقہ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وبناتہ واتباعہ الیٰ یوم الدین۔ آمین۔

احقر النّاس ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

۱۶ر شوال ۱۴۰۶ھ، ۲۴ر جون ۱۹۸۶ء

تصدیق امیر تحریک خدام اہلِ سنّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالؒ مدظلہ

(خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ مہتمم دار العلوم دیوبند)

جناب مولانا المکرم زید مجدہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

طالب خیر بخیر ہے۔ مسودہ ارسال ہے نظر ثانی میں تاخیر ہو گئی ہے، معذرت خواہ ہوں۔ حافظ عبدالوحید صاحب کے ذریعہ اطلاع دے دی گئی تھی کہ ابھی کتاب پریس میں نہ دیں۔ کیونکہ بعض جگہ معنوی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ماشاء اللہ آپ نے بڑی محنت کی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ تصنیف میں مکرر، سہ کرر دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے خود اپنا تجربہ ہے بار بار دیکھنے سے کئی جگہ اصلاح یا اضافہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ (چنانچہ حضرت نے مسودہ کے جتنے حصے میں اصلاح یا اضافہ فرمایا تصحیح اس کے مطابق کر دی گئی ہے۔)

خادمِ اہلِ سنّت (مولانا قاضی) مظہر حسین (مدظلہ العالی)

۱۳ر ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

www.sirat-e-mustaqeem.com

مولانا مہر محمد مد ظلہ اور آپ کی تصانیف پر علماء کرام کی آراء گرامی

۱۔ مولانا کو علمی مقالات پر مضامین لکھنے اور تصنیف و تالیف کا نہایت ذوق حاصل ہے..... نہایت ملنسار اور صحیح پسند عالم ہیں تقریر و تحریر دونوں پر اچھی دسترس حاصل ہے۔ (علامہ محمد یوسف بنوریؒ کراچی) ۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

۲۔ مولانا موصوف کے علمی استدلالات حوالہ جات اور معتدل طرز بیان سے پوری طرح مطمئن ہوں (علامہ مفتی محمودؒ ملتان ۹ رمضان ۱۳۹۱ء)

۳۔ بہر حال کتاب (عدالت حضرات صحابہ کرامؓ) مفید اور اپنے موضوع میں کامیاب ہے (علامہ شمس الحق افغانیؒ جامعہ بہاولپور)

۴۔ صحابہ کرامؓ کی جانب سے دفاع اور ان کی عظمت کا اظہار دین کی بہت بڑی خدمت ہے اللہ تعالیٰ نے مولوی مہر محمد صاحب کو اس کی توفیق عنایت فرمائی (مولانا محمد اسحاق صدیقی لکھنویؒ)

۵۔ ہمارے بڑے بڑے علماء نے ابتک یہی سمجھا کہ شیعہ مسئلہ معمولی مسئلہ ہے اب ساری عمر جو تفسیر و حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ان کو شیعہ مذہب سے واقفیت نہیں حالانکہ شیعہ مذہب ہی اسلام کے نام پر اسلام کے مقابلہ میں مذہب کفر و الحاد ہے
مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ چکوال ۱۸ / رجب ۱۳۹۹ء۔

۶۔ علماء کرام اور طلبہ عظام کے لئے یہ (کتابیں) ایک بیش بہا نادر تحفہ اور انمول موتی ہیں ان میں بہت زیادہ علمی سرمایہ موجود ہے (امام اہلسنت علامہ سرفراز خان صفدر مد ظلہ)

۷۔ آپ بڑے عمدہ لائق نوجوان ہیں اور اس میدان مدح صحابہ میں خوب کام کر رہے ہیں اور بڑی قیمتی تصانیف کے آپ مصنف ہیں (مولانا محمد نافع جامعہ محمدی جھنگ ۸۲ / ۹ / ۲)

www.sirat-e-mustaqeem.com

عدالت حضرات صحابہ کرامؓ

۱۸×۲۳ / ۸

۳۳۶ صفحات — مجلد — ہدیہ —

صحابہ کرام رضؓ کی پاکیزہ سیرت اعلیٰ کردار اور فضائل ومناقب میں یہ عظیم الشان جامع کتاب ہے۔ جس کی نظیر اردو عربی، فارسی، کسی زبان میں نہیں ہے جو قرآن کریم ۔ احادیث صحیحہ کے علاوہ ۔ اصول حدیث اصول فقہ ۔ علم کلام ۔ تاریخ و سیرت کتب شیعہ اور فتاوے وغیرہ کی ۱۳۰ کتب سے تحقیق و مطالعہ کے بعد مرتب کی گئی ہے ۔ ان پر طعن و تنقید کی حرمت ۵۰ آیات ، ۵۰ احادیث ، اجماع امت کے صدہا حوالوں اور مسلمہ کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہے ۔ ان پر قدیم و جدید جتنے اعتراضات کیے گئے ہیں ان کے مسکت و مدلل جوابات دیے گئے ہیں ۔ مشاجرات صحابہؓ میں اہلسنت والجماعت کا مسلک اجماعی مدلل کر کے "خلافت و ملوکیت" جیسی گمراہ کن کتاب کا اصولی جواب دیا گیا ہے ۔ تفصیلی مقدمہ اور ۸ ابواب کے بعد خاتمہ میں حضرت امیر معاویہؓ عمرو بن العاصؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ کی سیرت بیان کی گئی ہے ۔ معیاری کتابت و طباعت اور ۱۰ اکابر علماء کی تصدیق سے مزین ہے ۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھوا کر تبلیغ دین کریں ۔

سیف اسلام بر دشمنان اسلام یعنی شیعہ کے ہزار سوال کا جواب

۱۸×۲۳ / ۸ سائز ۵۶۰ صفحات مجلد سنہری ہدیہ

بار بار طبع ہونے والی اس مقبول اور لاجواب کتاب میں توحید رسالت ۔ قرآن کریم ۔ خلفاء راشدینؓ ۔ امہات المومنینؓ ۔ حضرت امیر معاویہؓ اور تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم پر معاندانہ اعتراضات کا قلع قمع کیا گیا ہے نیز صحابہ کرامؓ کی شان اور صداقت اہل سنت اجاگر کرنے کے علاوہ آغاز کتاب میں خمینی ازم کا تعارف اور اتحاد اہلسنت پر زور دیا گیا ہے سنجیدہ اور مدلل انداز بیان سے ہر قیل وقال کا خاتمہ مناظرین مبلغین ۔ عاشقان سپاہ صحابہ اور خدام اہل سنت کے لئے لاجواب تحفہ ۔ خود پڑھیے اور دوستوں کو پڑھائیے ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کلماتِ تلخ وشیریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حامدًا ومصلیًا! حق و باطل کی نبرد آزمائی روزِ اوّل سے چلی آرہی ہے۔ آدمؑ و ابلیس حضرت نوحؑ اور آپ کی قوم، ابراہیمؑ و نمرود، کلیمؑ و فرعون، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ و ابولہب، اصحابِ رسول اور کفارِ قریش، علیؓ و خوارج، حسینؓ و ابنِ زیاد، اہلِ بیتؓ اور غدار شیعانِ کوفہ، مصعبؓ ابن زبیرؓ اور متنبی کذاب مختار، رجیم و مردود بزبانِ حضرت سجادؒ، عرب کے مظلوم مسلمان اور ہٹلر کا جانشین، سفاک خمینی اسی کی مثالیں ہیں۔

تاریخ کا ایک ایک ورق شاہد ہے کہ جب کفر کی ساری طاغوتی طاقتیں اسلام سے شکست کھا گئیں اور خلفاءِ راشدینؓ و فاتحینِ اسلام نے روم و ایران کی شان و شوکت کو تہ و بالا کر ڈالا۔ تو تقیہ اور منافقت کے لباس میں ایک شاطر ابنِ سبا یہودی نے ایک ایسا فرقہ جنم دیا جس نے مارِ آستین اور خنجرِ پوستین بن کر اسلام اور مسلمانوں سے پورا پورا بدلہ لیا۔ بلا مبالغہ لاکھوں افراد سبائی فتنہ کا شکار ہوئے۔ مسلمانوں کی تعمیر و ترقی اور فتوحات کا دروازہ بند ہو گیا۔ دورِ قدیم یا عہدِ صفوی کی مسلم کشی، سفاکی اور بربریت کو تو چھوڑیئے۔ دورِ جدید میں حافظ الاسد رافضی نے شام میں اخوان المسلمون اور دیگر مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ لبنان میں دروزی اور شیعہ ملیشیا عمل نے فلسطینی مسلمانوں کے کیمپ کے کیمپ یہودیوں سے مل کر تباہ کیے اور بقیہ زندوں کو محصور کر کے انسانی لاشوں اور حرام و مردار جانوروں کا گوشت کھلانے پر مجبور کیا۔

ظلم و ستم کی وہ کونسی صورت اور مثال ہے جس کا انقلابِ ایران سے لے کر تاہنوز روح الظلم و آیت الفساد خمینی کی حکومت نے ایران کے کردوں، بلوچوں، سنّی مسلمانوں اور اہلِ عراق و عربوں پر ارتکاب نہیں کیا۔ ایران نے شاہی دور سے خلیج کا عراقی علاقہ دبا رکھا تھا۔ نئی انقلابی حکومت نے اپنا اقتدار وہاں بڑھانے کے لیے عراق میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ بغاوت کرائی۔ جب وہ ناکام ہوئی اور عراق اپنے تحفظ اور مغصوبہ علاقہ کی بازیابی کے لیے دفاعی حملہ پر مجبور ہو گیا تو ایران نے اسے زبردست طویل جنگ میں تبدیل کر دیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایران جارح کا تعین کرنے کی ضد میں اپنے پیداواری عظیم وسائل۔ لاکھوں کی تعداد میں اپنی فوج اور عرب مسلمانوں کا ناقابلِ تلافی نقصان کر چکا ہے۔ مگر جنگ بندی کی کوئی صورت تسلیم نہیں کرتا، حالانکہ اسلامی کونسل، مسلم امہ کمیٹی، عراق سمیت تمام سربراہانِ ممالکِ اسلامیہ جنگ بندی کے لیے اپنا پورا زور صرف کر چکے ہیں۔ پاکستان میں مسلح مداخلت کر کے کوئٹہ اور کراچی میں مبینہ فسادات کرائے ہیں اپنے ایجنٹوں سے اسلام آباد پر مسلح چڑھائی کرائی ہے۔ امسال حج کے موقع پر حرمین شریفین پر مسلح قبضہ کا پروگرام بنایا اور شدید بے حرمتی سے قتل و غارت کی نوبت آئی مگر ربِّ کعبہ نے اصحاب فیل کی طرح ان کو تباہ کر دیا۔ امسال ڈیڑھ لاکھ حاجیوں کے روپ میں مسلح غنڈے بھیجنے کا اعلان کر کے پھر اسی عزم کو دہرایا ہے۔ (قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ)۔

اس گروہ کے یہ مظالم اور خوفناک عزائم اظہر من الشمس ہیں لیکن ڈپلومیسی اور پروپیگنڈہ کا یہ عالم ہے کہ ثورۃ اسلامیۃ لا شیعۃ ولا سُنیۃ (یہ اسلامی انقلاب ہے شیعہ سُنی سے اسے کوئی تعلق نہیں)، مرگ بر اسرائیل، مرگ بر امریکہ جیسے نعروں سے ایک دنیا کو پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں سمیت اُلّو بنا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ موٹی سی بات ہے کہ جس قوم سے دشمنی ہو ان سے خفیہ معاہدے کر کے اور اسلحہ لے کر ان کے دشمنوں (یعنی عربوں) کو تو نہیں مارا جاتا۔ اگر یہ نعرہ سچا ہے تو ایرانی میزائیل بغداد پر کیوں گرتے ہیں؟ واشنگٹن اور تل ابیب پر کیوں نہیں گرتے؟ مکہ مکرمہ اور حجاج کرام پر حملہ کیوں ہوتا ہے؟ نیویارک پر کیوں نہیں ہوتا؟ اس سے پتہ چلا کہ در پردہ تینوں ایک ہی ہیں۔ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے اور خمینی صاحب اپنے ناقدین و مخالفین کو لاکھوں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اپنی مطلق العنانی اور ڈکٹیٹر شپ میں "دعویٰ فرعونیت" کی سرحدوں پر پہنچ رہے ہیں۔

۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء وغیرہ کے ذرائع ابلاغ گواہ ہیں کہ ایران کے صدر خامنہ ای نے خطبہ جمعہ میں حکومت کے حوالے سے کہا "کہ حکومت کے اختیارات احکاماتِ الٰہی کے تابع ہیں۔" اس پر امام خمینی نے ان کو سخت سرزنش کی "کہ حکومت کو دین کے بنیادی ارکان پر بھی فوقیت حاصل ہے۔" روزنامہ نوائے وقت لکھتا ہے:

انھوں (خمینی) نے کہا کہ حکومت دین کے بنیادی احکام میں سے ایک ہے اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس کو دوسرے احکام پر یہاں تک کہ نماز، روزہ اور حج پر بھی فوقیت حاصل ہے جو ارکان دین میں شامل ہیں یہ آیت اللہ خمینی کے ولایت فقیہ کے اس اختلافی فلسفے کا حصہ ہے جس کے تحت تسلیم شدہ دینی قائد کو جو وہ خود ہیں نائب پیغمبر اور نائب امام کی حیثیت سے مطلق سیاسی اختیار حاصل ہے صدر خامنہ ای آیت اللہ خمینی کی مطلق قیادت کو مانتے ہیں مگر آیت اللہ کی نگاہ میں ان کی غلطی یہ تھی کہ نماز جمعہ کے خطبہ میں انھوں نے کہا تھا کہ حکومت اپنے اختیارات کا استعمال احکام الٰہی کی حدود کے اندر کرتی ہے اس پر آیت اللہ خمینی نے کہا کہ یہ بات اس سے بالکل متضاد ہے جو میں کہتا ہوں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صدر حکومت کو ویسی ہی ولایت اعلیٰ تسلیم نہیں کرتے جیسی اللہ تعالیٰ نے نبی کو ودیعت کی تھی۔ آیت اللہ خمینی نے کہا ہے کہ درحقیقت مملکت کو اختیار حاصل ہے کہ عوام کے ساتھ کیے ہوئے جس معاہدے کو چاہے منسوخ کر دے یہاں تک وہ معاہدے بھی جو احکام شریعت کے مطابق کیے گئے ہوں۔ (نوائے وقت ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء ص کالم ۴ ، ۸ تارا ایڈیشن)

"عیاں راچہ بیاں": خمینی صاحب دعوائی امامت و نبوت سے بھی گزر کر گویا انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ نماز، حج، روزہ جیسے بنیادی ارکان پر حکومت کی فوقیت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ معاذ اللہ ان کو معطل و منسوخ کر سکتی ہے۔ حالانکہ یہ حق صاحب وحی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہ تھا کیونکہ آپ کی حکومت کے اختیارات احکامات الٰہی کے تابع تھے ان پر فوق نہ تھے، خدا آپ کے متعلق فرماتا ہے: اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ "میں تو صرف اپنی طرف آئی ہوئی وحی کا پابند ہوں۔ اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (پ ۱۱، ع ۷، یونس)

اقتدار اور سیاست پر قبضہ کر لینے کے بعد تو بالا صورت ہوتی ہے مگر اس سے پہلے "سنّی شیعہ بھائی بھائی" کے نعرے لگاتے ہیں، کہیں تقیہ اور کتمان سے کام لیتے ہیں، مگر قرآن کریم اور صحابہ کرامؓ سے دشمنی اور ان کے خلاف دشنام طرازی اور یاوہ گوئی کسی صورت میں نہیں چھپتی۔ جس ملک، علاقہ اور گاؤں میں ہوں ان کی زبانیں اور تحریریں اصحاب رسولؐ اور قرآن عزیز پر تبرے برساتی ہیں۔

یہ کتاب ایک ایسی ہی واہیات کتاب کا جواب ہے جس میں "مذہب سنّیہ پر ہزار سوال" کر کے جی بھر کر توحید، رسالت، قرآن کریم کی صداقت، تلامذۂ نبوت کی حقانیت، مذہب اسلام

www.sirat-e-mustaqeem.com

اہل السنت والجماعت فقہ وقانون سیرت وتاریخ فتوحاتِ اسلامی ہر بات پر معاندانہ زہر اگلا گیا ہے اور ۹۵ فیصد مسلمانوں کی دلآزاری میں کسی قسم کا دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس کے باوجود برعکس نام نہند زنگی کافور۔ امام الشیعہ خمینی کی طرح یہ دعویٰ بھی ہے: "چونکہ ہم بنیادی طور پر اتحادِ ملت کے حامی ہیں اسی لیے رشتہ اخوت کے استحکام کی خاطر ہم نے یہ سعی کی ہے کہ دو مسلمان بھائیوں میں آپس کی غلط فہمیاں دور ہو سکیں۔" (فروع دین از عبدالکریم مشتاق ص۳)

کئی دوستوں نے مشورہ دیا کہ یہ کتاب منہ لگانے کے قابل نہیں جواب نہ دیا جائے چونکہ راقم الحروف نے اپنی زندگی کا مشن ہی قرآن وسنّت اور صحابہ کرامؓ کا دفاع اور ان پر لگائے گئے اتہامات کا ازالہ قرار دے رکھا ہے۔ احتساباً للہ اس کریہہ کام پر طبیعت کو آمادہ کیا۔ وقت طویل اور زر کثیر کے خرچ کے بعد یہ تحقیقی اور علمی خزانہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، قدردانی آپ کا کام ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

شیعہ سائل عبدالکریم مشتاق کا اگرچہ یہ دعویٰ ہے کہ یہ سوالات وہ ہیں جن کی وجہ سے اس نے سنّی مذہب چھوڑا ہے لیکن تقیہ شعاروں کا یہ نیا جھوٹ ہے۔ دراصل شیعہ ہو چکنے کے بعد اس نے مطاعن کی تمام شیعہ کتابیں سامنے رکھ کر ایک خاص محنت اور سلیقہ سے یہ مرتب کیے ہیں جو انھوں نے مدت سے کذب وغیبت پر مشتمل مذہب کی آبیاری کے لیے پھیلا رکھی ہیں۔

میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ تالیف کسی ایک شخص کی کتاب کا جواب نہیں بلکہ مطاعن سے لبریز تمام شیعہ کتابوں کا اصولی جواب ہے اور دفاعِ مطاعن میں ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔

اس کتاب سے جہاں یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ شیعہ حضرات تمام صحابہ کرامؓ کے منکر اور دشمن ہیں اور اہلِ سنّت سے بیر رکھتے ہیں۔ گو زبان سے "سنّی شیعہ بھائی بھائی" کا پرفریب و پرتقیہ راگ الاپتے رہیں اور رواداری کا وعظ کرتے رہیں۔ یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی کہ شیعہ کا توحید وسُنّت کے علاوہ قرآن پر بھی ایمان نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا وہ آج کھل کر اقرار نہیں کرتے اور ہمارے افسرانِ سرکاری ملازمین اور مذہبِ شیعہ سے ناواقف تعلیم یافتہ حضرات شیعوں کو منکر قرآن نہیں مانتے اور مسلمان بھائی تصور کرتے ہیں۔ یہی

www.sirat-e-mustaqeem.com

الیہ ہے کہ شیعہ نے قرآن و سنّت کانفرنس ۱۹۸۶ء کر کے عوام کو دھوکہ دیا اور ان کی چال سے حکومت نے مشترکہ ترجمہ قرآن بنانے کی کمیٹی بنائی۔

جب ہر شخص جانتا ہے کہ شیعہ تمام صحابہ کرامؓ خصوصاً پہلے تین خلفاء راشدینؓ کو ہرگز نہیں مانتے اور ان پر مطاعن کی گردان۔ خواہ اپنی کتب سے پڑھیں یا کتب اہلِ سنّت سے تراشیں۔ وہ ان کے ایمان اور قلبی عقیدہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ جب وہ قرآن کریم پر بھی اعتراضات کرتے ہیں اور ۱۰۰ اعتراضات اسی کتاب میں صحابہؓ پر سے بھی پہلے قرآنِ مظلوم پر کر ڈالے ہیں۔ کیا یہ ان کے دشمنِ قرآن ہونے کی کافی دلیل نہیں ہے؟ حالانکہ انھوں نے تحریفِ قرآن کے عقیدہ ــ کہ یہ قرآن اصلی، کامل اور درست نہیں۔ اس میں ۵ قسم کی خرابیاں ہیں ــ پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ خود اس سائل نے ہمیں ایک خط میں لکھا ہے: "امام مہدیؑ کے پاس وہ قرآن ہے جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کروایا تھا۔ اس کے علاوہ باقی تمام قرآن کے نسخے نقلی ہیں۔" اب اس قرآن کو نقلی (جعلی) بتانے والا۔ ایک اور اصلی قرآن عند المہدی کا قائل۔ قرآن پر ایمان کیسے رکھ سکتا ہے؟ چنانچہ اس نے "شیعہ مذہب حق ہے" ص ۱۱۶ پر لکھا ہے: "کہ ہمارے ائمہ طاہرین کے پاس جو قرآن ہے وہ اصلی ہے مکمل ہے۔ لوگوں کی دست بُرد سے محفوظ ہے اور آپ لوگوں کا قرآن نقلی ہے بے یار و مددگار ہے۔ انسانی ہاتھوں سے دست بُرد ہوا ہے۔ ایمان کا تعلق اصل سے ہوتا ہے نقل سے نہیں۔ (معاذ اللہ بلفظہٖ) ــ قدیم زمانہ میں کتبِ شیعہ ناپید تھیں۔ ہمارے علماء ان کے کفریہ عقائد سے ناواقف تھے اس لیے بعض علماء نے ان کی تکفیر کی صراحت نہ کی۔ لیکن جن علماء کو ان سے واسطہ پڑا اور انھوں نے ان کی تردید میں کتب لکھیں۔ وہ ان کے کفر کے قائل ہوئے اور بعدہٗ تکفیر میں سرفہرست عقیدہ تحریفِ قرآن، شرک میں غلو، شیخینؓ کی خلافت کا انکار اور عقیدہ امامت کو گنا ہے

تمام مسلمانوں کے متفقہ ۳۰ اکابرِ اسلام کے بیانات ملاحظہ فرمائیں

۱ ــ سرتاجِ اولیاء محبوبِ سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ رقمطراز ہیں:

"یہود نے تورات میں تحریف کی ہے اور رافضیوں نے قرآن میں ایسا کیا ہے یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی موجودہ ترتیب ٹھیک نہیں ہے۔ ترتیب دینے کے وقت ان کو پہلے سے ہی الٹ پلٹ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کر دیا گیا ہے جس ترتیب سے اتارا گیا تھا اس کو باقی نہیں رکھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کر دی گئی ہے۔ کہیں اس کو گھٹا دیا ہے اور کہیں بڑھا دیا ہے۔

یہودی حضرت جبریل علیہ السّلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسرے فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن ہے اور رافضیوں کے ایک گروہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ جبریل علیہ السّلام نے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی ہے اس میں وہ غلطی کھا گئے ہیں۔ انھوں نے وحی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پہنچانی تھی مگر بھول کر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پہنچا دی ہے۔ یہ جھوٹے ہیں۔ جھوٹ بکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان مردودوں کو غارت کرے۔

(غنیۃ الطالبین، ذکر شیعہ ص ۱۶۶-۱۶۷ مطبوعہ لاہور)

نیز حضرت پیران پیرؒ ان کے کفریات گنتے ہوئے عقیدہ علم غیب کلی، ائمہ کے لیے معجزات اور ان کی تمام انبیاءؑ سے افضلیت، تکفیر صحابہؓ اور الوہیت علیؓ کو خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اس بات پر ان کا اتفاق ہے کہ رسول مقبول کے بعد خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا لیکن بعد میں ایسا نہیں کیا گیا اس لیے سب لوگ (صحابہ کرامؓ) مرتد ہو گئے ہیں۔ سوائے چھ کے۔

(۲) اس گروہ کا اعتقاد ہے کہ کسی چیز کے ظاہر ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ اس کو نہیں جانتا (بداً کا عقیدہ)۔

(۳) ان کا یہ مقولہ ہے کہ حساب کے دن سے پہلے مُردے دُنیا میں واپس آجائیں گے (عقیدہ رجعت) مگر غالیہ گروہ کے لوگوں کو اس سے اتفاق نہیں ان کا یہ قول ہے کہ کوئی قیامت نہیں، نہ حساب کتاب ہوگا۔

(۴) ان تمام کا یہ عقیدہ ہے کہ امام صاحب کو ایسا علم ہوتا ہے کہ جو چیز پچھلے زمانہ میں ہو چکی ہے اور آئندہ ہونے والی ہے چاہے دُنیا کے متعلق ہو چاہے دین کے متعلق ہر ایک کو جانتا ہے یہاں تک کہ سطح زمین پر جس قدر ٹھیکریاں اور مینہ کے قطرے پڑتے ہیں ان کی تعداد بھی اس کو معلوم ہوتی ہے اور درختوں کے جتنے پتے ہیں ان کے شمار سے بھی واقف ہے۔

(یعنی ائمہ کو علم ماکان ومایکون کلی ہوتا ہے جس کے آج خالی قائل ہو چکے ہیں۔ م)

(۵) ان میں سے اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس نے حضرت علیؓ سے لڑائی کی ہے وہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کافر ہے اسی قسم کی بہت سی (کفریہ) باتیں کرتے ہیں۔

(۶) فرقہ غالیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہیں ان سب سے حضرت علیؓ افضل اور بہتر ہیں۔

(۷) ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علیؓ خدا ہیں (یعنی حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلاء اور عالم الغیب، حاضر ناظر، نور من نور اللہ ہیں) ان پر خدا کی تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت تاقیامت رہے خدا ان کا نام ونشان اس جہان سے مٹا ڈالے..... کیونکہ یہ لوگ اپنے غلو میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ کفر پر خوب جم گئے ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ خداوند کریم اور قرآن کریم اور تمام پیغمبروں کو نہیں مانتے۔ ایسوں سے خدا اپنی پناہ میں رکھے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۶۱-۱۶۲)

(۸) مرشد جیلانیؒ فرقہ مفوضہ شیعہ کے تعارف میں کہتے ہیں:۔

فرقہ مفوضہ کا اعتقاد ہے* کہ اللہ جل شانہٗ نے لوگوں کی تدبیر (ان کے کاموں کا بندوبست وحاجت روائی) اماموں کے سپرد کی ہے۔ اور تحقیق محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا نے پیدائش عالم اور اس کی تدبیر کی قدرت دی۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۶۳-۱۶۴)۔ (مختارِ کل کے نام سے شیعوں نے آج یہ عقیدہ ناواقف سُنیوں میں بھی پھیلا دیا ہے۔ مؤلف)

۲ ــــ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کفر شیعہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں کہ شیخینؓ کو گالی دینا کفر ہے اور احادیث صحیحہ اسی پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ محاملی اور طبرانی اور حاکم نے عویمرؓ بن ساعدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اصحابؓ بنائے ہیں بعض ان میں سے وزیر بنائے ہیں اور بعض رشتہ دار بنائے ہیں پس جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ انکے فرائض ونوافل قبول نہیں فرماتا۔ (رسالہ ردّ رفض ص ۶۸)

نیز فرماتے ہیں "ہم کو کامل یقین ہے کہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ مومن ہیں اور خدا کے دشمن نہیں اور جنت سے خوشخبری دیئے گئے ہیں۔ پس ان کی تکفیر اس کے قائل (شیعہ) پر لوٹے گی۔ بموجب اس حدیث کے (کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے) پس ان شیعہ کے کفر کا حکم

---

* پاکستان کے شیعہ مجتہد علامہ محمد حسین ڈھکو نے غیر بابی تمام شیخی العقیدہ شیعوں کو مفوضہ اور غالی کہا ہے (اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

کیا جائے گا۔ (ص۵)

"رافضی کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ محیط میں امام محمدؒ رافضی کے پیچھے نماز کو جائز قرار نہیں دیتے اس لیے کہ وہ خلافتِ صدیق اکبرؓ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کرامؓ کا اجماع ان کی خلافت پر ہو چکا تھا اور خلاصہ میں ہے کہ جو شخص خلافتِ صدیقؓ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔..... اسی طرح جو شخص خلافتِ عمرؓ کا منکر ہے اصح الاقوال میں اس کا بھی یہی حکم (کفر کا) ہے پس جبکہ ان کی خلافت کا انکار کفر ہے تو ان کو گالی دینا اور لعنت کرنا کیسا ہو گا؟ پس ظاہر ہے کہ تکفیر شیعہ احادیثِ صحیحہ کے مطابق ہے اور طریقہ سلف کے بھی موافق ہے۔ (رسالہ ردّ رفض ص۲۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۰ء)

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ مسوّی شرح مؤطا ص ۱۱۱/۲ میں فرماتے ہیں :-

اگر یہ کہے کہ پیغمبر خاتم نبوت ہیں لیکن اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہ کہا جائے لیکن نبوت کی حقیقت۔ یعنی ایک انسان کا منجانب اللہ مخلوق کی طرف مبعوث ہونا اور واجب الاطاعت ہونا اگناہوں سے معصوم اور بقاء علی الخطاء سے محفوظ ہونا آپؐ کے بعد ائمہ میں موجود تھا تو ایسا شخص زندیق (بدترین کافر) ہے۔

تفہیماتِ الٰہیہ ص۲۴۴ میں شیعی عقیدہ امامت کو ختم نبوت کا انکار بتاتے ہیں:

"لیکن ان شیعہ کی اصطلاح میں وہ امام مفترض الطاعۃ مخلوق کے لیے مقرر کیا ہوا ہے اور وحی باطنی امام کے لیے جائز کہتے ہیں۔ پس یہ درحقیقت ختمِ نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے رہیں۔"

اہلِ سنت علماء کرام اور عام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں

اس تلخ حقیقت کا اظہار کیے بغیر چارہ نہیں کہ اب اہلِ سنت ۹۵ فیصد ہو کر بھی اتنے طاقتور اور منظم نہیں جو اعداءِ صحابہ بن چکے ہیں وجہ واحد اس کی یہ ہے کہ علماء تین چار گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں اور عوام ان سے بددل ہو کر ہر بے دین کمیونسٹ یا خود رو لیڈروں کے پیچھے جا رہے ہیں۔

ہر ایک کا اپنی جگہ دھڑا اور لشکر مضبوط ہے لیکن مقام صحابہؓ، ناموسِ ازواج النبیؐ کے تحفظ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور خالص اہل سنت وجماعت کے تشخص کے لیے نہ جذبات میں نہ محنت وتربیت کرائی جاتی ہے نہ اعدائے صحابہ اور روافض کے دفعیہ کے لیے حمیت وتعصب پیدا کیا جاتا ہے جو پہلے اسلاف میں ہوتا تھا اور یہ لوگ ڈر کے مارے تقیہ میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر میں پاکستان اور عالم اسلام کے لیے زبردست خطرہ یہی روافض اور فتنۂ خمینیت بن چکا ہے مسلمانوں کو بیدار اور منظم ہونے کی انتہائی ضرورت ہے۔ ؎

نہ جاگو گے تو مٹ جاؤ گے اے سُنّی مسلمانو　　تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

ہماری جماعتوں میں تفریق شیعیت اور انگریز وغیرہ کی پیدا کردہ ہے۔ ہمارے اختلافات یا تو عقائد ورسوم سے متعلق ہیں یا فروعی مسائل میں غلو وتشدد سے وابستہ ہیں۔ جب کہ قرآن، حدیث، کلمہ، اذان اور جماعت صحابہؓ سب کی ایک ہے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ دیوبندی بریلوی ایک ہی فقہ اور ایک امام کے پیروکار ہیں۔ نصاب دینیات بھی ایک ہے۔ پھر یہ منافرت بازی اور اپنے اپنے خیالات ورسوم پر جمود دراصل شیعوں کا پھینکا ہوا گیند ہے۔ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی شرک وبدعت، مخالفتِ رسولؐ اور جماعت میں تفرقہ بازی کے سخت مخالف ہیں۔ حضرت مرشد جیلانیؒ نے شیعہ کے جو عقائد گنے ہیں پھر پڑھ لیجئے۔ کیا ان کا ہی پرتو ہم پر تو نہیں پڑ گیا ہے؟

اگر فریقین کے خدا ترس اتحاد واُمت کے حامی ذمہ دار علماء مل بیٹھیں اور یہ عزم کریں کہ قرآن، احادیثِ صحیحہ اور فقہ حنفی کے خلاف یا ان کے علاوہ کوئی عقیدہ ورسم دین کا جزو نہ سمجھا جائے، جو صفوی عہد یا مصر کے رافضی بادشاہ کے دور سے چلی ہیں اور صوفیا نہ امور کا حضرت پیران پیر حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کر لیا جائے اور اعدائے صحابہ کے مقابل مشترکہ پلیٹ فارم بغیر کسی کے مخصوص نعرہ کے استعمال کیا جائے اور عظمتِ صحابہؓ یا مقامِ خلفاء راشدینؓ کے نام سے ہر شہر میں بھرپور جلسے کیے جائیں تو دو تین سال میں ہی ۹۵ فیصد سنّی مسلمان ایک بڑی طاقت بن کر اسلامی قانون نظام مصطفیٰؐ اور خلافت راشدہؓ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ فرمانِ نبویؐ سچا ہے۔ ہمارے اہل حدیث بھائی بھی خوب منظم اور فعال ہیں۔ قرآن وسُنّت کی خوب دعوت دیتے ہیں اگرچہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہ غلو کرنا چھوڑ دیں " کہ قولِ صحابہؓ اور خلفاء راشدینؓ کا عمل حجت نہیں غیر منصوص مسائل میں فقہ و اجتہاد ائمہ قابلِ عمل نہیں۔ اجماع کوئی چیز نہیں۔ صرف قرآن و حدیث کافی ہیں " تو بہتر ہو ورنہ بھی اپنی جڑیں کھوکھلی کر کے دشمن کو یہ کہنا ہے کہ آؤ امت اور صحابیت کے درخت کو کاٹ دو (معاذ اللہ تعالیٰ)

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۳ میں سے صرف ایک ناجی فرقہ کی نشانی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ (مشکوٰۃ) " میرے اور صحابہؓ کے طریقے کا پیروکار گروہ برحق ہے " بتائی۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام لے کر پیروی کا حکم دیا ہے۔ (ترمذی) اپنی اور خلفاء راشدینؓ کی سنت اپنانے کی تاکید کی ہے۔ بدعت سے ڈرایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ پاک نے مہاجرینؓ و انصارؓ کی پیروی کرنے والوں کو جنت اور اپنی رضامندی کا تمغہ بخشا ہے۔ (پ ۱۱ ع ۲)، صحابہؓ مومنین کے راستے کے خلاف چلنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے۔ (پ ۵ ع ۱۴) اور آن جیسا ایمان دیگر قوموں سے طلب کر کے ان کو معیارِ حق و ہدایت اور پیشوایانِ امت بنا دیا ہے اور ان کے مخالفوں کو گمراہ کہا ہے۔ (پ ۱ ع ۱۵) پھر کیسے اہلِ سنت قرآن و حدیث کا نام لے کر صحابہؓ پر بدظنی اور بے اعتقادی کا دروازہ دشمن پر کھول دیں اور اس کی تصدیق کر کے اپنے مذہب کی تکذیب کریں۔ (استغفر اللہ)

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ انفرادی طور پر تینوں گروہوں نے رفض کے مقابل بہت عمدہ لٹریچر تیار کیا ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی کا ردّ الرفضہ، مولانا محمد علی کی تحفہ جعفریہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی تصانیف، مولانا قاضی مظہر حسین، علامہ دوست محمد قریشی اور مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا محمد نافع کی تصانیف سونے سے تولنے کے لائق ہیں۔ مگر تینوں بڑی جماعتیں اور دیوبندیوں کی ۲۰ تنظیمیں۔ یہ غور فرمائیں کہ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۴ء میں ان پر خوب ظلم و تشدد ہوا۔ ہر ایک کے چیدہ چیدہ علماء شہید ہوئے۔ انفرادی طور پر ہر ایک نے لاکھوں روپے کے مصارف سے اور سینکڑوں جلسے مظاہرین کے گرفتار کرانے سے بھرپور احتجاج کیا مگر کیا قاتل کیفرِ کردار کو پہنچے؟ حکومت یا دشمن کا رویہ بدلا؟ یا کسی جماعت کے مخصوص مطالبات حکومت نے منظور کیے؟ ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ باہمی نفاق، نااتفاقی اور اپنی اپنی بدعت نوازی اور گروہ پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ حکومت ۵ غنڈوں کی مانتی ہے۔ ۹۵ تماشائیوں یا آواروں سے اسے کیا ڈر؟ جن کا نہ ایک لیڈر

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے نہ منزل نہ قومی نشان، کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تین بسوں کو چند ڈاکو باری باری لوٹ رہے ہیں مگر ہر ایک بس کے مسافروں نے اپنی رائفلیں دوسری بس پر تان رکھی ہیں یا ڈاکوؤں سے اتحاد کر کے اپنوں کا صفایا کر رہے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ تینوں گروہ اپنی بمشکل ۲۰-۱۵ فیصد عوام کے ساتھ اگر اپنا وجود کھو بیٹھے۔ باقی ۸۰ فیصد عوام کو وقت کے طوسی و علقمی و خمینی وغیرہ کی شہ پر روس اور کمیونزم نہیں نگلے گا تو کیا ہوگا؟ کیا بخارا، سمرقند، بغداد کا سقوط اسی تفرقہ بازی کا نتیجہ نہ تھا؟

میں قوم سے نذرانے وصول کرنے والے علماء کرام اور سرکاری خزانہ سے پلنے والے حکومتی افسران صاحبان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کل خدا کے دربار میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب آپ سے یہ سوال ہوگا کہ زبردست قربانی کے بعد برصغیر کے تھوڑے سے رقبہ پر اسلام کے نام پر پاکستان بنایا گیا تھا۔ اسلامی قانونِ شریعت تم کیوں نافذ نہ کیا تھا؟ قادیانیوں، صحابہؓ اور قرآن کے دشمنوں کو ۸۰ فیصد کلیدی آسامیاں کیوں دی تھیں؟ میرے صحابہؓ، خلفاء راشدینؓ میری پاک بیویوںؓ اور بیٹیوںؓ کو برسرِعام بازاروں میں مساجد اور مدارسِ دینیہ کے سامنے تبرّا کرنے والے جلوس تم کیوں نکلواتے تھے اور میری توہین کیوں برداشت کرتے تھے؟ تو کیا مسلم لیگی حکومت یہ کہہ کر چھوٹ جائے گی کہ فرقوں کا وجود مانع تھا۔ (تو پھر ان کو ہی کیوں ختم نہ کیا۔ م) تبرّا بازوں کو تو انگریزوں نے یہ حق دیا تھا۔ مسلم لیگی حکومت کیسے واپس لے سکتی تھی؟ حکومت اسلام آباد میں محافلِ سیرت منعقد کرالیتی تھی اور بس۔ یا بریلویوں کا یہ جواب معقول ہوگا کہ ہم تو عاشقِ رسول تھے پُرترنم نعت خوانی سے ہر شہر میں بڑے بڑے میلاد کے جشن اور جلوس نکالتے تھے۔ کیا دیوبندی یہ کہہ کر بری ہو جائیں گے کہ ہم تو متبع سنّت تھے۔ دس لاکھ کا تبلیغی اجتماع رائے ونڈ میں کر لیتے تھے۔ کیا تیسرا گروہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا کہ ہم تو اہلِ حدیث تھے۔ آمین اور رفع یدین وغیرہ پر ہر کسی سے خوب مناظرے کرتے تھے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اور آپ کے رفقاء شہید کرائے۔ تو ان کی یاد میں بڑے بڑے جلوس اور احتجاجی جلسے کر ڈالے مگر قرآن وسنّت کے مطابق ۱۷ دفعات والے شریعت بل کی ڈٹ کر مخالفت کی کہ وہ ہماری جماعت نے نہیں دو تین سرکاری مولویوں نے پیش کیا تھا؟ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ قانونِ

www.sirat-e-mustaqeem.com

شریعت نہ خود بناتے ہو نہ دوسروں کا بنا ہوا پسند کرتے اور منواتے ہو۔ باہمی انتشار سے مصطفیٰ کمال یا کمیونسٹوں کو زمامِ اقتدار تھماتے ہو۔ دیوبندی مذہب، رضاخانی مذہب، قانون حنفی یا قانونِ الٰہی جیسی منافرت انگیز کتابیں تو خوب پھیلاتے ہو مگر اسلامی قانون قضا، و تعزیرات پر کوئی متفقہ کتاب حکومت کو نہیں دیتے۔ حرمین شریفین کو کھلا شہر قرار دینے اور فرقہ وارانہ طوفان بپا کرنے کے لیے سعودی عرب کی حکومت کو تو کوستے اور حجاز کانفرنس لندن میں منعقد کرتے ہو مگر اسرائیل کا ایجنٹ خمینی حرمین پر قبضے کے خواب دیکھتا ہے۔ ایک حملہ کر چکا ہے روضۂ اقدس ڈھا کر شیخینؓ کی لاشیں نکالنے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی لاش کو کوڑے مارنے کا عقیدہ اس کا جزوِ ایمان ہے۔ اس پر تمہیں کوئی احتجاج اور مظاہرہ نہیں سوجھتا۔ عراق نے ۱۹۸۰ء میں اپنے تین باغیوں کو پھانسی دی۔ یہاں خمینی پرستوں نے اسلام آباد کا گھیراؤ کر ڈالا اور زکوٰۃ و عشر و حدود اسلامی سے چھٹی کرالی۔ شام، ایران، لبنان، عراق وغیرہ میں تمہارے لاکھوں سُنّی مسلمان شہید کیے گئے۔ تم نے ان کے حق میں اُف تک نہ کی۔ اے تفرقہ باز سُنّی علماء کرام، زندہ قومیں تمہاری طرح نہیں ہوتیں۔ کچھ ہوش اور غیرت میں آؤ، تمہارا حریف ایک ہزار برس تک تقیہ میں رہا اپنے شہیدوں کے نمبر اوّل، ثانی، ثالث الاٹ کراتا رہا۔ اپنے عقیدہ کے مطابق تا ظہورِ مہدی اب بھی اسے تقیہ میں رہنا چاہیئے۔ مگر وہ تمہیں بدعتوں اور فرقوں میں الجھا کر مطمئن ہو گیا تمہارے درجنوں علماء کو شہید کر چکا ہے۔ تم تو اپنے شہداء کے نمبر بھی نہ لگا سکے؟ وقت کی آواز سُن کر فتنے کی رفتار دیکھ کر اپنا رویّہ بدلو گے اور ناموسِ توحید، ناموسِ مصطفیٰ ﷺ، ناموسِ صحابہؓ و اہل بیتؓ کے تحفظ اور قومی بقاء کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم پر خلوص سے کام کرو گے یا نہیں؟ ورنہ اپنی قبر خود کھودو گے اور سُنّی مذہب تمہارا مرثیہ پڑھے گا۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ۔۔۔ کہ بامن ہر چہ کرد آں آشنا کرد

اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ۔

مرکزِ اتحاد کی طرف دعوت اور حکومت کو مشورہ

ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جناب؟ آپ جس دل سوزی اور اسلامی ہمدردی سے اہل سنّت کے مختلف الخیال گروپوں کو ایک مرکز پر متحد دیکھنا چاہتے ہیں اسی جذبہ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

آپ شیعوں کو ساتھ کیوں نہیں ملاتے اور ان کے خلاف قلمی جہاد کیوں ہے؟

راقم الحروف خدائے پاک کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب و الشہادہ جانتے ہوئے یہ عرض کرتا ہے:

"کہ مجھے حاشا و کلاّ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے تابعداروں اور محبّوں سے کوئی نفرت نہیں بلکہ میں تو آپ کی محبت واطاعت والے مذہب پر جینا اور مرنا چاہتا ہوں اور اہلِ سنّت کی نجات اور ایمان اس سے وابستہ ہے۔ ہماری جنگ یا زبانی اور قلمی جہاد صرف ان منافقوں سے ہے جنہوں نے بنام شیعہ ایک پارٹی تو بنائی مگر آپ سے اور آپ کی اولاد سے مسلسل غداریاں اور جنگیں کیں اور ان کو کسی میدان میں کامیاب نہ ہونے دیا یا آپؓ کو خدا اور رسول کا مرتبہ دیا یا حق گو اور صاف باطن شریف و معزز مسلمان بھی نہ بننے دیا۔ کلمہ اسلام بدلا، رسولِ خدا کو ناکام کہا۔ تمام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ مرتد اور جھوٹا کہا۔ قرآن و سنت کی حقانیت پر حملے کیے۔ ازواجِ رسولؐ، اصحابِؓ رسولؐ اور خاندانِ رسولؐ سے علانیہ دشمنی کو اپنا مذہب بنایا۔ بناتِ طاہراتؓ کے نسبِ پاک پر تہمت لگائی۔ کفار سے مل کر تمام امتِ محمدیہ سے فتوحات کا انتقام لیا۔ شرک و بدعت کی علمبرداری کی۔ متعہ اور فرج عاریت کی اجازت دے کر عصمت فروشی اور عیاشی کو مسلم معاشرہ میں پھیلا دیا۔ ماتم اور بین کے ذریعے جھوٹ کی تشہیر کی۔ مسلم سوسائٹی کو دشمنی اور فرقہ پرستی میں پھنسا دیا۔ زوالِ ملتِ اسلامیہ اسی طبقہ کے کردار کا نام ہے۔

اگر اب بھی دعوے دارانِ اسلام اپنی خود ساختہ رسوم اور شرک و بدعت والے مذاہب چھوڑ دیں۔ ظالم ہو کر مظلومی کا پروپیگنڈہ بند کر دیں۔ قرآن و سنّت اور خلفاء راشدینؓ کی تعلیم کے مطابق اپنی اپنی اصلاح کر لیں تو فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی منزلِ مقصود حاصل ہو جاتی ہے۔ شیعہ حضرات حضرت علیؓ کے پکے پیرو کار بن جائیں تجاوزات گرا دیں ہمارے بھائی بن جائیں گے۔ سُنّی حضرات قرآن و سنّت اور چاروں خلفاء راشدینؓ اور اسوۂ صحابہ کرامؓ کو اپنا لیں غلو اور بدعت پرستی چھوڑ دیں اسی میں ان کی نجات ہے۔ غور کیجئے عاشق صادق رسولؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنّتِ رسولؐ سے سر مو تجاوز نہیں فرماتے اور منافقوں مرتدوں زکوٰۃ کے منکروں اور ختمِ نبوت کے ڈاکوؤں سے جہاد فرماتے ہیں اب ان کا نام لیوا جاہل

www.sirat-e-mustaqeem.com

پرستوں سے اتحاد کیسے کرے؟ علمبردار توحید، حق و باطل میں فاروق، حجرِ اسود کو خطاب کر کے کہتے ہیں تو ایک پتھر ہے نفع یا نقصان نہیں دے سکتا۔ اگر رسولِ خدا نے تجھے نہ چوما ہوتا ہم نہ چومتے۔ بیعتِ رضوان والے مبارک شجرہ کو ناپید کر دیتے ہیں تاکہ توہم پرست مسلمان اس کی پوجا ہی نہ لگ جائیں۔ کیا عمر فاروقؓ کا عقیدت کیش سُنّی، قبر پرستی اور غیر خدا کے ندائیہ نعروں میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ جس ذوالنورینؓ نے اپنی غنا و سخاوت سے اسلام اور مسلمانوں کا دامن مالا مال کر دیا۔ امن و انصاف والے اپنے دورِ حکومت میں سب رعایا کو فقر و فاقہ سے نجات دے دی کر زکوٰۃ وصول کرنے والا کوئی نہ ملتا تھا مسلمان کمیونزم کی طرف کیوں بھاگتے ہیں؟ اپنی سرمایہ داری ذبح کر کے ایسا زرّیں دورِ حکومت و خلافت کیوں قائم نہیں کرنا چاہتے؟ جس شیرِ جلی علیؓ نے اپنے ان ۷۰ جبداروں کو زندہ آگ میں جرمِ ارتداد میں جلا کر توحید کی حفاظت کی۔ کہ وہ آپؓ کو رب، کارساز، مشکل کشا اور دوزخ و جنّت کا مالک کہتے تھے۔ ان کے نام لیوا آج اسی سبائی شرک میں کیوں مبتلا ہو چکے ہیں؟

آج بھی ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدارا اپنی اصل منزل "خلافتِ راشدہ" کی طرف لوٹ آئیں۔ جس سے وہ بھٹک چکے ہیں اور نظامِ خلافتِ راشدہؓ کی روشنی میں قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کا نظام جاری فرمائیں۔ پاکستان کی بقاء اور استحکام اسی میں مضمر ہے یہاں ہماری حکومت سے بھی دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ محض انگریزی راج سے ہم پر حکومت نہ کرے مسلمان خدا خوف اور صحیح العقیدہ افسران کے ذریعے فرقہ بندی کے بت توڑے، گمراہی اور بدعت کے لیے لائسنس جاری نہ کرے بلکہ ہر مذہبی اور سیاسی جماعت سے دو دو مستند خدا ترس علماءِ دین کی کمیٹی بنائے۔ ہائی کورٹ، سپریم کورٹ وفاقی شرعی کورٹ کے دیندار ممتاز ججوں کا پینل ان کا معاون بنائے۔ سعودی عرب، مصر و شام، مراکش، عراق، ایران، انڈیا سے ممتاز مذہبی اسکالر منگوائے، قرآن و سنت اور تعلیماتِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ کے مطابق فرقہ وارانہ مسائل کا تصفیہ کرائے۔ خلافِ شرع رسومات و بدعات پر پابندی لگا دے۔ یہاں عملاً شیعہ کو وہ حقوق دے جو ایران نے اہلِ سنّت کو دیئے۔ قانونِ قصاص و دیت رائج کر کے ملکی اور بین الاقوامی مظالم کا خاتمہ کرے۔ کلیدی آسامیاں صرف مسلمانوں اور خلفاء راشدینؓ کے پیروکاروں کے لیے مختص کر دے۔ اقلیتوں کو ان کی تعداد کے مطابق ملازمت کا کوٹہ دے۔ ذرائع ابلاغ سے فرقہ واریت کی تبلیغ بند کر دے۔ تمام ناجائز کاروبار بند کر کے متاثرین کو گزارہ الاؤنس دے اور جائز کاروبار نکال کر اسلام کا معاشی نظام رائج کرے۔ ہر فرد کو اصل تعلیم کا پابند کرے ورنہ اسے بین کر دے۔ اور

دعا گو اصلاح ... ملک و ملت ... (مؤلف)

(مؤلف)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حق چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

الحمد للہ رب العٰلمین حمدا مکافیا لنعمہ علی جمیع المومنین والصلوٰۃ والسلام علی افضل خلقہ محمد سید الرسل وخاتم النبیین والمعصومین الذی جعلہ ھادیا وبشیرا ونذیرا لکافۃ الانس والجن الی یوم النشور والدین وعلی اٰلہ واصحابہ وخلفاءہ وازواجہ من اھل بیتہ وعشیرتہ الاقربین وعلی اتباعہ وانصارہ وامتہ المتقین ھم اعداء الکافرین والمنافقین۔

مُقَدّمہ

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ بنی نوعِ انسان کی فلاح وبہبود کے لیے خود خالقِ کائنات نے اسے اتارا ہے اور واجب العمل دستور اور عالمی منشور قرار دیا ہے۔ دین دنیا و آخرت دونوں جہانوں سے مربوط ہے۔ انسان کی تمام مادی اور روحانی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے یہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ زندگی کی روح اور اس کی قوتِ محرکہ ہے۔ صحیح وغلط کے امتیاز کی کسوٹی ہے۔ اسی نے انسانوں کو جنگلوں اور غاروں سے نکال کر شہریت کا خوگر بنایا۔ جانوروں اور درندوں کی صفات سے مبرّا کرکے تہذیب وتمدن کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ ظلم بربریت، شقاوت وجہالت کی بہیمانہ صفات سے اسے نجات دے کر معزز انسان کے اوجِ شرافت پر پہنچایا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہ دین اسلام ایک صحت مند معاشرہ تشکیل کرتا ہے۔ حقوق و فرائض کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ ماں باپ، اہل و عیال، حاکم و محکوم، کاشت کار و زمین دار، مزدور و کارخانہ دار، غریب اور سرمایہ دار وغیرہ طبقات میں حقوق العباد کی وضاحت کر کے ایک ایسا لافانی اخلاقی نصب العین اور طریقِ زندگی متعین کرتا ہے کہ مسلم اور انسانی معاشرے کے تمام افراد بشرطِ عمل شیر و شکر بن کر رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنا ہمدرد اور بھائی تصور کرتے ہیں۔ اپنے فرائض کی بجا آوری اس طرح کرتے ہیں کہ دوسروں کو "حقوق لینے" کے لیے مطالبات یا ایجی ٹیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ اسلامی معاشرہ کے افراد کی تمام مساعی، خواہ وہ میدانوں میں ہوں یا پہاڑوں میں، متمدن شہروں میں ہوں، یا دور افتادہ قصبات و دیہات میں۔ ایک مرکز کی طرف رجوع کرتی ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا و آخرت دونوں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں اور ایک سفر کے دو مرحلے ہیں:

پہلا مرحلہ عمل اور کوشش کا ہے جو دفترِ دنیا کی ایک ڈیوٹی ہے دوسرا مرحلہ نتائج و ثمرات کا ہے جو مالک یوم الدین اور شہنشاہ احکم الحاکمین بروزِ قیامت اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے جیسا عمل اس دنیا میں کیا جائے گا ویسا ہی بدلہ اور نتیجہ اسے آخرت میں ملے گا۔ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو　　گندم از گندم بروید جو ز جو

"جیسی کرنی ویسی بھرنی" دونوں جہانوں کا خلاصہ اور لبِّ لباب ہے اور دینِ اسلام ہی اس مرحلے میں کامیابی کا ضامن ہے۔ یہ دین تقریباً سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام نے پیش فرمایا ان کے اصحاب و پیروکاروں نے اسے "عملِ تبلیغ" سے جلا بخشی۔ سب سے آخر میں خاتم النبیین والمعصومین محبوب رب العلمین، سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ وسلم علیہ و علی آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین نے اسے نہایت مکمل اور منظم شکل میں چلا کر دکھایا۔ قدوسی صفت آپ کے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ عظام نے اپنے ملکوتی کردار، حسنِ عمل اور فتوحات و تعلیمات کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ کروڑوں انسانوں کو بت پرستی اور معظم انسانوں کی پوجا سے چھڑا کر خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آگے جھکا دیا۔ ظلم کے شکنجے میں گرفتار

www.sirat-e-mustaqeem.com

انسانیت کو نجات دلائی اور نظامِ عدل و انصاف کے دامن میں ان کو پناہ دی۔

انھوں نے عملاً یہ ثابت کر دکھایا کہ سچا دینِ اسلام وہی ہے جو قرآن و سنّت کے اصول اور خلفاء راشدین رض کے نظامِ حکومت کے مطابق ہو۔ ان کے فتاویٰ جات، تشریحات، اسکیمیں اور تدبیریں اسلام کی صداقت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ بنی نوعِ انسان کی تعمیر و ترقی اور فلاحِ دارین کی ضامن ہیں۔ سنت اللہ، سنتِ رسول ؐ اور تاریخ کا ایک ایک ورق اس پر گواہ ہے۔

حق و باطل کی آویزش روزِ اوّل سے چلی آرہی ہے۔ دل کی بیماریوں میں سے "حسد" ایسی خطرناک بیماری ہے کہ تمام اعمالِ صالحہ کو ایسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو انگارے بنا دیتی ہے۔ اسی حسد نے بڑے بڑے مشاہیر کو کفر و ظلمت کی وادی میں دھکیلا۔ دشمنی نے حسد سے جنم لیا اور سب سے پہلا قتلِ ناحق حسد کی بدولت ہوا۔ حسد کی وجہ سے رؤسائے قریش صادق و امین اور رؤف و رحیم پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔ اسی جلنے کڑھنے کے ردِ عمل میں مدینہ طیبہ کا معزز سردار عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے لقب سے ملقب ہوا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی صفات جاننے پہچاننے کے باوجود حسد میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

مذہبِ شیعہ کا آغاز و تعارف

اسلام جب اپنے محسنین تلامذۂ نبوت، خلفاء راشدین رض کی وجہ سے بامِ عروج پر پہنچا، معلوم کرۂ ارضی کے چپہ چپہ پر چھا گیا۔ بڑی بڑی متمدن فارس و روم کی حکومتیں پیوندِ خاک ہو گئیں تو یہود و مجوس منافقانہ اسلام میں داخل ہوئے اور حسد و نفاق کی وجہ سے اسلام سے انتقام کی ٹھانی۔ ان کا سرغنہ صنعائیین کا عبداللہ بن سبا یہودی عالم تھا۔ جو صحابہ دشمنی، تعلیمِ نبوت سے بیزاری، خلفاء رض

عہ شیعہ کتاب رجال کشی ص۱۰۱ مطبوعہ بمبئی ابنِ سبا کے حالات میں لکھا ہے "اہلِ علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ پھر اسلام قبول کیا اور حضرت علی رض سے محبت کا اظہار کیا۔ وہ یہودیت کے زمانے میں غلو کرکے حضرت یوشع بن نون کو موسیٰ علیہ السلام کا وصی کہتا تھا تو مسلمان ہوکر اس نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت علی رض کے وصی ہونے کا عقیدہ نکالا یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رض کی امامت کا فرض ہونا مشہور کیا اور سب سے پہلے اس نے آپ کے دشمنوں سے تبرا کیا اور اسی نے ان کی مخالفت کی اور ان (خلفاء ثلاثہ رض) کو کافر قرار دیا۔ اسی لیے مخالفینِ شیعہ کہتے ہیں کہ مذہبِ شیعہ کی اصل یہودیت ہے"

www.sirat-e-mustaqeem.com

وفاتحین اسلام کی کردار کشی اور ملی منافرت پھیلانے میں "ابن ابی رئیس المنافقین کا پورا وارث و جانشین تھا" اسی نے "حُبِّ اہل بیتؓ" کے پر فریب نعرہ سے حضرت عثمانؓ کو شہید کرایا۔ دَورِ مرتضویؓ میں شدید خونریزیاں کرائیں۔ اسی کے پیروکار ابن ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا اتحادِ ملت کے دشمن اسی کے حواریوں نے سبطِ پیغمبر حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت وبیعت کر لینے کی وجہ سے مذل المؤمنین، مسود المسلمین، مومنوں کو روسیاہ کرنے والے اور ان کی ناک کٹوانے والے القابات سے نوازا۔ (جلاء العیون)

اسی بدبخت گروہ نے ریحانۂ بتولؓ حضرت حسینؓ مظلوم کو بلا کر غداری سے شہید کیا اور قافلہ اہل بیتؓ سے بددعائیں لے کر رونا پیٹنا اپنا مذہب بنا لیا۔ عبداللہ بن سبا اور اس کی پیروکار ذریت کے یہ اسلام سوز مسلم کش کارنامے تاریخ کی سب معتبر کتابوں کے علاوہ شیعہ کی علم اسماء الرجال کی کتابوں میں صراحت سے موجود ہیں۔ اس نے اپنی پُر تقیہ، خفیہ تحریک سے صحابہؓ و اہل بیتؓ کے قتل کا ہی کام نہ لیا بلکہ اسلام کے اساسی عقائد پر تیشہ چلایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو رب باور کرایا۔ یا علی مشکل کشا اور یا علی مدد کے نعرے اسی کا نتیجہ ہیں۔ امامت کا عقیدہ ایجاد کر کے ختم نبوت کا صفایا کیا۔ قرآن میں تحریف اور کمی وبیشی کا نظریہ ایجاد کر کے اسلام کی جڑ کاٹ دی سرمایۂ نبوت، تمام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ منافق، غاصب اور بے ایمان کہہ کر پیغمبرؐ کی ناکامی اور اسلام کے جھٹلانے کا برملا اعلان کیا۔ امہات المومنینؓ، ازواجِ پیغمبرؐ اور بنات طاہراتؓ اور آپؐ کے سب سسرالی اور خاندانی رشتوں کی عظمت کا انکار کر کے "مقام اہل بیتؓ" کے نظریہ کو بھی تہس نہس کر دیا۔

عالمِ اسلام کے مشہور مفکر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ "اسلام میں شیعیت کا آغاز" کے عنوان میں عبداللہ بن سبا کے تعارف میں فرماتے ہیں:۔

اس خونی فضا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے آپ بلاشبہ خلیفہ برحق تھے امت مسلمہ میں اس وقت کوئی دوسری شخصیت نہیں تھی جو اس عظیم منصب کے لیے قابلِ ترجیح ہوتی لیکن حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے نتیجہ میں اُمّتِ مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور نوبت باہم جنگ وقتال کی بھی آئی۔ جمل اور صفین کی دو جنگیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہوئیں۔ عبداللہ بن سبا کا پورا گروہ، جس کی اچھی خاصی تعداد ہوگئی تھی، حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھا۔ اس زمانہ اور اس فضا میں اس کو پورا موقع ملا کہ لشکر کے بے علم اور کم فہم عوام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت اور عقیدت کے عنوان سے غلو کی گمراہی میں مبتلا کرے یہاں تک کہ اس نے کچھ سادہ لوحوں کو وہی سبق پڑھایا جو پولوس نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا اور ان کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں اور ان کے قالب میں خداوندی روح ہے اور گویا وہی خدا ہیں۔ کچھ احمقوں کے کان میں یہ پھونکا کہ اللہ نے نبوت اور رسالت کے لیے دراصل حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منتخب کیا تھا۔ وہی اس کے اہل اور مستحق تھے اور حامل وحی فرشتے جبریل امین کو ان ہی کے پاس بھیجا تھا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور وہ غلطی سے وحی لے کر حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچ گئے۔[1] استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مؤرخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰؓ کے علم میں کسی طرح یہ بات آئی کہ ان کے لشکر کے کچھ لوگ ان کے بارے میں اس طرح کی باتیں چلا رہے ہیں تو آپ نے ان شیاطین کو قتل کرا دینے اور لوگوں کی عبرت کے لیے آگ میں ڈلوا دینے کا ارادہ فرمایا، لیکن اپنے چچازاد بھائی اور خاص رفیق و مشیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے اور لوگوں

---

[1] یہ بات بلفظہا اور من وعن تو ہمیں معلوم نہیں کہ شیعہ کی کس کتاب میں ہے تاہم قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں بعض شیعوں کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے۔ غلط الامین فجاوزھا عن حیدر۔ کہ جبریل امین نے غلطی کی کہ وحی و شریعت حیدرؓ کے بجائے محمدؐ تک پہنچا دی۔ اغلب یہ ہے کہ بطور تقیہ اس کفریہ قول کو چھپا دیا گیا ہے۔ برملا کہتے اور لکھتے نہیں ورنہ عقیدہ ہر امامی اثنا عشری شیعہ کا یہی ہے کیونکہ وہ صحابہؓ رسولؐ کو منافق اور شیعہ علی کو مومن کہتے ہیں معجزۂ رسولؐ قرآن کو محرف بلا امام ناقابل عمل اور بے حجت کہتے ہیں۔ صحیفہ نہج البلاغہ کو مقدس اور واجب العمل جانتے ہیں۔ خاص رسول اللہ کی طرف منسوب تمام چیزوں سے نفرت و تبرا کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی نسبت کے تمام چیزوں سے تولا اور محبت کرتے ہیں۔ رسول پاک کی تعلیم و ہدایت سے ۵ صحابہؓ کو بھی مومن و جنتی نہیں مانتے۔ علیؓ کی نسبت کے لاتعداد لوگوں کو مومن و جنتی کہتے ہیں۔ یہی نبوت و ہادیت کو حضورؐ سے کاٹ کر حضرت علیؓ کو نبی و ہادی ماننا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے مشورہ پر اس وقت کے خاص حالات میں اس کارروائی کو دوسرے مناسب وقت کے لیے ملتوی کر دیا۔[1]

بہرحال جمل و صفین کی جنگوں میں عبداللہ بن سبا اور اس کے چیلوں کو اس وقت کی خاص فضا سے فائدہ اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ان کے بارے میں غلو کی گمراہی پھیلانے کا پورا پورا موقع ملا اور اس کے بعد جب آپ نے عراق کے علاقہ میں کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنا لیا تو یہ علاقہ اس گروہ کی سرگرمیوں کا خاص مرکز بن گیا اور چونکہ مختلف اسباب اور وجوہ کی بنا پر جن کو مورخین نے بیان کیا ہے اس علاقہ کے لوگوں میں ایسے غالیانہ اور گمراہانہ افکار و نظریات کے قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس لیے یہاں اس گروہ کو اپنے مشن میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ (گویا یہ علاقہ شیعیت کا گڑھ بن گیا۔) ایرانی انقلاب ص۱۰۸، ۱۰۹

گو ابن سبا ختم ہو گیا لیکن محبتِ اہلِ بیت کی آڑ میں اس کا سبائی گروہ اور کفریہ نظریات چلتے رہے۔ خارجی اور شیعہ کے نام سے یہ دو گروہ بن گئے اور اسلام اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ ان کا اصل مذہب تو سیاست اور امتِ مسلمہ کو تباہ کرنا تھا۔ جیسے ہم عنقریب بیان کریں گے لیکن ایک روپ مذہب کا بھی دھارا اور عقائد، اعمال، اخلاقیات میں [illegible] اختیار کیا۔ اصول اور فروعِ دین میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے سوال، مباحث، [illegible] مجادلات کا دروازہ کھول دیا۔ اسی اختلاف و شقاق سے وہ اپنے مذہبی وجود کا بھرم باقی رکھے ہوئے ہیں عبدالکریم مشتاق رافضی کا یہ رسالہ "فروعِ دین" میں نے سُنی مذہب کیوں چھوڑا، مع مذہب سُنیہ پر ہزار سوال" اسی کفریہ پالیسی کا مظہر ہے۔ جس کا تحقیقی الزامی، تشیع کش کامیاب

---

[1] صحیح بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ان مشرک سبائیوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جیسے بخاری اور ابنِ تیمیہؒ کی منہاج السنۃ میں صراحت ہے شیعہ کی رجال کشی میں امام جعفر صادقؒ نے ۷۰ آدمیوں کے جلانے کا ذکر فرمایا ہے اور وہ کہتے تھے کہ اے علیؓ تیرے رب ہونے کا ہمیں یقین ہو گیا کہ آگ کا عذاب خدا کے سوا کوئی نہیں دیتا۔ خود ابنِ سبا مردود کو ابن عباسؓ کے مشورہ سے جلایا نہیں ورنہ سب سبائی لشکر آپ سے بغاوت کر دیتا۔ اسے بددعا دے کر جنگل میں ہانک دیا وہ بنی اسرائیل کے سامری کی طرح لا مساس مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ کہ کر پاگل ہو گیا اور درندوں کا لقمہ بن گیا۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی شیعتہ واتباعہ اجمعین۔ مؤلف۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

جواب ہم نے اپنی اس کتاب میں دے دیا ہے ہم مناسب جانتے ہیں کہ اس گروہ کا سیاسی چہرہ بھی بے نقاب کر دیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے شر سے حتی الامکان بچایا جائے۔

"فجر الاسلام" میں علامہ احمد امین مصری نے لکھا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں جو شخص یا گروہ اسلام پر حملہ آور ہوتا وہ اہلِ تشیع کے کیمپ میں آجاتا اور تقیہ و حبِ اہلِ بیتؓ کی آڑ میں اسلام کی جڑوں کو کاٹتا۔ اسی کی تائید پروفیسر محمد منور نے کی ہے۔ اقتباس ص۲۳ ب ملاحظہ فرمائیں۔ ص۲۰

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ "شیعہ روزِ اول سے مسلمانوں کے دشمن چلے آ رہے ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دے اہلِ اسلام سے جنگ لڑی ہے۔ ان کی ساری تاریخ سیاہ اور ظلمتِ ظلم سے معمور ہے۔"

نیز فرماتے ہیں۔ شیعہ نقلی دلائل پیش کرتے میں اکذب الناس ہیں اور عقلی دلائل کے ذکر و بیان میں اجہل الناس۔ یہی وجہ ہے کہ علماء انھیں اجہل الطوائف کہتے چلے آئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصان کا علم صرف رب العالمین کو ہے۔ اسماعیلیہ، باطنیہ اور نصیریہ ایسے گمراہ فرقے اسلام میں شیعہ ہی کے دروازہ سے داخل ہوئے۔ کفار و مرتدین بھی شیعہ کی راہ پر گامزن ہو کر اسلامی دیار و بلاد پر چھا گئے۔ مسلم خواتین کی آبروریزی کی اور ناحق خون بہایا.....

شیعہ خبثِ باطن اور ہوائے نفس میں یہود سے ملتے جلتے اور غلو و جہل میں نصاریٰ کے ہمنوا ہیں۔
(المنتقیٰ من المنہاج اردو ص۲۸ مطبوعہ گوجرانوالہ)

اس کی تازہ مثال پاکستان میں شریعت بل ۱۹۸۶ء کی مخالفت ہے۔ آل شیعہ پارٹیز فیڈریشن نے ۶ اپریل اور ۱۹ اپریل کے اخبارات جنگ وغیرہ میں یہ پریس کانفرنس شائع کرائی ہے "اگر شریعت بل نافذ کیا گیا تو شیعہ اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ قربانی دیں گے اور اسلام کے شیدائی سوشلزم اپنانے پر مجبور ہوں گے۔" یعنی قرآن و سنت اجماعِ امت اور قانونِ شرع پر مبنی مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام ہرگز گوارا نہیں ہے۔ اس کے آنے پر مرنا منظور ہے مگر تائید نہیں کریں گے۔ سوشلزم کا، خدا و مذہب کے انکار پر مبنی نظام قبول ہے۔ این چہ بوالعجبیت؟ انگریز کے قانون میں ایک صدی عیش و عشرت سے بسر کی نہ اس کے خلاف آواز اٹھائی نہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ جب پینتیس ۳۵ سال بعد پاکستان میں صدر محمد ضیاء الحق نے نفاذ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسلام کی بات کی تو کھلے مخالف ہو گئے۔ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا۔ فقہ جعفریہ کا مطالبہ لے آئے۔ عشر و زکوٰۃ کا انکار کیا۔ حدود شرعیہ سے خود کو مستثنیٰ کرا لیا۔ اب نفاذ شریعت سے خائف ہیں اور مسلم کش مردسی نظام سوشلزم اور کمیونزم سے معانقہ کر رہے ہیں۔ کوئی کیسے باور کرے کہ یہ مسلمان ہیں؟ تو کیسے مسلمان ہیں؟

شیعہ کی سیاسی تاریخ

اب ذرا مختصراً ان کی اسلام سے غداری، مسلم کشی اور کفار سے دوستی اور موالات کو ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ابولولو مجوسی ایرانی نے شہزادہ ہرمزان کی سازش سے مُرادِ نبوّت، فاتح اسلام، خسرِ رسولؐ اور دامادِ مرتضیٰ حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کیا۔ شیعہ اس دن عید مناتے ہیں اور قاتلِ عمر فیروز کو بابا شجاع کہہ کر فیروزہ نامی انگوٹھی کو متبرک جانتے ہیں۔

۲۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو جن سبائی بلوائیوں نے شہید کیا ان کو اپنا پہلا شیعی گروہ اور متقی و صالح جانتے ہیں حالانکہ اسلام کا بڑا حادثہ یہی ہے۔

۳۔ جنگ جمل و صفین میں طلحہؓ و زبیرؓ اور ۲۰ ہزار اصحابہؓ و تابعینؒ کا قاتل یہی گروہ ہے۔ ان اہم حادثات پر خوش ہیں کبھی ماتمی مجلس قائم نہیں کی ہے۔

۴۔ نہروان میں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے خارجی اسی گروہ سے تھے جنھوں حضرت علیؓ کے شورائی فیصلہ کے برخلاف۔ ان الحکم الا للّٰہ "حکومت صرف خدا کے مقرر کرنے سے ملتی ہے" کا نعرہ لگایا آج بھی شیعہ کا یہ نعرہ ہے کہ امامت۔ و خلافت خدا کی نص اور مقرر کرنے سے ملتی ہے۔ شوریٰ اور مسلمانوں کے انتخاب سے نہیں ملتی۔ شیعہ حضرت امیر معاویہؓ کی تو خوب مذمت کرتے ہیں مگر ان محاربانِ علی خارجیوں کی نہیں کرتے۔ آخر مذہبی برادری کے سوا اور کیا راز ہو سکتا ہے؟

۵۔ قاتلِ علی ابنِ ملجم کٹر شیعہ اور مصری بلوائی تھا۔ اس کے پہلے کسی عمل کی شیعہ مذمت نہیں کرتے۔ اب نمازوں کے بعد اس پر لعنت بھی نہیں کرتے جیسے معاذ اللہ خلفاء ثلاثہؓ اور امیر معاویہؓ پر کرتے ہیں۔ اس کا راز اس کا شیعہ بھائی ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟

۶۔ اہلِ بیتؓ پر مظالم

احتجاجِ طبرسی، منتہی الآمال، جلاء العیون وغیرہ کتب شیعہ میں صراحت

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے کہ جب حضرت حسن المجتبیٰ رض نے اپنے نانا کی پیشین گوئی اور رضا کے مطابق حضرت معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت و مصالحت کر لی۔ سب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے وہ سال عام الجماعۃ کہلایا۔ تو اتحادِ ملی کے دشمن شیعہ حضرت حسن رض سے ناراض ہو گئے۔ آپ کو بہت کوسا اور مطعون کیا۔ اس کی صدائے بازگشت آج بھی شیعہ ایوانوں میں آ رہی ہے کہ حسن رض صرف امامت در اولاد سے ہی محروم نہ ہوئے بلکہ ان کے کسی مخصوص کمال اور بزرگی پر نہ تو کوئی تقریب و مجلس منعقد ہوتی ہے نہ کوئی نام نہاد خطیب آلِ محمد اس عظیم کارنامۂ اتحاد پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے۔ بس بعد از وفات جنازہ پر ایک جھوٹا واقعہ مشہور کر کے غیروں کو خوب گالیاں دیتے ہیں۔ مگر جن شیعوں نے حضرت حسن رض پر قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی، مال و اسباب لوٹا ان کی مذمت میں مجلسِ عزا قائم نہیں کرتے؟

۷۔ حضرت امام حسین رض کے ساتھ اس سبائی ٹولے کا سلوک شہرۂ آفاق ہے دُہرانے کی حاجت نہیں۔

۸۔ قتلِ حسین رض کے بعد یہ لوگ نادم اور تائب ہوئے تاریخ میں ان کا لقب توابین مشہور ہے۔

قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں (قاتلانِ حسین) شیعہ ایک مدت کے بعد بیدار ہوئے۔ افسوس کھایا۔ اپنے اوپر لعنت کی کہ دنیا و آخرت کا گھاٹا ہمارے نصیب ہوا۔ کیونکہ ہم نے امیر المؤمنین حسین علیہ السلام کو بلایا پھر ان پر ہم نے تلوار کھینچی اور ہماری بے وفائی سے ہوا جو کچھ ہوا۔ اس جماعت کے سردار ۵ اشخاص تھے۔ سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن نجبہ فزاری، عبد اللہ بن سعد ازدی، عبد اللہ بن وال تیمی، رفاعہ بن شداد۔ اور یہ پانچوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اور معروف شیعہ تھے۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۴۳/۲ مجلس ہشتم در ذکر ملوک نامدار)

۹۔ ان توابین نے پھر جو ظلم و بربریت پھیلائی اور عامۃ الناس کا قتلِ عام کیا ایک طویل بحث اسی مجالس المؤمنین میں موجود ہے۔

۱۰۔ چند سالوں کے بعد انتقامِ حسین رض کے بہانے بدترین ظالم مختار بن عبید ثقفی اٹھا۔ ستر ہزار مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے کوفہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ شرح دیوان مرتضوی میں حسن عسکری کی روایت سے مقتولین کی تعداد ۸۰۳۰۱ ہے۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۵۱/۲)۔ آج بھی شیعہ اسے ناصرِ آلِ حسین کہ کر قومی ہیرو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حسن المجتبیٰ رض کو گرفتار کر کے دشمنوں کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چچا نے اسے ڈانٹ دیا۔ حضرت حسین رض کے ساتھ غداری کی۔ پھر نبوت کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

دعوے دار ہوا۔ محمد بن الحنفیہ کو اپنا امام بتایا۔ (حالانکہ مذہب شیعہ میں غیر امام کو امام کہنا بڑا کفر و شرک ہے) ان کے نام سے دولت جمع کی۔ حضرت زین العابدینؒ اور محمد باقرؒ نے اس پر پھٹکار کی اور اسے بے دین بتایا۔ (سب حوالہ جات "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں دیکھئے) لیکن شیعہ کو ہر سفاک سے پیار ہے خواہ وہ بدعقیدہ اور ملعون ہو۔ یہ فتنہ حضرت مصعب بن زبیرؓ نے ختم کیا تھا۔

۱۱۔ حضرت زید شہید بن علی زین العابدینؒ جو فاضل سادات میں سے تھے۔ ظالم حکام کے خلاف اٹھے۔ چالیس ہزار کا لشکر تیار کیا۔ عین موقع پر ان کوفی شیعوں نے غداری کی اور کہا کہ تب ساتھ دیں گے جب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے تبرا کرو گے۔ حضرت زیدؒ نے فرمایا وہ تو میرے بزرگ آباء تھے میں ان سے کیسے تبرا کروں؟ تو یہ سب ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا: یقوم رفضتمونی "اے میری قوم تم نے میری بیعت کر کے مجھے چھوڑ دیا" اسی وجہ سے شیعوں کا لقب رافضی مشہور ہوا۔ (مجالس المومنین ص ۲۵۶/۲۴) حضرت زیدؒ چند افراد کے ساتھ تنہا لڑے اور شہید ہو گئے۔ اثنا عشری اور جعفری شیعوں کو آج بھی حضرت زیدؒ سے نفرت و دشمنی ہے اور مختار سفاک سے محبت ہے۔ بے دینوں کا ساتھ دے کر قتل عام کرتے ہیں اور اہل بیتؓ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر قتل کراتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ کے تبرا میں لعنتی بن جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بالکل برحق ہے کہ شیعہ اسلام اور اہل بیت کے غدار و دشمن ہیں۔ مختار اور خمینی جیسے ظالموں کے طرف دار ہیں۔

۱۲:۔ بنو امیہ کے خلاف جو ایرانیوں نے بنو عباس کے ساتھ مل کر تحریک چلائی اور پھر خونی انقلاب آیا۔ لاکھوں مسلمان تہ تیغ ہوئے اور بعض عباسی بادشاہوں کا لقب بھی۔ سفاح "بہت خون ریز" پڑ گیا۔ ان سب کا مشیر و وزیر اور در پردہ قاتل ابو مسلم خراسانی تھا جو کٹر شیعہ تھا اور بنو عباس سے اسی نے سب ظلم کرائے۔ شیعہ آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ شوستری نے اسے سلاطین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

۱۳: مفاد کی دوستی اور وقتی انتخابی اتفاق و اتحاد کبھی پائیدار نہیں ہوتا۔ بنو امیہ دشمنی میں تو یہ علوی عباسی اتحاد رہا مگر جب بنو عباس کو اقتدار مل گیا اور علوی محروم رہے تو یہی مفسدانہ کاروائیاں علویوں نے بنو عباس کے ساتھ شروع کر دیں۔ شوستری لکھتے ہیں "علویوں نے کوفہ میں عباسیوں کے تمام گھروں کو لوٹ لیا۔ ان کا تمام مال و اسباب اور مکانات برباد کر دیئے اور بہت سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

بچے کھچے (جو بھاگ نہ سکے) عباسیوں کو علویوں نے مار ڈالا۔ خانہ کعبہ کے خزانہ کو بنو عباس اور ان کے طرف داروں کے مالوں سمیت، اپنے قبضے میں لیا اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ جعفر صادق کے پوتے موسیٰ کاظم کے بیٹے زید نے عباسیوں اور بصریوں کے گھروں کو آگ لگائی کہ اس کا لقب "زید نار" پڑ گیا۔ (مجالس المومنین ص ۴۰۴/۲۷) ذرا دیانت سے غور فرمائیں۔ سادات کے سے یہ مظالم کسی اموی حاکم نے بھی کیے؟

بنو بویہ کے مظالم

۱۴:۔ ابو مسلم خراسانی عباسی دور میں تقریباً سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ عباسی حکمران کٹھ پتلی بن کر رہ گئے اور بنو بویہ کا شیعی خاندان حملۃً برسر اقتدار آگیا۔ بحیرہ اخزر کے ساحل پر یہ مچھیرے تھے۔ بویہ کے تین بیٹے فوجی تربیت پا کر عباسیہ کے دشمن ہو گئے۔ غنڈہ گردی اور قتل و غارت سے جنوبی ایران، شیراز پھر سب ایران پر قبضہ کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ خلیفہ مستکفی باللہ نے دب کر اسے بغداد کا گورنر بنا دیا اور معز الدولہ کا لقب دیا۔ انھوں نے بغداد میں اپنا راج اتنا چلایا کہ خلیفہ کو برسرِ عام ڈنڈے مار مار کر قید کر لیا۔ ۷ سال بعد وہ قید میں مر گیا اور پھر برائے نام ایک شہزادے مطیع لدین اللہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اپنی من مانی کارروائیوں پر ان سے دستخط کرا لیے اور قتل عام کرتے۔ ان کا احمد معز الدولہ ظلم و سفاکی میں سب کو مات کر گیا۔ اس نے جبراً عاشورہ محرم کی چھٹی کرائی جو پہلے کبھی نہ ہوتی تھی۔ اہلِ سنت کی دکانیں بند کرا کر تمام شیعہ مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس پہن کر روئیں پیٹیں اور ماتم کریں۔ بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر حضرت امیر معاویہؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لعنتیں اور تبرے لکھوا دیے۔ اہل سنت مٹا دیتے تھے، شیعہ پھر لکھ دیتے تھے چنانچہ سنی شیعہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہزاروں مسلمانانِ اہل سنت شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ۳۵۲ھ کا ہے۔

شوستری لکھتے ہیں: کہ یہ فتنہ اتنا بڑھ گیا کہ معز الدولہ دار السلام بغداد کے تمام سنی مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تو محمد بن مہلبی وزیر نے درخواست کی کہ معاویہؓ کے سوا لعنت کسی پر نہ کریں اور شخصی لعنتوں کے بجائے یہ کلمات لکھیں۔

لعن اللہ الظالمین لآلِ محمد رسول اللہ ۔ ۲۱ سال معز الدولہ خلیفۃ الملک بنا رہا اور عباسی خلیفہ معز الدولہ کا تابعدار بنا رہا۔ (مجالس المومنین ص ۳۳۶)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۵۔ آلِ حمدان سے ایک شیعہ بادشاہ سیف الدولہ ہوا ہے۔ اس نے بھی تشیع کے نشہ میں شام کے شہر حلب میں یہی ظالمانہ کارروائی کی۔ (ایضاً ص ۳۳۷ ج ۴)۔ جواب حافظ الاسد رافضی کر رہا ہے۔

اسماعیلیوں کے مظالم

۱۶۔ حضرت جعفر صادقؒ کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل اور موسیٰ کاظم، صادق نے امامت کی نص اسماعیل پر کردی مگر قضاء الٰہی سے وہ باپ کے عہد حیات میں فوت ہوگیا تو شیعوں کا ایک گروہ اسماعیل اور ان کی اولاد میں امامت کا قائل ہوا۔ یہ آغا خانی اور اسماعیلیہ کہلاتے ہیں جن کا ۵۱ واں امام عبدالکریم موجودہ آغا خاں ہے ان کا مذہب اسلام سے بالکلیہ مختلف ہے حتیٰ کہ اثنا عشری شیعہ بھی انکو کافر مانتے ہیں۔

باقی شیعوں نے موسیٰ کاظم کو امام مانا اور اثنا عشری جعفری کہلائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ اسماعیلیوں نے بھی جب ذرا کچھ اقتدار پایا مسلم کشی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ان کا ملحد لیڈر حسن بن صباح ظلم و بربریت میں شہرۂ آفاق ہے۔ شوستری لکھتے ہیں کہ اس شخص کے دور میں اس کی فدائی نامی جماعت کے ہاتھوں بہت سے اہلِ سنت وجماعت شہید کیے گئے۔ کیا بزرگ جو ایک اسماعیلی سردار تھا کے دور میں فدائیوں نے اہلِ سنت کی ایک بڑی جماعت کو شہید کیا۔ مقتولوں میں قاضی القضاۃ ابوسعید بھی تھے۔ ایک دوسرے اسماعیلی سردار دولت شاہ رئیس اصفہان نے مراغہ کے حاکم سنقر کو خلیفہ عباسی مسترشد کو تبریز کے رئیس کو، قزوین کے مفتی کو اور سُنّی قوم کے خاص اکابر کی اکثریت کو فدائیوں کے ہاتھوں مروا ڈالا اور کیا محمد پسر کیا بزرگ کے دور میں خلیفہ عباسی کا بیٹا راشد مارا گیا اور بہت سے خاص خاص اہلِ سنت کے علماء، افسران، قاضی حضرات قتل کیے گئے۔ مقتولوں کے ناموں کی تفصیل بعض تواریخ میں مسطور ہے۔ مؤلف (شوستری) کہتے ہیں کہ اہلِ سنّت کے ساتھ ان مظالم کا نتیجہ یہ ہے کہ سُنّی اسماعیلیوں کو ملحد و زندیق کہتے ہیں۔

۱۷۔ شیعوں کا ایک دور اقتدار فاطمینِ مصر کی حکومت ہے یہ لوگ اصل میں غلام تھے مگر ان کے مورث عبیداللہ مہدی مجوسی نے خود کو امام اسماعیل بن جعفر کا پڑپوتا ظاہر کر کے افریقہ کی بربری قوموں کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور بالآخر مصر کی حکومت پر قابض ہوگئے ان کا اقتدار دو سو برس تک رہا بظاہر علم دوست تھے۔ جامعہ الازہر ان کی یادگار ہے لیکن عام اسماعیلی باطنیہ اور ملاحدہ تھے شیعوں کا یہ گروہ فدائیوں کے نام سے مسلمان امراء کو قتل کرتا تھا اور عالم اسلام میں ایک تہلکہ عظیم برپا

www.sirat-e-mustaqeem.com

کر رکھا تھا۔ ان فدائیوں سے لوگ بہت خائف و ترساں تھے ان ظالموں نے مسلمانوں کے عظیم فاتح و عادل سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو بھی قتل کرنے کی سازش کی مگر وہ خدا کے فضل و کرم سے بچ گئے۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۲۳۶ ج ۳)

ہلاکو خاں کا بغداد پر حملہ

۱۸۔ شیعی مظالم کا سب سے بڑا خونچکاں حادثہ ہلاکو خاں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی ہے جسے ہر مؤرخ روتے ہوئے قلم بند کرتا ہے۔ جب مغل تاتاری ہلاکو خاں ۶۵۴ھ میں ممالک مشرقیہ کی فتوحات کے لیے بڑھا تو شیعہ عالم نصیر الدین طوسی ملاحدہ (اسماعیلیہ) کی قید سے آزاد ہو کر ہلاکو خاں سے مل گیا۔ بغداد کے شیعہ وزیر ابن علقمی نے موقع غنیمت جان کر ہلاکو کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی چنانچہ اس نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر زبردست حملہ کیا۔ عباسی خلیفہ مستعصم کو اور اس کے صاحبزادوں ابوبکر و عبدالرحمان کو قتل کر دیا۔ خواجہ نصیر الدین کے مشورے سے خلیفہ عباسی کو اتنی بے دردی سے شہید کیا کہ اس کے ایک ایک عضو کو الگ الگ کاٹا۔ شوستری کہتے ہیں شیعان علیؓ ائمہ معصومین کے بدلہ لینے سے خوب خوش ہو گئے۔ (مجالس المومنین ص ۴۴۲) لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ دریائے دجلہ خونی موجیں مارنے لگا۔ سارے بازار لاشوں سے اٹے پڑے تھے۔ گھوڑے خون میں دھنس کر چل نہیں سکتے تھے۔ بڑے بڑے کتب خانے دریا برد ہو گئے کہ ان کی سیاہی سے دریا پھر ایک مرتبہ سیاہ ہو گیا۔ یہ تباہی سقوط ڈھاکہ اور سقوط غرناطہ سے بہت بڑی تھی لیکن شیعہ وزیر اور طوسی عالم خوش ہیں کہ ائمہ معصومین کے خون کا بدلہ ہو گیا خود بیچارے اماموں میں سے شہید تو ۸۸ مخالفوں کو مقابلے میں مار کر ۷۲ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ تھے۔ خود قاتلوں (توابین و مختار ثقفی) نے ایک لاکھ مسلمان اسی بہانے سے ۷ ء ھ تک مار ڈالے تھے۔ اب ساتویں صدی میں عباسیوں سے کون سا بدلہ امام لینا باقی تھا کہ کافروں سے عالم اسلام کو تباہ کرا دیا؟

"عذر لنگ بدتر از گناہ"، کا مصداق سوشتری نے اس حملہ اور تباہی کی وجہ یہ لکھی ہے کہ کرخ کے محلہ سے خلیفہ نے سحری کے وقت تبرا پر مشتمل ایک دعا سنی۔ خلیفہ مشتعل ہو گیا اور محلہ کو تباہ کرا دیا۔ پس ابن علقمی نے خلیفہ عباسی کو مروانے اور بغداد تباہ کرنے کی قسم کھالی۔

ذرا غور فرمائیں! یہ محلہ سازشوں اور تبرائی مجلسوں کا گڑھ تھا۔ جی کہ سحری کے وقت خلیفہ خود جا کر یہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

تبرّے سُنتا ہے تو انتہائی قدم اٹھاتا ہے اگر کوئی شیعہ عالم کسی گھر یا محلے سے حضرت علیؓ و اہلِ بیتؓ پر کسی دشمن خارجی سے تبرائیہ کلمات سنے اور انتہائی قدم اٹھائے کیا شیعی دارالافتاء اس کے خلاف ایسی کارروائی کی اجازت دے گا؟ اگر نہیں تو کیا ابنِ علقمی اور طوسی کے اور آج اس کے مداحوں کے دشمنِ اسلام ہونے کی یہ کھلی دلیل نہیں ہے؟ بالفرض مان لیا جائے کہ خلیفہ کے لشکر سے سو پچاس شیعہ گھرانے متاثر ہوئے، مگر کیا دُنیا کا کوئی قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ غیر ملکی کافر طاقت سے ساز باز کر کے اپنے ملک اور مسلمان قوم کو تباہ و برباد کرا دیا جائے؟

اگر مسلمان ملکوں میں ذرہ بھر قومی یا دینی غیرت ہوتی تو وہ اس حادثہ کے بعد ان مارِ آستین لوگوں سے ہوشیار رہتے نہ دخیلِ حکومت کرتے نہ کلیدی آسامیوں پر فائز کرتے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ سقوطِ بغداد سے لے کر سقوطِ ڈھاکہ تک مسلمانوں نے ہمیشہ ان پر اعتماد کر کے تباہی کا ڈنگ کھایا ہے (جس کی تفصیل آ رہی ہے) اور پاکستان انہی تجربات سے گزر رہا ہے لیکن ہر بے ضمیر صحافی اور لامذہب سیاستدان ۹۵ فیصد اہلِ سنّت کے مفادات کو داؤ پر لگا کر ۴-۵ فیصد کو راضی کرنے پر ہی تلا ہوا ہے۔ ایرانی انقلاب سے ۱۲-۱۴ لاکھ مسلمانوں کے قتلِ عام سے انہوں نے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔

شاہ تیمور لنگ کے مظالم

۱۹ سقوطِ بغداد کی طرح خون کے آنسو رلانے والا، بارہ لاکھ مسلمانوں کے قاتل تیمور لنگ رافضی کا وہ ظلم و بربریت ہے جو اس نے بلا وجہ یورپ کے فاتح سلطان بایزید یلدرم عثمانی کے ساتھ کیا اور ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت عثمانیہ کو تباہ کرنے کی ملعون کارروائی کی اور مفتوحہ یورپ پھر مسلمانوں کے قبضے سے نکل گیا۔ قیصر کے کہنے پر تیمور اگر در پردہ انگریزوں کی حمایت میں یہ مسلم کش جنگ نہ لڑتا اور سلطان المسلمین کو شیر کی طرح لوہے کے جنگلے میں قید کر کے جگہ جگہ نمائش و تذلیل کی یہ انسانیت سوز حرکت نہ کرتا تو تمام یورپ پر آج اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔

تاریخ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

۱- سلطان بایزید خاں نے نکوپلس کے میدان میں عیسائیوں کے ایک ایسے زبردست اور ہر ایک اعتبار سے مکمل و مضبوط لشکر کو شکست فاش دی کہ اس سے پہلے کسی میدان میں عیسائیوں کی اتنی زبردست طاقت جمع نہ ہو سکی تھی۔ سجمنڈ شاہ ہنگری اپنی جان بچا کر لے گیا لیکن فرانس و

www.sirat-e-mustaqeem.com

آسٹریا و اطلی و ہنگری وغیرہ کے بڑے بڑے شہزادے نواب اور سپہ سالار قید ہوئے اور بعض میدان میں مارے گئے۔

۲۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لے کر یورپ میں پہنچا۔ ہنگری، آسٹریا، فرانس، جرمنی اور اطلی فتح کرنے کے عزم کے ساتھ یونان کا رُخ کیا۔ پھر تھرموپلی کے درّے میں سے فاتحانہ گزرتا ہوا اتھنز کی دیواروں کے نیچے جا پہنچا اور ۸۰۰ ھ میں اتھنس کو فتح کر کے تین ہزار یونانیوں کو ایشیائے کوچک میں آباد ہونے کے لیے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالاروں کو آسٹریا اور ہنگری کی طرف فوجیں دے کر روانہ کر دیا تھا جنھوں نے ان ملکوں کے اکثر حصوں کو فتح کر لیا تھا۔

۳۔ سلطان بایزید خاں یلدرم جب یونان اور اتھنس وغیرہ کو فتح کر چکا اور قیصر روم کا حال بہت پتلا ہونے لگا تو اس نے اپنی امداد کے لیے فوراً قاصد کو خط دے کر تیمور کی خدمت میں روانہ کیا۔ خط کے مضمون نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس کا دل ہندوستان سے اُچاٹ ہو گیا اور وہ اس نو مفتوحہ ملک کو بلا کسی معقول انتظام کے ویسے ہی چھوڑ کر ہردوار سے پنجاب اور پھر سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ ہندوستان کے ایک لاکھ قیدی گراں بار سمجھ کر راستے میں قتل کرا دیئے پھر سمرقند سے روانہ ہو کر اور ایشیائے کوچک کی مغربی سرحد پر پہنچ کر آذربائیجان اور آرمینیا میں قتل عام کے ذریعہ خون کے دریا بہلائے اور اس علاقے پر اپنی ہیبت کے سکے بٹھانے اور خوب تیاری کر کے اس پر آمادہ ہو گیا کہ عثمانی سلطان سے اوّل دو دو ہاتھ کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کو دُنیا کا فاتح بننا چاہیئے؟

۴۔ سلطان بایزید یلدرم، تیمور سے جنگ کرنا یعنی خود اس پر حملہ آور ہونا ضروری نہ جانتا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان بادشاہوں سے لڑنے کا شوق نہ رکھتا تھا اس کو تو ابھی یورپ کے رہے ہوئے ملکوں کے فتح کرنے کا خیال تھا... مگر تیمور کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ بایزید سے لڑنے اور اس کو شکست دینے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ بایزید یلدرم عیسائی طاقت کو دُنیا سے نابود کرنے پر تُلا ہوا تھا اور تیمور بایزید کو نابود کرنے اور عیسائیوں کو بچانے پر آمادہ تھا۔ تیمور نے اپنے تمام سامانوں کو مکمل کر لینے کے بعد بایزید کے سرحدی شہر سیواس پر حملہ کر دیا۔ جہاں بایزید کا بیٹا قلعہ دار تھا۔ ایک خاص چال سے قلعہ کی چار دیواری کو آگ

www.sirat-e-mustaqeem.com

منگا کر زمین میں دھنسا دیا اور چار ہزار فوجیوں کی مشکیں کسوا کر ایک بڑی خندق میں زندہ درگور کر دیا۔ زندہ درگور کرنے کے اس ظالمانہ فعل سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۵۔ شاہ یلدرم بیٹے کی مقتل گاہ دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو گیا۔ مگر تیمور لنگ جنگی چال سے یہاں سے فوراً اندرونِ ملک شہر انگورہ پر پانچ لاکھ سے زائد مسلح لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں جا کر ایک لاکھ تھکے ماندے لشکر سے حملہ کیا۔ زبردست کشت و خون کے بعد سلطان نے شکست کھائی اور تیمور نے اسے لڑتے ہوئے ذلت کے ساتھ قید کیا، اور شہر بہ شہر تشہیر کرائی۔ تیمور رافضی و تعزیہ ساز نے اس ظلم سے اسلام کے غلبہ اور وقار کا خاتمہ کر دیا۔

تیمور کی تمام ترک و تاز اور فتح مندیاں مسلمان سلاطین کو زیر کرنے اور مسلمانوں کے شہروں میں (موجودہ خمینی کی طرح)، قتل عام کرانے میں محدود رہیں اور اس کو یہ توفیق میسر نہ آسکی کہ غیر مسلموں پر جہاد کرتا یا غیر مسلم علاقوں میں اسلام پھیلاتا۔ (اقتباسات از تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ج۲ ص۲۷۵، ۲۸۷ تا ۲۹۱ وغیرہ)

تزکِ تیموری سے پتہ چلتا ہے کہ تیمور عالم اسلام کی اس تباہی سے پچھتایا۔ عامۃ المسلمین نے اسے حقیر جانا۔ اس نے تلافی میں پہلی مرتبہ غیر مسلم ملک چین پر چڑھائی کی مگر راستے میں ہی مر گیا آرزو فنا ہو گئی۔ مفتوحہ ممالک بیٹوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے خود مختار ریاستوں میں تبدیل ہو گئے۔ اب صرف تیمور کا نام اس کے ظالم آباء چنگیز و ہلاکو خاں کے ساتھ یادگار ہے اور رہے گا۔ تعجب ہے کہ تعزیہ پرست اس محبِ تعزیہ ظالم کو قومی ہیرو مانتے اور صاحب سیف و قرآن امیر تیمور باور کراتے ہیں۔ معاذ اللہ۔

اسماعیل صفوی کے مظالم

۲۰۔ تباہ شدہ سلطنت عثمانیہ کو اللہ نے پھر زندہ کیا اور سلطان محمد خاں اول، سلطان مراد خاں ثانی فاتح قسطنطنیہ، سلطان محمد خاں ثانی اور سلطان بایزید ثانی اور سلطان سلیم عثمانی جیسے کامیاب و مدبر حکمرانوں کے ذریعے پھر عالم اسلام کی متحدہ قوت بنا دیا اور یورپ میں فتوحات زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ لیکن دسویں صدی کے آغاز میں شاہ اسمٰعیل صفوی شیعہ حکمران برسر اقتدار آ گیا۔ اس نے تمام ایرانی سنی اکثریت کے مسلمانوں کی مساجد اور مقابر شہید کرا دیئے۔ بڑے بڑے علماء اور معززین کو سولی چڑھا دیا۔ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تبرا جمعہ کے خطبہ میں لازم کر دیا۔ جگہ جگہ سنی شیعہ فسادات کرائے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس

www.sirat-e-mustaqeem.com

لاکھوں سنی مسلمان شہید کرائے اور باقی ماندہ کو شیعہ بننے پر مجبور کر دیا۔ کلیاتِ نفیسی مؤلف سید نفیسی پروفیسر تہران یونیورسٹی میں لکھا ہے: "کہ ان سے سوال کیا گیا ایران جو سنی اکثریت کا ملک تھا وہ شیعہ اکثریت (۶۰۔ ۶۵ فیصد) میں کیسے تبدیل ہوا؟" تو پروفیسر مذکور نے جواب دیا: "عہد صفوی میں سنیوں کا قتلِ عام کر کے ان کو جبراً شیعہ بنایا گیا۔"

اسماعیل (صفوی) بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین بن شیخ صفی الدین بن جبرئیل کے آباء و اجداد سب سنی المذہب تھے۔ پیری مریدی کرتے تھے۔ شیخ صدر الدین نے سفارش کر کے تیمور کے ہاتھوں وہ تمام ترک قیدی آزاد کرا دیئے جو اس نے سلطان یلدرم سے جنگ انگورہ میں پکڑے تھے وہ ہزاروں قیدی شیخ کے باصفا مرید بن کر یہیں رہ گئے اور شاہ اسمٰعیل تک اس کی سب اولاد سے وفادار رہے اور اسمٰعیل کو اقتدار دلانے میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ اسماعیل نے "محبتِ اہلِ بیتؓ" کے نعرہ سے سنی و شیعہ عوام کو ساتھ ملا کر اقتدار پالیا تو علانیہ شیعہ اور رافضی بن گیا۔ پھر اپنے ترک مریدوں کی قوم سے جنگ کا منصوبہ بنایا اور پڑوسی ملک ترکی سلطنت عثمانیہ میں اپنے داعی، جاسوس اور ایجنٹ بھیج دیئے تاکہ اندرونی و بیرونی حملہ سے اس ملک کو ختم کر کے شیعہ سٹیٹ بنا لیا جائے مگر شاہ سلیم عثمانی کو اس سازش کا پتہ چل گیا اس نے اسمٰعیل صفوی کے سب ایجنٹوں کو ختم کر کے ایران پر دفاعی حملہ کیا۔ اسمٰعیل بھاگ گیا۔ سلطان نے اندرونِ ملک اس کا تعاقب کر کے خالدران کے مقام پر کامیاب جنگ لڑی اور نصف علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ شاہ سلیم اگر دوبارہ ایران جاتا یا پھر باقاعدہ شاہ صفوی جنگ لڑتا تو اس کا اقتدار ختم ہو جاتا۔ مگر شام و مصر کے سرحدی کشیدہ حالات کی وجہ سے شاہ دوبارہ ایران نہ جا سکا اور اسمٰعیل صفوی کے اس سازشی جال کی وجہ سے یورپ تک بھی شاہ سلیم اپنی فتوحات آگے نہ بڑھا سکا۔ اگر اسماعیل صفوی یہ حملے اور اندرونِ ملک سازشیں کراتا تو شاہ سلیم کی مساعی سے آج براعظم یورپ اسلام کے زیرنگین ہوتا لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جناب ابوذر غفاری "نوائے وقت" میں لکھتے ہیں: "اس کے علاوہ اگر ایران کے صفوی شیعہ اور ترکی کے عثمانی سنی آپس میں لڑ کر خون کے دریا نہ بہاتے تو آج سارا یورپ مسلمان ہوتا۔ مزید برآں اگر مغلیہ دور میں ہندوستان کے مسلمان سنی شیعہ جھگڑوں کی نذر نہ ہوتے تو آج سارے ہندوستان پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسلمانوں کا غلبہ ہوتا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر نازک موقع پر شیعوں نے اہلِ اسلام کو خنجر گھونپ کر کافروں کو بچایا ہے موجودہ خمینی انقلاب اور ایران و عراق جنگ ٹھیک اسی پالیسی کے تحت ہے جو شاہ اسمٰعیل صفوی نے وضع کی تھی اس وقت ترکوں کو مار کر عیسائیوں کو بچانا مقصود تھا اب خاص معاہدہ کے تحت امریکی اسلحہ اسرائیل جیسے دشمنِ اسلام سے لے کر عربوں کو ختم کرنا اور سامراجی طاقتوں کی مدد کرنا مقصود ہے۔ اسلام کا نعرہ۔ الاشعو ولا نشر، مرگ بر اسرائیل، مرگ بر امریکہ۔ تو صرف ہاتھی کے دانت دکھلانے کے ہیں۔ جن سے بدھو صحافیوں کو اُلّو بنانا ہے اور اقتدار کے بھوکے مستقبل سے سوئے سیاستدانوں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو تقیہ اور ڈپلومیسی کے ذریعے اپنا ہم نوا بنانا مقصود ہے اللہ اندھوں کو بینائی عطا فرمائے۔

۲۱۔ ایران کا عہدِ صفوی۔ ہند میں عہدِ مغلیہ کا معاصر ہے۔ سب سے پہلے ہمایوں کے دَور میں تشیع کو ہند میں برآمد کیا گیا خاص معاہدہ سے قاضی نور اللہ شوستری جیسے غالی شیعہ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ جس نے تشیع کی اشاعت میں ہر حربہ استعمال کیا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ نے اپنی خداداد ایمانی فراست اور دیانت سے اسے محدود کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی ہوا ابھی تو شیعہ اور ان کے بے دین ہمنوا عالمگیر کی شکایت کرتے ہیں۔ مگر شیعوں نے ایک اور چال چلی عالمگیر کے بیٹوں کو رشتے دے کر بعض کو مائل بہ تشیع کر لیا۔ پھر وہ اقتدار کی رسہ کشی اور خانہ جنگی کا شکار ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنتِ مغلیہ قریب الزوال ہو گئی۔ ادھر ہندو اور مرہٹے زور پکڑ گئے۔ جن کو شاہ ولی اللہ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں آ کر بیس ہزار افغانی سپاہ کی کمک سے ختم کیا۔ ادھر اودھ، لکھنؤ۔ دکن وغیرہ میں شیعہ راجوں نے آزاد ریاستیں قائم کر لیں۔ انگریزوں نے اپنے پاؤں پھیلائے کہ مسلمانوں کا اقتدار دہلی کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گیا۔

نادر شاہ دُرانی کا دہلی پر حملہ

۲۲۔ اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی نیت سے ہمارے ہمدرد پڑوسی ایران کا نادر شاہ درانی بڑے لشکر کے ساتھ آیا۔ ایک مدبر امیر الامراء محمد امین

www.sirat-e-mustaqeem.com

خاں کے مشورہ سے بہت سا خراج اور کروڑوں روپے نقد دینے پر صلح ہوگئی مگر اس کے شہید ہونے کے بعد ایک دوسرے غدار برہان الملک سعادت علی خاں رافضی نے محض عہدہ بدلنے سے نادرشاہ کو غدار کرنے اور بادشاہ کو قتل کر کے دہلی کا خزانہ لوٹنے اور قتل عام کرنے کا پروگرام دے دیا۔ چنانچہ نادرشاہ نے لاکھوں مسلمانوں کو دہلی کی جامع مسجد میں شہید کیا۔ بادشاہ اور اس کے رنگوں کی لاشوں پر تخت بچھا کر ناشتہ کیا اور دہلی کا سب خزانہ لوٹ کر لے گیا۔ اسی موقع پر کسی نے کہا:

شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

نادر کے حملہ کو خرچ تحسین شیعہ مورخین کس پیش کرتی ہیں۔ ایک مضمون خود راقم نے پڑھا ہے۔ نادرشاہ کو شاہی خزانہ سے ساڑھے تین کروڑ چاندی کی نقدی، ڈیڑھ کروڑ کی سونے کی تختیاں پندرہ کروڑ کے جواہرات۔ گیارہ کروڑ کا تختِ طاؤس، پانچ سو ہاتھی، ہزارہا اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور شاہی خیمے قناتیں وغیرہ حاصل ہوئیں۔

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے گرد بھی شیعہ جمع ہو گئے۔ درپردہ انگریز سے ملے ہوئے تھے اور اصل حالات کو شاہ سے مخفی رکھ کر سلطنتِ مغلیہ کا چراغ گل کرا دیا۔" مغلیہ دور میں سید برادران کا فتنہ" مضمون میں محمد اسحٰق قلبی آخری قسط میں لکھتے ہیں۔ بارھ کے بادشاہ گر رافضیوں نے اپنی آٹھ دس برس کی سازشوں، ریشہ دوانیوں سے ایک عظیم الشان مغلیہ سلطنت کو نیم جان کر دیا اور ان کے بعد تیسرے رافضی برہان الملک سعادت علی خاں نے اپنی غداری اور نمک حرامی سے اس نیم جان مغلیہ سلطنت کی پشت میں (نادرشاہ کے ہاتھوں) ایسا بھرپور خنجر مارا کہ وہ اُٹھنے کے قابل ہی نہ رہی لیکن یہودیوں، نصرانیوں، زرتشتیوں، مجوسیوں اور عجمیوں نے تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ شہنشاہ کو محمد شاہ رنگیلا بنا دیا۔ انھوں نے لکھا کہ وہ حیا سادہ بسوز دلی دور است کہتا تھا۔ اس لیے سلطنتِ مغلیہ برباد ہوئی۔ سبھی نے ان مکاروں، بددیانتوں کی پھیلائی ہوئی خرافات پر یقین کر لیا اور اپنے اکابر کی برائی پر تل گئے۔ اور یہ بھول گئے کہ یہ سب دشمن کی کارروائی ہے۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۳۔ نادرشاہ کے حملہ کے بعد مسلمان انتہائی کمزور ہو گئے تو شیعہ دبے دین راجوں نے انگریز کی بالا دستی تسلیم کر کے اپنی ریاستوں کو ان سے اپنے نام الاٹ کروا لیا۔ آج بہت سی جاگیریں

www.sirat-e-mustaqeem.com

نوابوں، خانوں اور ملکوں کے پاس انگریزی عطیات ہیں۔ لیکن غیور اور مسلمان نوابوں اور سلاطین نے انگریز سے ٹکر بھی لی۔ ان میں سرِفہرست میسور کا راجہ سلطان ٹیپو شہید بن حیدر علی ہے جو شاہ ولی اللّٰہی خاندان کا معتقد، اہلِ توحید و سُنت سے وابستہ اور انگریزوں کا کٹر دشمن تھا۔ یہ جب انگریزوں سے خود جنگ لڑ رہا تھا تو شیعہ کمانڈر نے غداری کر کے سلطان کو شہید کرا دیا۔ جیسے اسی طرح بنگال میں میر جعفر نے غداری کر کے انگریزوں کو اقتدار دلا دیا۔ اسی لیے یہ شعر زبان زدِ عام ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن　　ننگِ دُنیا، ننگِ دین، ننگِ وطن

جسٹس کیانی شیعہ کے خاص دوست پروفیسر محمد منور روزنامہ "جنگ" ۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ شیعہ سُنی فسادات کی تاریخ قدیم ہے مگر ہمیشہ یاد رہے کہ ان میں مخلص سنی اور شیعہ ہمیشہ فسادیوں کی نشاندہی نہ ہوتے کے باعث نقصان یاب ہوئے اگر ٹیپو اور حیدر علی کی سلطنت کسی شیعہ گروہ سے تعلق رکھنے والوں نے بیچ دی تو یہ ان افراد کی ذاتی بے ایمانی تھی۔

ب۔ فسادی عنصر شیعوں میں بھی گھس آتے ہیں اور سنیوں میں بھی، جب ابو مسلم خراسانی نے کالے جھنڈے اٹھائے تھے تو اس کے ساتھ محض بنو ہاشم نہ تھے۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر مجوسی اور مزدکی (اپنے زمانے کے کمیونسٹ) اس کے لشکر میں (شیعہ بن کر) گھس گئے۔ بنو ہاشم نے تو بنو امیہ کے اکابر پر ہاتھ صاف کیا مگر مجوسیوں نے کہا جو عرب نظر آئے اڑا دو۔ مزدکیوں کمیونسٹوں نے ہر کلمہ گو مارا خواہ وہ ایرانی تھا خواہ عرب اور وہی مجوسی اور مزدکی دوسری جانب بنو امیہ کے آدمیوں کو ابھار کر مخبری کرا کے بنو ہاشم اور ان کے ساتھیوں کو قتل کراتے رہے۔ مزدکیوں کمیونسٹوں نے (شیعہ) روپ بدل کر مختلف اسلامی فرقوں کو جنم دیا۔ نظام الملک طوسی کا سیاست نامہ اس پر گواہ عادل ہے۔ (بحران کا خانہ کعبہ میں قتلِ حجاج۔ حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلاء میں لگانا جو قرامطی شیعوں کے سیاہ کام ہیں۔ نقل کیے ہیں۔)

ج۔ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے ہم ایران کا احترام کرتے ہیں۔ موجودہ انقلابی حکومت کو سب سے اول پاکستان نے تسلیم کیا۔ ..... اسی طرح ایران کے حل و عقد کو بھی اس امر پر نظر رکھنی چاہیے کہ بعض شیعہ عناصر (جو خدا جانے شیعہ ہیں بھی یا نہیں) اس خواہش کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ انہیں پاکستان

www.sirat-e-mustaqeem.com

کو شیعہ ریاست میں تبدیل کرنا ہے اور جلد از جلد ہماری دعا ہے کہ ایران ایک اثنا عشری اسلامی رنگ میں ترقی کرے۔ اہلِ ایران اور ایران کے جو شیعے (پاکستانی) پرستاروں کو بھی دعا کرنی چاہیئے کہ خدا پاکستان کو استحکام اور اسلامی سنی رنگ میں استحکام عطا کرے۔ اکثریت کی قوت ہی استحکام عطا کرتی ہے اقلیت کو بخلوص خاطر تعاون کرنا چاہیئے۔

انگریز اور شیعہ

جناب ابوذر غفاری صاحب "نوائے وقت" میں رقم طراز ہیں:

انگریز تو مسلمانوں کی اس کمزوری کا خوب فائدہ اٹھاتا تھا۔ ۱۷۹۹ء میں جب شاہ افغانستان نے سلطان ٹیپو کی مدد کا ارادہ کیا تو انگریز نے افغانستان پر ایران سے حملہ کروا دیا اور اس نے انیسویں صدی میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ ایران کو مضبوط بنائے گا تاکہ وہ اپنے سُنّی ہمسایوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ (گویا میر صادق کی ٹیپو سے غداری ایران کی سازش تھی۔)

۲۵۔ انگریز شر انگیز جب جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد پورے برصغیر پر چھا گیا اور مسلمانوں نے اس کے خلاف تحریکِ آزادی جاری رکھی اور قتل، قید و بند اور جلاوطنی کی سزائیں مجاہدین کو ملتی رہیں۔ تاریخ سے ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ کسی شیعہ عالم لیڈر یا نواب نے انگریز کے خلاف کام کیا ہو یا کوئی تکلیف پائی ہو۔ بلکہ یہ لوگ قادیانیوں کی طرح انگریزوں کو اپنے لیے رحمت کا سرمایہ سمجھتے تھے کیونکہ مذہبی آزادی کی آڑ میں انھوں نے جس بدعت اور شرکیہ کام کو چاہا اس کے لیے باقاعدہ لائسنس اور اجازت نامہ حاصل کر لیا تاکہ ٹوکنے والے علماء دین کا بھی منہ بند ہو جائے اور وہ ان شر سے بھرپور رسوم سے اپنے جعلی مذہب کو پھیلا سکیں۔ یہ تعزیے، ذوالجناح، دلدل وغیرہ کے جلوس انگریزی دور کی پیداوار ہیں جو "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت اس نے اپنے وفاداروں کو عنایت کیے۔

چنانچہ لاہور کے شیعہ مجتہد علامہ حائری اپنے کتابی سائز کے رسالہ   کے صفحہ ۱۲۳ پر یہ فرماتے ہیں: "انگریزی حکومت ہمارے لیے سایۂ رحمت ہے کہ اس کی پناہ میں ہم اپنی مذہبی رسوم آزادی سے بجا لاتے ہیں۔"

ابھی ۱۹۸۶ء میں شریعت بل کے خلاف شیعہ نے ایک دلیل یہ بھی دی کہ اس کے نفاذ سے ہماری وہ رسوم اور حقوق ختم ہو جائیں گے جو انگریز نے دیئے تھے: جو اعمال و رسوم قرآن و سنت

www.sirat-e-mustaqeem.com

فتویٰ اہلِ بیتؓ سے ثابت نہ ہوں بلکہ خود ساختہ، بدعت اور شرعاً ممنوع ہوں۔ ان کے جواز کی سند غیر مسلموں سے لینا اور پھر ان پر مسلمانوں سے لڑنا جھگڑنا، کفر کی حمایت نہیں تو کیا مسلمانوں سے وفاداری ہے؟

تاریخِ پاکستان

۲۶۔ انگریز کے خلاف صدی بھر سے صرف سُنّی مسلمانوں کی جنگِ آزادی جب کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی اور انگریز نے وطن چھوڑنا چاہا تو مسلمانوں کی غالب اکثریت نے نعرۂ پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنی رواداری اور بے تعصبی سے یہ سوال ہرگز نہیں اٹھایا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کس خاندان اور مذہب سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ معمارِ پاکستان، مفسرِ قرآن، خطیبِ ہند مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور ہزار کتابوں کے مصنف حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ دیوبندی نے اہلِ سنّت کے سٹیج سے اپنے لاکھوں شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ چاٹگام سے پشاور تک طوفانی دوروں سے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں قائل کیا۔ تبھی تو ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی پھر بریلوی مکتبۂ فکر نے بھی بنارس کانفرنس کر کے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اگر علمائے دیوبند اور مذہبی گروہ کی تائید نہ ہوتی تو پاکستان کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ عام پروپیگنڈہ یہ ہے کہ پاکستان کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم المتوفی ۱۹۳۷ء نے پیش کیا اور ۱۹۴۰ء میں قراردادِ پاکستان کے بعد مسلم لیگ نے مطالبہ اور تحریک شروع کی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ تصور انگریز سے صد سالہ جنگ لڑنے والے گروہ کے بوریا نشین نے پیش کیا۔

تعمیرِ پاکستان اور علماءِ ربانی ص۴۱ پر منشی عبد الرحمٰن لکھتے ہیں: "جون ۱۹۲۸ء میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا عبد الماجد دریاآبادیؒ تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا اشرف علیؒ نے یہ فرمایا: "دل یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر اسلامی حکومت ہو سارے قوانین وغیرہ کا اجراء احکامِ شریعت کے مطابق ہو۔" پھر ۱۹۳۸ء میں فرمایا: "میاں خبیر علی! ہوا کا رُخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جاویں گے۔ انشاء اللہ ص۶۴۔ میں نے جو اعلان کیا ہے اس میں مسلم لیگ کی حمایت کی ہے اور میں مسلم لیگ کا حامی ہوں۔

(اسعد الابرار ص۱۲۰ از مولانا ابرار الحق حقی، بحوالہ اظہار العیب ص۲۰۳، ص۲۰۲ مولانا سرفراز خاں صفدر)

www.sirat-e-mustaqeem.com

انہی خدمات کے صلہ میں کراچی میں مولانا عثمانی کو اور ڈھاکہ میں مولانا احتر سلہٹی کو پاکستان کی پرچم کشائی کا اعزاز بخشا گیا اور یہ دونوں دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز سپوت تھے اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خاص ساتھی اور معتقد تھے۔ اس لیے کسی بھی گروہ کا بار بار یہ طعنہ دینا کہ دیوبندی مخالف پاکستان یا کانگرسی ہیں۔ ایک بد دیانتی اور غلیظ جھوٹ ہے۔ جو طبقہ مخالف تھا وہ مسلمانوں یا پاکستان کا مخالف ہرگز نہ تھا وہ سب ملکِ ہند کو اپنا وطن جانتا تھا۔ وہ چاہتا تھا تقسیم ملک نہ ہو بلکہ دہلی ہی حسب سابق مسلمانوں کا دارالسلطنت ہو جس سے انگریز غاصب نے اقتدار چھینا تھا اور اب انھوں نے ہی غاصب کو جنگ کر کے نکالا تھا۔ یہ جذبہ ملک سے محبت کی دلیل تھی جیسے اب ہم تقسیم پاکستان کا تصور نہیں کر سکتے اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر افسوس کرتے ہیں۔ اس منفی تصور نے ۷ا کروڑ انڈین مسلمانوں کو وہاں تحفظ دیا ہے اور لوگ سمجھائیں وہی علماء ان مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ورنہ ان کو وہاں کون رہنے دیتا۔ پاکستان تو ان کا تحفظ نہ کر سکا تھا۔

اب اس فضول بحث کو کہ فلاں مخالف تھا فلاں موافق، کو ختم کرنا چاہیے۔ یہاں کے سبھی باشندے پاکستان کے وفادار شہری ہیں سب کو امن سے زندگی گزارنے کا حق ہے ورنہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ شیعہ تاریخ گواہ ہے انھوں نے کفر و اسلام کی ٹکر میں کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا۔ برصغیر میں بھی انگریز کے خلاف جنگِ آزادی، تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات اور تحریکِ ریشمی رومال وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کوئی قربانی نہ دی بلکہ تقیہ و جاسوسی کا کردار ادا کرتے رہے تحریکِ پاکستان میں بعض شیعہ وکیلوں اور علماء نے اس لیے شرکت کی کہ حسنِ اتفاق سے وہ قائد کو اپنا ہم پیشہ اور ہم مذہب سمجھتے تھے۔ کامیابی پر انتظامی کلیدی آسامیوں پر پہنچنا مقصود تھا۔ پاکستان بننے پر ان کو وہ حاصل ہو گیا۔

لیکن سنی مسلمانوں کا مقصد صرف اسلامی حکومت کا قیام اور نفاذِ شریعتِ مصطفےٰ علیہ السلام تھا قائد اعظم گو شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن وہ کٹر مذہبی اور فرقہ پرست نہ تھے سیکولر ذہن رکھتے تھے۔ مولانا عثمانیؒ نے ترجمہ قرآن پڑھا کر ان کا ذہن اسلامی بنا دیا تھا پھر وہ برابر مسلمانوں کو تقریروں میں قرآن و سنت اور خلافتِ راشدہ کے نظام کا حوالہ دے کر اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اب علماء اہلِ سنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا قانونی حق

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے شیعہ کی مخالفت غیر قانونی اور نظریۂ پاکستان کو ختم کرنے والی ناجائز حرکت ہے وہ شریعت کا قانون نافذ ہونے دیں اور پبلک لا، تمام بین الاقوامی دساتیر کے مطابق اکثریت کی فقہ کو بننے دیں۔ ہاں اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی بات ضرور کریں مگر اپنی ساختہ اور بھگوڑے انگریز کی نسبت سے نہیں۔ بلکہ خالص قرآن و سنت اور حضرت علیؓ و جعفر صادقؒ کی تعلیمات کے حوالہ سے۔ ہم علماء اہلِ سنت دیوبند ضمانت دیتے ہیں کہ شیعوں کو تعلیم اہلِ بیتؓ پر مبنی حقوق یقیناً مل کر رہیں گے۔

۲۷۔ میں اپنی ملکی بات میں دور چلا گیا، مناسب نہیں جانتا کہ پاکستان میں شیعی کردار پر روشنی ڈالوں ورنہ ہر کسی کو پتہ ہے کہ سکندر مرزا رافضی اپنی ایرانی بیوی کے ایماء پر بلوچستان کی دادِ شجاعت کماں کر رہا تھا کہ صدر ایوب خاں مرحوم نے بروقت ملک سنبھال لیا۔ ۱۹۷۱ء کے انتخابات کے بعد "اِدھر ہم اُدھر تم" کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کو کس نے الگ کیا۔ پھر مے نوش یحییٰ خاں رافضی نے فوجی ایکشن کے ذریعے لاکھوں مسلمانوں کا قتلِ عام کرا کر اسے ہمیشہ کے لیے ہم سے الگ کر کے بنگلہ دیش کیسے بنا دیا؟ اور اب زکوٰۃ و عشر کا انکار کر کے نفاذِ اسلام و شریعت بل کی ڈٹ کر مخالفت کون کر رہا ہے۔ روسی کمیونسٹ نظام اپنانے اور خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں کون دے رہا ہے؟ یہ صرف سبائی فرقہ ہے جو اپنے اس طویل تاریخی سفر میں ہر منزل پر مسلمانوں کا راہزن ثابت ہوا ہے۔ ہمدرد اور حامی کبھی نہیں رہا۔ اس لیے ہمیں حالیہ ایرانی شیعی انقلاب اور شدید کشت و خون پر اور اسے دیگر مسلم ممالک میں برآمد کرنے کے عزائم پر کچھ تعجب نہیں۔ ہلاکو خاں اور تیمور کو اپنا ہیرو ماننے والے خمینی پرست مسلمانوں کی یہی خدمت کر سکتے ہیں۔ کاش ہماری بھولی بھالی بھیڑ چال مسلم قوم کو سمجھ ہوتی؟

انقلابِ ایران پر ایک نظر

ایران کا انقلاب تاریخ کا ایک محیر العقول واقعہ ہے ایک بوریا نشین نے ایک شہنشاہ کا تختہ الٹ دیا اس لحاظ سے ایرانی عوام کی جدوجہد اور آیت اللہ خمینی اپنے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ اس پر اہلِ قلم نے مثبت و منفی بہت کچھ لکھا ہے اور جب تک ظلم سے خون کی ندیاں بہتی رہیں گی ان کی روشنائی سے یہ داستان کشت و خون مورخ لکھتا جائے گا۔

آیت اللہ خمینی ایک قد آور عالم تھے بے دین اور مغرب پرست شاہ ایران کی مخالفت کی وجہ سے ۱۷ سالہ جلاوطنی اور قوم سے بذریعہ کیسٹ پیغام و رابطہ کی وجہ سے ان کی شخصیت اہم سیاسی بن گئی دلیر

www.sirat-e-mustaqeem.com

اقتدار پر لانے کے لیے سنی شیعہ سب ایرانی مسلمانوں نے زبردست قربانی دی بظاہر ان میں مذہب سے لگاؤ پیدا ہوا مغربیت، بے پردگی اور لادینی کا سیلاب تھم گیا اسی وجہ سے دیندار مسلمان اس کی نشریاتی چکاچوند سے مرعوب ہو گئے اور اسلامی انقلاب کے عنوان سے دنیا کے ذرائع ابلاغ نے خوب تشہیر کی۔ حالانکہ یہ خالص شیعی آمرانہ، در پردہ روسی سلم کش ظالمانہ انقلاب ہے۔ ایران جا کر مشاہدہ کرنے والوں کے تاثرات اور عام اخباری بیانات کی روشنی میں مشتے نمونہ از خروارے چند نقائص ہم عرض کرتے ہیں:۔

۱۔ خمینی انتہا پسند اور جابر ہیں۔ اقتدار پا کر اپنے ہم سفروں کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ بنی صدر جلا وطنی پر مجبور ہوئے۔ صادق قطب زادہ قتل ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار کاظم کو گرفتار کر کے نظر بند کر دیا۔ سات سال بعد ۱۹۸۶ء قید ہی میں وفات پا گئے۔ عوام الناس کو ان کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ ملی حالانکہ وہ خمینی سے بڑھ کر شیعہ کے مذہبی راہنما تھے۔ اسی طرح امام خاقانی، عہد شاہی کے ۱۴ سالہ قیدی امام قمی، ۷ سالہ قیدی امام زنجانی بھی قید ہیں۔ حالانکہ یہ شاہ کے خلاف خمینی تحریک کے ہر اول دستہ تھے مگر اب خمینی کے مقہور و مظلوم ہیں۔ ذرا سا خمینی سے اختلاف رکھنے والے لاتعداد علماء پس زندان اور در گور ہو گئے جس سے وہ ڈکٹیٹر بادشاہ ظالم بن چکے ہیں۔

۲۔ سیاسی مخالفت میں فوج کے بڑے بڑے افسروں، انتظامیہ کے عہدیداروں کو سینکڑوں کی تعداد میں شاہ نوازی کے الزام میں تہ تیغ کرنا زبردست قومی و ملکی نقصان اور ظالمانہ قدم ہے از روئے معاہدہ سرکاری ملازم وقتی حکومت کے وفادار ہوتے ہیں انٹرنیشنل قانون یہی ہے بعد کی انقلابی حکومت سب سرکاری ملازمین کو قتل و غارت کی سزا دے یہ کسی اسلامی، جمہوری اور شخصی حکومتوں کے ہاں بھی جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ ایران کو اس کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اپنے سے ہر لحاظ سے ۱/۴ حصہ کم عراق سے طویل جنگ میں ایران غالب آ سکا نہ پورے علاقے واپس لے سکا حالانکہ اسرائیل بھی پشت پناہ ہے۔

۳۔ سفاکی اور بے رحمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ عورتوں، بچوں کے جلوسوں پر اندھا دھند فائرنگ سے سینکڑوں ہنس مکھ چہرے لاشوں میں تبدیل کر دیئے جائیں۔ خمینی کے قدیم قید و جلا وطنی کے ساتھی ڈاکٹر موسیٰ موسوی اصفہانی الثورۃ البائسۃ ص ۱۸۲ پر لکھتے ہیں: "ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ خمینی رحم و کرم سے بہت دور اور شر سے نزدیک ہیں اور قتل و غارت میں انہیں مزہ آتا ہے کہ نوعمر نوجوانوں کو بھی ان کی تلوار نہیں بخشتی۔ چنانچہ تین ماہ کے اندر تین ہزار مسلمان نوجوان مرد اور عورتیں مرگ بر خمینی کہنے کے جرم میں تہ تیغ کیے گئے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

۴۔ تین لاکھ پاسداران انقلاب کو کرفیو آرڈر کی طرح یہ اجازت دینا کہ جو کوئی انقلاب پر ذرا تنقید کرے اسے وہیں ڈھیر کر دو۔ اس طرح سینکڑوں علماء، طلبہ، مزدور، مجاہدینِ خلق اور اہلِ سنت مسلمان لاکھوں کی تعداد میں تڑپائے گئے۔ یہ لینن اور ہٹلر کا شیوہ ہے۔ فاتح مکہ حسنینؓ کے نانا کی سنت ہرگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر موسیٰ مذکور بدترین انقلاب صفحہ ۱۹۰ پر لکھتے ہیں۔ خمینی نے تحریک کے دوران برسرِ اقتدار شاہ کے متعلق کہا: "خود قتل کرنے والے سے قصاص لیا جاتا ہے قتل کا حکم دینے والے سے نہیں بخشت تعجب ہے کہ یہ بات کہنے والا اپنی حکومت کے چار سالوں میں چالیس ہزار انسانوں کا قتل کرتا ہے جن میں بوڑھے، نوجوان، عورتیں سبھی ہیں جرم صرف یہ نعرہ ہے "حریت زندہ باد، استبدادیت مردہ باد"۔ اس نے ہزار ہا کردوں، عربوں، بلوچوں اور ترکمانوں کو اس پر قتل کرایا کہ وہ شاہ کے زمانے سے مخصوص حقوق چاہتے ہیں۔"

۵۔ اختر کاشمیری کے سفرنامہ ایران کے مطابق اپنے کاسہ لیس مذہبی طبقہ کو عوام پر ایسے مسلط کرنا کہ وہ کارڈ کے ذریعے لمبی لائنوں میں لگ کر اشیائے خوردنی حاصل کریں اور کارڈ صرف وفاداری کی سند اور جان بچانے کی ضمانت سمجھا جائے اور غیر موافق محروم رہیں۔ سوشلسٹ نظام کا چربہ ہے۔

۶۔ ایران عراق جنگ کو صرف ضد اور انا کی وجہ سے طول دینا، لاکھوں افراد کو آگ میں جھونکنا، اسلامی امن کمیٹی، اسلامی ممالک، غیر جانبدار ممالک، سلامتی کونسل، کسی کی بھی بات نہ ماننا اور صلح پر آمادہ نہ ہونا بلکہ ہر ۱۵ — ۲۰ دن بعد تازہ خونریز عراق پر حملہ کرنا حالانکہ وہ صلح کی بارہا اپیل کر چکا ہے۔ سفاکی اور درندگی ہے۔ قرآن کے قطعی خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے: "صلح بہتر ہے" (نساء) "مومن بھائی بھائی ہیں، بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو" (حجرات) "دشمن صلح چاہے تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو" (انفال) "کسی قوم سے دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے تم عدل کرو یہی تقویٰ کی بات ہے" (مائدہ)

۷۔ ایرانی آئین میں مذہب شیعہ کو سرکاری مذہب قرار دینے پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن ۴۰ فیصد اہل سنت کے بالکل مذہبی حقوق چھین لینا بے انصافی ہے۔ تہران میں دس لاکھ سنیوں کو مسجد بنانے کی اجازت تک نہ ہو شیعہ امام ہی دوسرے صوبوں میں زبردستی امام بن جائے۔ بلوچستان وغیرہ اکثریتی صوبوں میں اکثر شیعہ ٹیچر مقرر کر کے بچوں کو مذہب سے برگشتہ کیا جائے، سرکاری ملازمتوں میں سنی تھانیدار و کپتان تک نہ ہو۔ پارلیمنٹ میں ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو وہ اپنا مذہبی لٹریچر نہ خود چھاپ سکیں نہ پاکستان و ممالکِ عربیہ سے منگوا سکیں خلفاء راشدینؓ کی مدح اور مذہبی تبلیغ میں آزاد نہ ہوں یہ اسلامی حکومت کا کام نہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

۸۔ جو سُنی مسلمان اپنے مذہبی حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج کریں ان کو بغاوت کے بہانے کچلا جائے جیسے بیس ہزار کے قریب کردوں کو مارا گیا۔ ایرانی بلوچستان اور زاہدان میں رمضان شریف تک میں بمباری ہوئی۔ ایران کے ایک عالم دین راقم کو لاہور جولائی ۱۹۸۵ء میں ملے تو بتایا: "ہمارے جوان یا قتل ہو چکے ہیں یا قید میں ہیں۔ صرف بوڑھے اور عورتیں گھروں میں ہیں۔ میں نے کہا پتہ دیجیے میں اپنی تصانیف کلسیٹ بھیجوں گا فارسی میں ترجمہ کروا کر اپنے صوبے میں پھیلا دینا وہ بھرائی آواز میں کہنے لگے السلام گزنہ کریں۔ میری شامت آجائے گی۔ ہم مذہبی کتاب نہ خود چھاپ سکتے ہیں نہ باہر سے منگوا سکتے ہیں۔"

۹۔ یہ خالص شیعہ انقلاب ہے۔ امام خمینی کٹر متعصب شیعہ عالم ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفاء راشدینؓ پر جگہ جگہ زہر اگلا ہے اور ان پر تبرا کے مخالفت قرآن کے جعلی اتہامات لگائے ہیں۔ میں وہ حوالجات نقل کر کے قارئین کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ مختصر یہ کہ وہ صفوی دور کے انتہائی بدزبان مصنف ملا باقر علی مجلسی کے مقلد ہیں اس کی تبرا صحابہؓ پر مشتمل کتابوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں جس کے فحش حوالے راقم نے اپنے رسالہ فقہ جعفریہ اور مسلمان اور تحفہ امامیہ اور عقائد الشیعہ وغیرہ میں دیئے ہیں۔

خمینی کے ایسے اقوال تسلیم کرنے سے بقول مولانا نعمانی قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب ہوتی ہے۔ رسولِ پاکؐ پر نا اہلیت کا الزام آتا ہے۔ قرآن مجید قابلِ اعتبار نہیں رہتا۔ اس پر ایمان نا ممکن ہو جاتا ہے سب سے سنگین ترین بات یہ کہ خمینی کی یہ باتیں اسلام اور رسولِ خدا کی صداقت کو مشتبہ اور مشکوک بنا دیتی ہیں۔ بلکہ خمینی نے رسول اللہ کی بعثت کی ناکامی کا صاف اعلان کیا ہے۔

امام مہدی کی ولادت کے موقع پر یہ کہا ہے: "امام زمان معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دُنیا کو بدل دے گا یہ وہ فریضہ ہے کہ جس میں پیغمبر اسلام محمدؐ بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر ہمارے نبی کے لیے جشن مسلمانانِ عالم کے پُر عظمت ہے تو جشن امام زمان تمام انسانیت کے لیے عظیم ہے میں ان کو لیڈر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس سے ماوراء ہیں۔ میں ان کو اول نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے۔" (ترجمہ تہران ٹائمز ص۱ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)۔ حالانکہ یہ کھلا ہوا کفر ہے۔

ایک بیان میں یہ کہا کہ میرے جانباز صحابۂ رسول سے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں۔ صحابۂ رسول تو جنگوں میں بھاگ جاتے تھے اور میرے جاں نثار ساتھی ہزاروں کی تعداد میں جانیں قربان کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

خمینی اپنے ائمہ کو تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ مقربین سے افضل بتاتے ہیں

ومن ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاما لا یبلغه ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ (الحکومت الاسلامیہ ص۵۲)

ہمارے مذہب شیعہ کا یہ بنیادی اور ضروری عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل (رسول اللہ بھی نبی مرسل ہیں) نہیں پہنچ سکتا۔

ان تمام باتوں سے شیعہ اور امام خمینی کا اپنا ایمان و اسلام ثابت نہیں رہتا تو ان کا انقلاب اور نظامِ حکومت کیسے اسلامی کہلائے۔ بلا ولی اور گواہوں کے مقررہ وقت کے لیے کسی عورت سے جنسی معاہدہ متعہ کہلاتا ہے جو شیعہ مذہب کا سب سے بڑا کارِ ثواب عمل ہے لیکن یہ اتنا حیا سوز اور قابلِ غیرت ہے کہ مذہب شیعہ پر بدنما داغ ہے اسی لیے بعض شیعہ اسے جزوِ مذہب ماننے سے بچکچاتے ہیں۔ (انوار نجف) لیکن خمینی، تحریر الوسیلہ میں متعہ کے متعلق چند صفحات سیاہ کرنے کے بعد ایرانیوں کے کردار کو یوں سیاہ کرتے ہیں:

یجوز التمتع بالزانیة علی کراھة خصوصا وکانت من العواھر المشھورات بالزنا (تحریر الوسیلہ ۲۹۲/۲)

بدکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جب کہ وہ مشہور پیشہ ور طوائف ہو۔

اور حضرت عمرؓ کے متعلق خمینی کہتا ہے۔ عمرؓ نے متعہ کے حرام ہونے کا جو اعلان فرمایا وہ ان کی طرف سے قرآن کی صریح مخالفت اور ان کا کافرانہ کردار و عمل تھا۔ معاذ اللہ۔ **تبصرہ:** حضرت عمرؓ نے تو کتاب و سنت سے حرمتِ متعہ والا آرڈیننس جاری فرمایا تھا لیکن کیا کریں متعہ باز کو جب شیعہ اپنے ائمہ کو رسولؐ کے برابر درجہ دیتے ہیں۔ تو وہ عمرؓ کو گالیاں کیوں نہ دیں شیعہ کی قدیم مستند تفسیر منہج الصادقین پ۵ ص۱۷۶/۱ میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ امام حسینؓ کا درجہ پائے گا اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔ (معاذ اللہ) اور جو پانچ دفعہ کرے یا ہمیشہ کرے تو.....؟

۱۰۔ علامہ خمینی کو چاہیے تھا کہ وہ انقلاب برپا کرنے کے بعد عالمِ اسلام سے دوستانہ تعلقات بڑھاتے اور اپنے وقار و حدودِ انقلاب میں اضافہ کرتے لیکن شدید شیعی تعصب کی بناء پر اپنا جذباتی توازن برقرار نہ رکھ سکے۔ ہر اسلامی ملک کی کردار کشی اپنے ذرائع ابلاغ سے شروع کر دی۔ جن جن علماء اور مندوبین کو انقلاب کی سالگرہوں پر بلایا سب کو اپنے اپنے ملک میں بغاوت پھیلانے اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایرانی انقلاب برپا کرنے کا وعظ کیا۔ تیل کی آمدنی کا بڑا حصہ اس غنڈہ گردی اور سازشی کارروائیوں کے لیے وقف کر دیا۔ پاکستان کے خلاف خوب زہر اگلا، انڈیا کی حمایت کی سعودی عرب اور دیگر ممالک عربیہ کے خلاف وہ تیز و تند پروپیگنڈہ کیا اور مسلمانوں کو ان کے خلاف اُبھارا۔ گویا سب سے بڑے یہودی اور کافر معاذ اللہ یہی ہیں۔ عراق میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بغاوت کرائی۔ نتیجۃً عالم اسلام پر جنگ مسلط ہو گئی۔ پاکستان کے شیعوں کو تھپکی دی کر ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ کر شیعہ انقلاب برپا کرو۔ چنانچہ ان وطن فروش بزرجمہروں نے ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے اور زکوٰۃ و عشر اور شرعی حدود کا انکار کر کے اسلام اور پاکستان کی خوب رسوائی کی اور خمینی کے منظورِ نظر بن گئے اور اب تک ایرانی تیل اور کمک کی بنا پر فقہ جعفریہ کے مطالبات کی آڑ میں بڑے بڑے جلسے، جلوس نکال کر، دھمکیوں اور خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ غضب یہ ہے کہ ۶ مئی ۱۹۸۵ء میں پاکستان کے مرکزی چار شہروں میں شیعی احتجاج کا پروگرام بنا۔ کوئٹہ میں ایران کی مسلح مداخلت اور اسلحہ سے بھرے ہوئے ٹرکوں کی گرفتاری، دہشت ازبام ہو گئی۔ پولیس پر بے پناہ ظلم ہوا کہ لاتعداد سر کاٹ کر درختوں پر لٹکائے گئے۔ فوج آئی ۷ دن بعد حالات قابو میں آئے۔ ۲۳۰ ایرانی غنڈوں کو مقدمہ چلائے بغیر ایرانی حکومت کے حوالے کیا گیا اور مقامی مجرموں کو زندان میں ڈالا گیا۔ وزیر داخلہ نے سب کچھ بتایا تھا لیکن انتظامیہ نے اس بغاوت کا کچھ نوٹس نہ لیا بلکہ ملوث ہزارہ قبیلہ کے ایک اہم فرد کو بلوچستان کا گورنر بنایا گیا۔ مقدمات داخل دفتر ہو گئے۔ پولیس کی گردنیں کاٹنے والوں کو سولی کی سزا کیا ملتی وہ تو سرکاری مہمان تھے۔ اب اپریل ۱۹۸۶ء میں شیعوں کے احتجاج یا دباؤ سے باعزت بری کر دیئے گئے۔ انا للہ الخ۔

۱۱۔ یہ انقلاب اسلام سوز اور مسلم کش صیہونی انقلاب ہے۔ ایک علمبردار ایرانی بزرگ فرماتے ہیں:

ایران کے قائدِ انقلاب کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا خدا کے نام کے بعد صرف ان کا نام لینے کی تعلیم دینا، اقوالِ رسول اور اقوالِ امیر علیہ السلام کی جگہ قائدِ انقلاب کے اقوال لکھنا پڑھنا، بولنا، سننا اور سنانا، کلمہ اسلام کے دوسرے جزو کو مٹا کر پیغمبرِ اسلام کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ قائدِ انقلاب کا نام لینا اور اس طرح ایک نیا کلمہ وضع کرنا (لا الٰہ الا اللہ الامام الخمینی حجۃ اللہ) اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا عالم اسلام کے موجودہ نقشے کو بدلنے کے لیے جدوجہد کرنا، کعبۃ اللہ پر قبضے کے لیے لوگوں کو تیار کرنا اور اس عمل کو جہاد کا نام دینا تمام

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسلم سربراہانِ حکومت کو کافر قرار دے کر ان کا تختہ الٹنے اور ان کی حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے قوم کو آمادہ کرنا، مسجدوں میں کیمرے نصب کرنا، تصویریں آتارنا اور اُتروانا، مسجدوں میں جوتوں سمیت جانا اور محراب مسجد میں تصویریں بنانا یا چسپاں کرنا، مسجدوں میں بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا، اپنے مخالفوں کو کافر کہہ کر ان کی قبریں اکھاڑنا اور لاشوں کو غیر مسلموں کے قبرستانوں میں ڈالنا، اختلاف رائے کا اظہار کرنے والوں کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا، شہریوں کا رزق درباری مولویوں کے ہاتھ میں دے دینا، اشیائے ضرورت کی راشن بندی کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بازاروں میں لانا اور قطاروں میں کھڑا کرنا، زنا جیسی قبیح بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا۔ ولدیت کی جگہ اسمِ مادر کو لازم قرار دینا، کمسن اور معصوم بچوں کو قتل کرنا، جھوٹے الزامات اور تہمتیں تراش کر انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا، نمازیوں کی جماعت پر صرف اس لیے گولی چلانا کہ وہ سرکاری مولویوں کی اقتدا میں کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار جیسے امام برحق کو منافق کہہ کر نظر بند کرنا، قائدِ انقلاب کی تصویر کی پوجا کرنا۔ (حرمین شریفین میں اس بت کی نمائش کرنا) ان کے سامنے ان کے نام کا کلمہ پڑھنا اگر یہ اسلام ہے تو بتاؤ ضدِ اسلام کیا ہے۔ یہ اسلامی انقلاب ہے تو صیہونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟ (بروایت اختر کاشمیری از آتش کدۂ ایران ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)۔

۱۲۔ ایران اسرائیل سے اسلحہ لے کر عالم اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اعتراف کیا کہ اسرائیل نے عرب دشمنی کی بناء پر ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کا سمجھوتہ کیا ہے۔ مگر اسرائیلی قانون انھیں اس سمجھوتے کی تفصیلات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے وہ کسی خبر کی تردید یا تائید کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

۲۔ ایران کے سابق صدر نے کہا کہ انھوں نے حکومت ایران کو اس معاہدہ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ ایران کو اسرائیل سے اس قسم کا معاہدہ کرنے کے بجائے عربوں سے تعلقات استوار کرنے کی ضرورت ہے لیکن امام خمینی نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے حکم پر حکومت ایران نے اسرائیل سے معاہدہ کر لیا۔

۳۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو پیرس کے ایک جریدے "زیب ہے" نے اپنے نامہ خصوصی

www.sirat-e-mustaqeem.com

مقیم تہران کا جو مکتوب شائع کیا اس میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ اسرائیل کے سول اور فوجی ماہرین کا ایک وفد تین دن کے دورے پر تہران آیا۔ اس وفد کا مقصد ایران کی دفاعی ضروریات کا اندازہ لگانا تھا تاکہ ایران کو اس کی ضرورت کے مطابق امریکی اور اسرائیلی ساخت کے پرزے اور دوسرا سامانِ جنگ فراہم کیا جا سکے۔

۴۔ [illegible] نومبر کو برطانیہ کے اخبار آبزرور میں تہران کے مکتوب نگار نے لکھا ہے کہ عراق سے جنگ کے لیے اسرائیل نے ایران کو بندر عباس، چاہ بہار اور بوشہر کی بندرگاہوں کے ذریعے بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا ہے۔

۵۔ ۳ نومبر مغربی جرمنی کے اخبار ڈی ویلٹ میں جو تفصیلی خبر شائع ہوئی اس کے آخر میں یہ ہے کہ اسرائیل نے یہ سامان بحری راستے سے ایران کو پہنچایا۔ نیز اسرائیل ایران کو سامانِ جنگ مہیا کرنے کا یہ سلسلہ جاری رکھے گا۔

۶۔ ایران اسرائیل معاہدے کی خبر جب دنیا بھر میں پھیل گئی تو ۲۱ جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیل کے رسالہ معارف نے لکھا کہ "ایرانی حکومت نے اسرائیل سے براہِ راست اور مختلف ایجنسیوں کی وساطت سے مختلف النوع اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی ہے اور بڑی مقدار میں فاضل پرزے بھی منگوائے ہیں۔"

(بحوالہ آتش کدۂ ایران ص ۹۸، ص ۹۹ از اختر کاشمیری)

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب پر صرف اسلام کا نام اور لیبل ہے ورنہ آغاز و انجام میں کہیں اسلام پر عمل نہیں۔ ڈاکٹر موسیٰ اصفہانی نے کیا خوب تبصرہ فرمایا ہے:

صلی وصام لامر کان یطلبہ — لما قضی الامر ما صلی ولا صاما

حصولِ مطلب تک تو نماز روزہ کی پابندی کی اور مطلب پورا ہو چکنے کے بعد سب کچھ فراموش کر دیا۔

۱۳۔ ایرانی انقلاب امریکہ کے خلاف روس کے ایماء پر ہوا۔ حقائق ملاحظہ ہوں:

۱۔ انقلاب ایران کا اندازِ نظم، طریقِ ضبط، طرزِ رفتار کمیونسٹ انقلاب کے مشابہ ہے۔ خمینی کے اقوال کی تشہیر، تصویروں کا پھیلاؤ، مخالف قوتوں کا گھیراؤ، کتابوں اور کیسٹوں کی بھرمار اور خود خمینی کا سیاہ و سفید کا مالک ہونا، کمیونسٹ انقلاب کی علامت ہے یہ منصوبہ بندی کمیونسٹ دماغ کی ہے اور وہی یہ گاڑی چلا رہا ہے۔

۲۔ انقلابی حکومت نے روس نواز تودہ پارٹی سے اتحاد کر رکھا ہے یہ مخلوط حکومت روس سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

خفیہ رشتہ کی علامت ہے۔

۳۔ جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک زوروں پر تھی اور انقلاب ایران کے دروازے پر آچکا تھا اس وقت روسی افواج ایران کی رگِ حیات سے زیادہ قریب تھیں۔ چنانچہ تاشقند کے ایک مبصر سٹرولیم لے شمٹ اپنی کتاب "یہودی جنگ سے پہلے" میں لکھتے ہیں: "ایران میں جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک شروع ہوئی تو روس نے ایران سے ملنے والے مسلم علاقوں میں اتنی فوج جمع کر رکھی تھی کہ ان مسلم علاقوں میں مارشل لاء کے نفاذ کا گمان ہوتا تھا۔"

۴۔ حسنین ہیکل کے بقول جب شاہ نے روسی سفیر سے پوچھا تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟ سفیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ شاہ رات کی تاریکی میں ملک چھوڑ گیا جب امام خمینی ایران میں داخل ہوئے تو استقبالیہ ہجوم میں، لینن اور ٹراٹسکی کی کتابیں، مارکسی تعلیمات کی گائیڈ بکس اور کمیونسٹ لیڈروں کی رنگارنگ تصویریں تقسیم ہوئیں۔ خمینی نے اس سرخ شاہی استقبال کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا ہاں جب خمینی نے ایران کا انتظام سنبھال لیا تو ۱۹ نومبر ۱۹۷۹ء کو جناب برژنیف کا یہ انتباہ نشر ہوا: "اگر امریکہ نے ایران میں کوئی مداخلت کی تو روس اس کارروائی کو اپنی سلامتی کے خلاف سمجھے گا۔" افغانستان میں روسی فوج کا بڑا حصہ آج بھی ایرانی سرحد پر موجود ہے یہ خاموش رابطے فوجوں کا اجتماع امام خمینی کا استقبال تودہ پارٹی سے سیاسی اختلاط۔ ایران کے خلاف کارروائی کو روس کا اپنے خلاف سمجھنا.. ے

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

قارئین کرام! تاریخ شیعہ ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تھا لیکن موجودہ حالات میں اپنی قوم وملک کے تحفظ کے لیے اس فرقہ کی قدیم وجدید تاریخ مرتب کی ہے ان لوگوں نے ہمیشہ غیر مسلم کیمپ سے مسلم کیمپ پر حملے کیے ہیں یا جاسوسی کی ہے براہِ کرم ایم۔آر۔ڈی یا پی۔پی۔پی کے راہنماؤں اور حکمرانوں پر واضح کر دیں کہ ان لوگوں کا تحفظ ضرور کریں لیکن ان پر اعتماد کر کے سیاست اور کلیدی آسامیاں ان کے حوالے کریں نہ ان کے پروپیگنڈے اور مطالبات، ایجی ٹیشن سے متاثر ہوں نہ ایرانی انقلاب کو پسند کریں۔ سوائے اس کے کہ شیعوں کو وہی حقوق پاکستان میں دیں جو ایران نے سنیوں کو دیئے ہیں۔ والسلام

www.sirat-e-mustaqeem.com

حق چار یار
رضی اللہ تعالیٰ اجمعین

سیفِ اسلام کا حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ فروعِ دین کے مسائل پر تبصرہ

مسئلہ ۱ غسلِ رجلین

نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔ اگر وضو ہی صحیح نہ ہو تو نماز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ نماز سے قبل ہم طریقہ وضو کی تحقیق کریں اور دیکھیں کہ کس مذہب کا طریقہ کتاب وسنّت کے مطابق ہے۔ دُنیا بھر کے مسلمان اور اہلِ سنّت وجماعت وضو میں پاؤں دھونا فرض جانتے اور مانتے ہیں اور ترتیب قرآنی کے مطابق سب سے آخر میں پاؤں دھوتے ہیں۔ "مسلمان" کے بجائے نام نہاد "مومن" کہلانے پر فخر کرنے والے شیعہ فرقہ کے لوگ پہلے پاؤں دھو لیتے ہیں۔ پھر وضو مکمل کر کے پاؤں پر مسح واجب جانتے ہیں۔

ترتیب اور طریقہ وضو کے متعلق سورۃ مائدہ کی آیت ہٰذا نصِ قطعی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔ (پ٦، ع٦)

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے اٹھو اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوؤ۔

دنیا بھر کے مطبوعہ قرآنِ کریم کے سب نسخوں میں وَاَرْجُلَکُمْ میں لام پر زبر ہے اور اس کا عطف وتعلق منہ اور ہاتھوں کے ساتھ ہے معنٰی یہ ہے کہ تم وضو میں اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ یہ اِلٰی تک کی حد بندی دھونے کے مطلب کو ہی یقینی بتاتی ہے کیونکہ قرآن میں مسح کے لیے حد بندی سر میں بھی نہیں ہے اور تیمم میں جو ہاتھ اور منہ کے مسح کا ذکر ہے اس میں بھی حد بندی نہیں ہے۔ فامسحوا بوجوھکم وایدیکم نیز الی الکعبین

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر مسح کی صورت میں عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ ٹخنے پاؤں کے دونوں کناروں پر ہیں شیعہ مسح پاؤں کے ظاہر پر کرتے ہیں اور ہاتھ کو ساق تک کھینچتے ہیں جب کہ ٹخنے مسح کے راستے میں آتے ہی نہیں پھر تو الی الکعبین کے بجائے الی الساقین ہونا چاہیئے تھا۔ معلوم ہوا کہ ٹخنوں تک دھونا ہی ضروری اور مطلوب ہے کیونکہ پاؤں دونوں طرف سے دھو کر حد بندی کی جاتی ہے۔ یہی مطلب اور پاؤں دھونے کا حکم صاحب قرآن شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھا اور بیان کیا ہے۔

کتب اہل سنت سے نبوی طریقہ وضو یہ ہے:

۱۔ عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے تو انھوں نے پانی منگوایا اور ہاتھوں پر ڈالا تو دو دو مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین دفعہ چہرہ دھویا۔ پھر دو دو مرتبہ کہنیوں تک ہاتھ دھوئے پھر سر کا مسح دو ہاتھوں سے کیا کہ ان کو آگے سے پیچھے کو لے گئے یعنی سر کے آگے سے شروع کیا پھر گدی تک لے گئے پھر ان کو واپس اسی جگہ تک لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا ثم غسل رجلیہ۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

(رواہ مالک، نسائی ص۲۸ ج۱ وابوداؤد ص۱۶ ج۱)

۲۔ بخاری ص۳۱ ج۱ و مسلم ص۱۲۳ ج۱ کی اسی حدیث میں ہے:

ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ھکذا کان وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ آپؐ نے دونوں پاؤں دھوئے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا وضو اسی طرح تھا۔

۳۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا مسح کیا تو آگے پیچھے ایک دفعہ دونوں ہاتھ پھیرے" ثم غسل رجلیہ الی الکعبین۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔ (بخاری ص۳۱ ج۱)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کچھ لوگوں نے عصر کے وقت جلدی میں وضو کیا تھا۔ ایڑیاں خشک رہ گئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا: ویل

www.sirat-e-mustaqeem.com

للاعقاب من النار اسبغو الوضوء۔ ایسی ایڑیوں کے لیے دوزخ کی آگ اور تباہی ہے۔ وضو مکمل کیا کرو۔ (مسلم ص ۱۲۴ ج ۱)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وضو کرو تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں سے پانی گزارو۔ (ترمذی ص ۲۴ ج ۱، ابن ماجہ ص ۳۵)

۶۔ حضرت مستورد بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ پاؤں کی انگلیوں کو بائیں چھنگلیا سے ملتے تھے۔ (ابن ماجہ ص ۳۵، ترمذی ص ۲۵ ج ۱، ابوداؤد ص ۲۰ ج ۱)

۷۔ حضرت ابو حبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو خوب دھو کر صاف کیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا، چہرہ تین دفعہ دھویا اور بازو بھی تین دفعہ دھوئے، سر کا مسح ایک دفعہ کیا ثم غسل قدمیہ الی الکعبین پھر ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے پھر کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر فرمایا یہ مجھے پسند لگا کہ میں تم کو دکھلاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کرتے تھے۔ (ترمذی ص ۱۵ ج ۱، نسائی ص ۲۵ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۴۶-۴۵، ابن ماجہ ص ۳۶)

غسل رجلین اور شیعہ احادیث

شیعوں کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ اصولِ اربعہ میں سے الاستبصار ص ۶۶ ج ۱ کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں وضو کرنے بیٹھا۔ جب میں وضو کرنے لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تشریف لے آئے تو مجھ سے کہا کلی کرو، ناک میں پانی چڑھاؤ، مسواک کرو۔ میں نے تین مرتبہ یہ کام کر کے منہ دھویا پھر آپؐ نے فرمایا دو دفعہ دھونا بھی کافی ہو سکتا ہے پھر میں نے بازو دھوئے اور سر کا مسح دو مرتبہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا ایک مرتبہ کافی ہو جاتا ہے۔ وغسلت قدمی فقال لی یا علی خلل بین الاصابع لا تخلل بالنار "میں نے دونوں پاؤں دھوئے پھر حضورؐ نے مجھے کہا پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اسے چھوڑ کر گویا آگ سے انگلیوں کا خلال نہ کرو۔"

شیعہ مؤلف طوسی نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ جتنی صحیح حدیثیں کتب شیعہ میں جمہور اہلِ اسلام کے مطابق ہیں اور شیعہ کے بناوٹی مذہب کے خلاف ہیں ان کی تاویل کی جائے یا تقیہ کی بھینٹ چڑھائی جائیں۔ یہاں بھی مطابق قرآن اور مطابق اہلِ اسلام واہل السنّت اس صحیح حدیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

کو وہ تقیہ کی عذر کرتے ہیں، لیکن جب حدیث صحیح ہے تو تقیہ کا عذر باطل ہے۔ حضرت زید بن علی بن حسین بن علیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے۔ اہل بیتؓ کا یہ سلسلہ الذہب حق گو اور راست کردار تھا۔ ان کی بات کو ہم خواہ مخواہ، خوف اور ڈر کے مارے خلافِ واقعہ اور جھوٹ بتائیں بہت ہی لایعنی اور گمراہ کن بات ہے۔

۲۔ کتاب کافی و استبصار میں امام جعفر صادقؒ بھی اس کی تائید کرتے ہیں:

من ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا نسیت فغسلت ذراعیک قبل وجھک فاعد غسل وجھک ثم اغسل ذراعیک بعد الوجہ فان بدأت بذراعک الایسر قبل الایمن فاعد غسل الایمن ثم اغسل الایسر وان نسیت مسح راسک حتی تغسل رجلیک فامسح راسک ثم اغسل رجلیک۔

امام جعفرؒ نے فرمایا جب تو بھول جائے اور چہرے سے پہلے بازو دھو بیٹھے تو دوبارہ منہ دھو پھر بازو دھو اور اگر تو بھولے سے بایاں بازو دائیں سے پہلے دھو بیٹھا تو دائیں بازو کو پہلے دھو پھر بائیں کو دھو اور اگر سر کا مسح بھول جائے اور پاؤں دھو بیٹھے تو سر کا مسح کر پھر اپنے دونوں پاؤں دھولے۔

(فروع کافی ص ۳۵/ج۱ مطبوعہ تہران، استبصار ص ۶۸/ج۱)

۳۔ عن ابی عبد اللہ فی الرجل یتوضا الوضوء کلہ الا رجلیہ ثم یخوض الماء بھما خوضا قال اجزأہ ذلک فھذا الخبر محمول علی التقیۃ۔ (الاستبصار ص ۶۵/ج۱)

امام صادقؒ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو سارا وضو کرے مگر پاؤں کو دھونے سے پہلے پانی میں ڈبو دے تو اس کا وضو درست ہوگا۔ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔ (سبحان اللہ)

معلوم ہوا کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اگر پانی میں پاؤں ڈبو دے تو غسل کا مفہوم اور فرضیت ادا ہو جاتی ہے۔ اگر ہاتھ سے مسح ہی کرنا ضروری ہوتا تو امام یہ فتویٰ نہ دیتے کہ پاؤں ڈبو دینے سے وضو درست ہو گیا بلکہ مسح کا الگ حکم دیتے جیسے اب شیعہ دھونے کے بعد مسح کرتے ہیں۔

۴۔ عن علی قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا یغسلن احدکم باطن رجلہ الیسریٰ بیدہ الیمنیٰ۔ (الاشعثیات ص ۱۹ باب کراھۃ غسل باطن الرجل الیسریٰ بالید الیمنیٰ)۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنے بائیں پاؤں کا تلوا اپنے دائیں ہاتھ سے ہرگز نہ دھوئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مذہب پاؤں دھونا ہے اور دایاں ہاتھ بایاں پاؤں دھونے میں استعمال نہ کرے۔

۵۔ بسندہ عن علی فی رجل یصیبہ دئی او کسر فیجبر یدہ او رجلہ فتیوضأ ویغسل ما استقبل من الجبائر ولیمسح علی العصائب۔
(باب المسح علی الجبائر الاشعثیات ص۳۰)

حضرت جعفرؒ نے اپنی سند سے حضرت علیؓ کا یہ فتویٰ اس شخص کے متعلق نقل کیا ہے کہ جس کو کوئی زخم پہنچے یا ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ ہاتھ پاؤں پر پٹی یا لکڑی باندھے تو وہ وضو کرتے وقت لکڑی کا سامنا دھوئے اور پٹی پر مسح کرے۔

یہ روایت مجبوری کی صورت میں بھی پاؤں دھونے اور پٹی پر مسح کی پابندی بتا رہی ہے۔ تو عام حالات میں ہاتھ اور پاؤں کا دھونا وضو میں کیوں فرض نہیں؟

۶۔ ان علیا قال اذا توضأت فلا علیک بای رجلیک بدأت وبای یدیک بدأت۔ (ایضاً)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تو وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔ دونوں پاؤں کو دھونا شروع کرے یا دونوں ہاتھوں کو پہلے دھوئے۔

پتہ چلا کہ وضو میں ترتیب فرض نہیں۔ تقدیم و تاخیر ہو جائے تو وضو ہو جاتا ہے۔ اب پاؤں اور ہاتھوں کا یکجا ذکر دونوں کا فریضہ دھونا بتاتا ہے۔

۷۔ اسی کتاب کے باب غسل الرجلین میں ہے:

عن جدہ جعفر بن محمد عن ابیہ ان علیا کان یقرء وامسحوا برؤسکم وَاَرْجُلَکُمْ الی الکعبین۔

امام موسیٰؒ اپنے داداؤں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کو لام کی زبر اَرْجُلَکُمْ کے ساتھ پڑھتے تھے کہ تم اپنے سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔

قال ابو عبد اللہ جعفر بن محمد فمن ثقل فھو غسل القدمین ومن خفف وقرء اَرْجُلِکُمْ فانما ھو مسح علی القدمین۔ (الاشعثیات ص۳۰ مع قرب الاسناد)

امام جعفرؒ نے فرمایا جو بھاری کام کرے داخل حکم عزیمت پر چلے تو پاؤں دھوئے اور جو سہولت کے لیے موزے پہنے تو لام کے زیر کے ساتھ پڑھ کر پاؤں پر مسح کرے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ حضرت علیؓ واہلِ بیتؓ کی قرأت لام کی زبر کے ساتھ ہے اور پاؤں دھونا فرض ہیں، امام صادقؒ نے بھی اسی کو اولیت اور ترجیح دی ہے۔ تاہم جر والی قرأت کا محل بھی بتا دیا ہے کہ جو شخص آسانی چاہے تو موزے پہن کر پاؤں پر مسح کر لیا کرے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اہلِ سنّت و جماعت کا اسی پر عمل ہے وہ لام کی زبر کے ساتھ اکثر قاریوں کی متواتر قرأت کی وجہ سے غسلِ رجلین فرض کہتے ہیں اور ایک جر والی قرأت کو موزوں پر مسح کی دلیل بناتے ہیں۔ گویا موزوں پر مسح کتاب وسنّت سے ثابت ہے۔

حضرت شریح بن ہانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا:

فقال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ ایام ولیالیھن للمسافر ویومًا ولیلۃ للمقیم۔ (رواہ مسلم ص ۱۳۵/۱)

تو آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن اور تین راتیں مسافر کے لیے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے مدت مقرر فرما دی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین اگر رائے سے ہوتا تو اوپر کے بجائے موزوں کے نیچے مسح بہتر ہوتا مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۲۲/۱، دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۴)

شیعہ روایات پر ایک نظر

جب کتبِ فریقین میں قرآن کریم، احادیثِ نبویؐ اور عملِ مرتضویؓ واہلِ بیتؓ سے پاؤں کا دھونا فرض ثابت ہو چکا تو اصولاً مذہب اہلِ سنّت کی صداقت ظاہر ہُوئی اور شیعوں پر اتمامِ حجّت کا فرض ادا ہو گیا۔ اگرچہ ہم شیعوں کی مسح رجلین کے متعلق متعارض روایات کو کوئی درجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ جھوٹے مذہب میں ایک دوسرے کی ضد اور متعارض روایات ہوتی ہیں جن سے وہ حسبِ موقع کام چلاتے ہیں تاہم اصُول جرح وتعدیل کی روشنی میں ان روایات کو ہم مختصراً بے اعتبار، ضعیف اور ناقابلِ حجّت کہتے ہیں:

۱۔ وہ قرآن کے مخالف ہیں اور قرآن کے مخالف روایت گو صحیح ہی کیوں نہ ہو، مردود ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خود مشتاق رافضی لکھتا ہے کہ جو قرآن کے خلاف ہو وہ سنّتِ نبوتی نہیں ہے۔ کیونکہ حضورؐ ہرگز قرآن کی مخالفت نہیں کر سکتے لہٰذا ایسی احادیث ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتی ہیں جو قرآن کے خلاف ہوں۔

(فروعِ دین ص ۱۳-۱۴)

اعتقادیہ شیخ صدوق میں ہے:

وکل حدیث لا یوافق کتاب الله فهو باطل۔ — جو حدیث کتاب اللہ کے مطابق نہ ہو وہ باطل اور جھوٹی ہے۔

۲۔ درجِ ذیل تفصیل کے مطابق ان کے راویوں پر بھی کلام ہے:

ا۔ الاستبصار طوسی میں مسح کی دو روایتیں ہیں۔ پہلی میں سالم راوی مجہول ہے۔ فہرست تنقیح ص ۷۰-۷۱ میں اس نام کے ۳۲ راوی ہیں۔ صرف دو ثقہ، دو حسن، باقی سب مجاہیل اور ضعاف ہیں۔

ایک روایت میں غالب مولیٰ ہذیل بھی مجہول ہے۔ تنقیح ص ۱۲۰ کے ۱۲ ناموں میں سے صرف ایک ثقہ و حسن کے سوا سب ضعیف ہیں۔ شیعوں پر لازم ہے کہ اگر وہ ثقہ ہیں تو صحیح نسب و تعارف کے ساتھ ثابت کریں کہ واقعی یہی دو ثقہ رجال ان احادیث کے راوی ہیں ورنہ مجہول اور غیر معتبر ہی سمجھے جائیں گے۔

ب۔ شیعہ کے ہاں سب سے معتبر اور مفصل کتاب کافی ہے اس کے حصہ فروع باب مسح الراس والقدمین میں گیارہ روایتیں ہیں جو سب ناقابلِ استدلال ہیں۔ قرآن کے مقابل وہ دیوار پر دے مارنی چاہئیں۔

پہلی سند میں معمر بن عمر ہے کہ سوا لقہ یعنی پہلے راویوں کی طرح اماما مجہول ہے۔

(فہرست تنقیح ص ۱۵۲، تنقیح المقال ص ۲۳۴ ج ۳)

دوسری سند میں ابنِ ابی عمیر مجہول ہے اور محمد بن مسلم بھی ہے جسے امام صادقؒ نے دین میں شک کرنے والا تباہ حال بتایا ہے۔ (تنقیح ص ۱۸۶ ج ۳)

تیسری سند میں مرکزی راوی زرارہ بن اعین ہے جو اگرچہ شیعہ کا بڑا راوی ہے مگر امام صادقؒ نے اسے کذاب اور ملعون بتایا ہے۔ (رجال کشی ص ۹۸ ج ۱)

چوتھی روایت میں محمد بن ابی نصر صاحب الزال ہے۔ مامقانی اسے مہمل بے کار کہتے ہیں۔

(فہرستِ تنقیح ص ۱۰)

پانچویں روایت میں اخبس فی حسن رای الحسن یہ مجہول و نامعلوم ہے۔ نیز یہ روایت

www.sirat-e-mustaqeem.com

غسل کی مؤید ہے۔ مسح میں صریح نہیں۔

چھٹی روایت میں حکم بن مسکین ہے۔ توثیق و عدالت سے محروم ہے۔ شہید ثانی اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ جرح کا نہ ہونا کافی نہیں، توثیق کا ہونا ضروری ہے۔ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔ (تنقیح المقال ص ۳۶۰ ج ۱)

ساتویں روایت میں محمد بن مروان ذہلی بصری ہے جو امامی مجہول ہے۔ (تنقیح المقال ص ۱۸۲ ج ۳) پر ہے مجھے اس کی اتنی خوبی کا بھی علم نہیں جو اسے حسن درجے کے راویوں میں شمار کرائے۔

آٹھویں روایت میں غسل اور مسح دونوں کا ذکر ہے۔ جو زرارہ سے مروی ہے۔ امام جعفرؒ نے فرمایا ہے "اپنے دین میں شک کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ جن میں زرارہ، بریدہ، محمد بن مسلم اور اسمٰعیل جعفی (شیعہ کے مرکزی چار راوی) ہیں۔ (تنقیح المقال ص ۱۸۶ ج ۳)

نویں روایت کے راویوں کا حال معلوم نہ ہو سکا۔

دسویں روایت میں قاسم بن محمد بن سلیمان مہمل ہے۔ (فہرست تنقیح)

گیارھویں روایت میں مسح نعلین کا ذکر ہے۔ سنّی و شیعہ میں سے جوتوں پر مسح کا کوئی قائل نہیں روایت میں صراحت ہے: ولم یدخل یدہ تحت الشراک کہ حضرت علیؓ نے مسح اوپر کیا۔ تسمہ کھول کر اندر پاؤں پر نہیں کیا۔ اس سے تو موزوں پر مسح ثابت ہو گیا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ جس کے شیعہ منکر ہیں وہی ان کی کتب سے ثابت ہے۔

ج: من لا یحضرہ الفقیہ کی مسح کے متعلق صحیح باسند اور صریح روایت کا ہمیں علم نہیں۔

یہ تو ان کی اپنی روایتوں کا حال ہے جن کی وجہ سے قرآن کے مخالف ہو کر وہ مسح رجلین کے قائل ہوئے۔ ایک جر والی قرأت کو علماء اسلام نے جر جوار پر محمول کیا ہے۔ جس کی تشریح "ہم سُنّی کیوں ہیں؟" میں ہم کر چکے ہیں۔

جرِ جوار کی بحث

مزید وضاحت یہ ہے کہ جر جوار کو علامہ سیبویہ، اخفش اور ابو البقاء وغیرہ تمام معتبر نحویوں نے جائز قرار دیا ہے۔ یہ نعت میں بھی اور عطف میں بھی درست ہے۔ خود قرآن کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

نعت اور صفت کی مثال عَذَابُ یَوْمٍ اَلِیْمٍ کہ الیم (دردناک) دراصل عَذَابٌ

www.sirat-e-mustaqeem.com

مرفوع کی صفت ہے لیکن یَوْمٍ کے پڑوس کی وجہ سے اَلِیْمٍ مجرور ہے۔ عطف کی مثال یہ ہے کہ امام کسائیؒ اور امام حمزہؒ کی قرأت میں اور امام عاصمؒ سے مفضل کی روایت میں وَحُوْرٍ عِیْنٍ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَکْنُوْنِ (واقعہ ع ۱)۔ (خوب صورت موٹی آنکھوں والی عورتیں چھپے موتیوں کی مانند) مجرور آیا ہے۔ حالانکہ واؤ عاطفہ ہے اس کا عطف یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ (کہ اہلِ جنت کی خدمت میں سدا رہنے والے لڑکے کٹورے اور جگ لے کر گھومتے پھریں گے۔) مرفوع پر ہے کہ اور خوب صورت عورتیں جنتی حوریں بھی ان کے پاس گھومتی پھریں گی۔ باکواب و اباریق مجرور پر نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب (لڑکے حوروں کو اٹھاتے پھریں گے) صحیح نہیں بنتا۔

عربیت کے مشہور شاعر نابغہ کا یہ شعر بھی عطف میں جرِّ جوار کو جائز بتاتا ہے۔

لم یبق الا اسیرٌ غیر منفلتٍ وموثقٍ من عقال الاسر مکبولِ

صرف ایک قیدی باقی رہا جو کھسک نہیں سکتا قید کی زنجیروں میں جکڑا پڑا ہے اور بیڑیاں اس کو لگی ہوئی ہیں۔ موثق اور مکبول مجرور ہیں منفلتٍ کے پڑوس کی وجہ سے ورنہ معنیٰ کے اعتبار سے مرفوع ہیں کیونکہ ان کا عطف و تعلق غیرُ کے ساتھ ہے یعنی یہی جکڑا ہوا اور بیڑیوں میں بندھا ہوا قیدی باقی ہے جو چھوٹ نہیں سکتا۔ اسی لیے علمارِ عربیت اور ائمہ لغت نے اسے جائز کہا ہے کہ قرآن مجید اور بلغار کے کلام میں وہ استعمال ہوا ہے۔ علامہ زجاج کا نفی کرنا تتبع و تلاش کا قصور ہے۔ نیز یہ شہادت بر نفی ہے اور نفی کی شہادت قبول نہیں ہے کہ کلام بلغار میں اس کا وجود اسے ختم کر دیتا ہے۔ متن متین والے کا۔ المغنی اور الفقیر کے حوالے سے نفی کرنا بھی بے خبری پر مبنی ہے۔ بالفرض والتسلیم ارجلکم کا عطف وجوھکم پر نہ مانا جائے اور برؤسکم پر ہی اصرار کیا جائے۔

تو اہلِ سنت کے نزدیک تطبیق اور صحت کلام کی دو صورتیں ہیں (جن کی وضاحت آ رہی ہے۔) اور شیعہ کے ہاں غسل پر عطف کی صورت (اکثر قاریوں کی نصب سے قرأت) میں توجیہ اور تطبیق کی کوئی صورت نہیں کیونکہ وہ دھونے کے قائل ہی نہیں۔ مشتاق لکھتا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ نہ تو پاؤں کو دھونا جائز ہے اور نہ ہی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔" (فروعِ دین ص ۱۷)

www.sirat-e-mustaqeem.com

اہل سنت کی دو تطبیقیں ہیں:

۱۔ مسح سے مراد ہاتھوں سے پانی ڈالنا اور ملنا ہیں۔ یہ غسل کو چاہتا ہے۔ ابو زید انصاری اور لغت والوں نے تصریح کی ہے۔

المسح فی کلام العرب یکون غسلا یقال للرجل اذا توضاء تمسح ویقال مسح اللہ مابک ای ازال عنک المرضی ویقال مسح الارض المطر۔ (مصباح اللغات ص۸۲۲ پر ہے تمسح بالماء مس الماء غسل کیا)

عربی زبان میں مسح بمعنی دھونا بھی آیا ہے۔ کہا جاتا ہے جب آدمی وضو کرے کہ اس نے مسح کیا اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تجھ سے بیماری کو دھو دے یعنی دور کر دے اور کہا جاتا ہے بارش نے زمین کو دھو دیا۔

اگر کہا جائے کہ امسحوا برؤسکم میں تو یہ معنی نہیں لیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہاں امسحوا ارجلکم مقدر مان کر مسح کا معنی تر کرنا اور دھونا بگو نام ادلیں گے تو معنی کے تعدد میں مضائقہ نہیں۔

امامیہ میں سے شارح زبدۃ الاصول اور ماہر عربیت نے حقیقت و مجاز کے جمع کی مثال یہ آیت پیش کی ہے:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ۔ (نساء پ۵، ع۴)

نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاوقتیکہ جان لو کہ تم کیا کہتے ہو اور جنابت کی حالت میں مسجد کے قریب نہ جاؤ بجز راہ گذرنے کی مجبوری کے۔

تو ولا جنبا کا عطف الصلوۃ پر ہے۔ معطوف علیہ صلوۃ کا حقیقی معنیٰ ارکان نماز کی شکل ہے اور معطوف (مقدر صلوۃ) کا معنیٰ جائے نماز یعنی مسجد ہے۔

۲۔ اور برؤسکم کے ساتھ متعلق مان کر غسل کا معنیٰ لینا کلام عرب کے مطابق ہے۔ قاعدہ عربیت یہ ہے۔

اذا اجتمع فعلان متقاربان فی المعنیٰ ولکل منہما متعلق جاز حذف احدہما وعطف متعلق المحذوف علی المذکور کانہ متعلقہ کما فی قول لبید بن

جب قریب المعنیٰ دو فعل اکٹھے ہوں ہر ایک کا الگ الگ متعلق ہو تو ایک کو حذف کرنا اور محذوف کے متعلق کا مذکور پر عطف کرنا جائز ہے گویا وہی اس کا متعلق ہے جیسے (۱) لبید بن ربیعہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ربیعۃ العامری: عامری کہتا ہے۔

فعلیٰ فروع الایھقان واطفلت
بالجلھتین ظباؤھا ونعامھا

وہ بارش جنگلی ہالوں کی شاخوں پر غالب آگئی (یعنی وہ اُس میں ڈوب گئیں۔) اور دونوں کناروں پر ہرنیوں اور شتر مرغیوں نے بچے نکالے ہیں۔ (یعنی انڈے دیئے ہیں کیونکہ شتر مرغی بچے نہیں دیا کرتی)۔ ۲۔ وہ گانے والی حسین عورتیں جب نکلیں اور اپنے ابروؤں اور آنکھوں کو برچھیاں بنایا۔ (یعنی آنکھوں کو سرمہ لگایا) ۳۔ گویا کہ اللہ نے اس کی ناک اور آنکھ کاٹ ڈالی۔ (یعنی آنکھ پھوڑ ڈالی) ۴۔ میں نے اونٹنی کو گھاس اور ٹھنڈا پانی کھلایا۔ (یعنی پلایا) یہ اردو محاورہ بھی ہے روٹی پانی کھایا۔

ای باضت ومنہ[۲] اذا ما
الغانیات برزن یوما
وزججن الحواجبا والعیونا
ای کحلن العیون
ومنہ[۳] کان اللہ یجدع
انفہ وعینہ۔ ومنہ[۴]
علفتھا تبنا وماء باردًا۔
ای سقیتھا۔

(تحفہ الاثنی عشریہ ص۶۳، اردو کید ہفتم)

مشاق کے پیش کردہ حوالہ جات پر ایک نظر:

کتبِ اہلِ سنّت کی جن عبارات سے مطلب برآری کی سعی ناتمام کی گئی ہے ان کی حقیقت یہ ہے:۔

ا۔ کہ غیر مقلدین کے حوالہ جات اور تحقیقات ہم پر حجت نہیں۔ یہ لوگ آزاد منش ہیں۔ اجماعِ امّت تک کی مخالفت کر جاتے ہیں۔ ان کی استدلالی اپج انفرادیت اور تشیع کی آئینہ دار ہوتی ہے لہٰذا تنہا ان کی نقل یا استدلال قابلِ اعتماد نہیں ہوتا۔

ب: تفسیر امام رازیؒ کے حوالہ میں زبردست خیانت کی ہے۔ انھوں نے شیعوں کے استدلالات نقل کر کے آگے جوابات دیئے ہیں۔ یہ جوابات کو ہضم کر گئے اور استدلال کو علامہ کی اپنی تحقیق بنا کر اہلِ سنّت پر الزام قائم کر دیا۔ فوا اسفا۔

علامہ رازیؒ اپنی تفسیر کبیر ص۱۶۲ جزو ۱۱ مطبوعہ بیروت مقام ہٰذا پر لکھتے ہیں:

واعلم انہ لایمکن الجواب عن — تم جان لو کہ اس کا جواب دو طرح ممکن ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

هٰذا الامن وجهين الاوّل ان الاخبار الكثيرة وردت بايجاب الغسل والغسل مشتمل على المسح ولا ينعكس فكان الغسل اقرب الى الاحتياط فوجب المصير اليه وعلى هٰذا الوجه يجب القطع بان غسل الرجلين يقوم مقام مسحهما والثانى ان فرض الرجلين محدود الى الكعبين والتحديد انما جاء فى الغسل لا فى المسح ۔

۱۔ بہت سی احادیث صحیحہ دمرفوعہ، موقوفہ) غسل کو واجب قرار دیتی ہیں اور دھونا مسح (ہاتھ پھیرنے) کو شامل ہے اور اس کا اُلٹ نہیں تو دھونا ہی اقرب الی الاحتیاط ہے تو اسی کی طرف رجوع کرنا (اور مذہب بنانا) واجب ہے اور اس وجہ سے یقیناً کہا جائے گا کہ پاؤں کا دھونا مسح کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ ۲۔ پاؤں دھونے کی ٹخنوں تک حد بندی کی گئی ہے اور حد بندی دھونے میں ہوتی ہے مسح میں نہیں ہوتی۔

پھر جو شیعوں کی طرف سے یہ جواب نقل کیا ہے کہ ٹخنوں سے مراد وہ اندرونی ہڈی ہے جو قدم کے جوڑ کے نیچے ہوتی ہے (تو حد بندی صحیح ہے)، ہم کہتے ہیں یہ ظاہر عرف ولغت کے بھی خلاف ہے اور کعبین کے ترجمہ کے بھی، کیونکہ تمام لوگ پاؤں کے دو ٹخنے مانتے ہیں، جو کناروں پر ظاہر ہیں اور جوڑ کے نیچے کی ایک ہڈی کو کوئی بھی نہ دیکھتا ہے، نہ ٹخنے مانتا ہے تو مسح ٹخنوں سمیت نہیں ہو سکتا، دھونا ہی ہو سکتا ہے۔

پاؤں دھونے پر صحابہؓ وتابعین کا اجماع ہے

ج: پھر پیش کردہ تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ، آپ کے شاگرد عکرمہؒ اور شعبیؒ مسح رجلین کے قائل تھے۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور محمد باقرؒ مسح کرتے تھے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ رافضی قسم کے لوگوں نے روایتیں بنا کر اور خوب پروپیگنڈہ کر کے ان اکابر کے سیدھے سادے عمل کو متعارض اور مخالف قرآن بتانے کی سعی نامشکور فرمائی ہے۔ ورنہ تفسیر طبری سے، جس کا حوالہ یہاں مشتاق رافضی نے دیا ہے۔ سب سے پہلے مستند تفسیری روایات حضرات صحابہؓ وتابعینؒ سے یہ مروی ہیں:۔

۱۔ حارث اعور حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اغسلوا الاقدام الى الكعبين — ٹخنوں تک اپنے پاؤں وضو میں دھوؤ۔

۲۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے وارجلکم الی الکعبین (کر ٹخنوں تک پاؤں

www.sirat-e-mustaqeem.com

دھوؤ) آیت پڑھی اور حضرت علیؓ نے سنی جب آپ لوگوں کے فیصلے کر رہے تھے تو فرمایا وارجلکم اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (یعنی ارجلکم پہلے لفظ اغسلوا کے تحت ہے اور ذکر میں ترتیب کی وجہ سے مؤخر ہے۔)

۳۔ بروایت وکیع از حسین بن علی شیبان سے مروی ہے۔ فرمایا میرے ہاں یہ ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے وارجلکم زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ نے حارث سے کہا: پاؤں ٹخنوں تک دھویا کر۔"

۵۔ عبد خیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور قدموں کو اوپر سے دھویا اور فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو پاؤں کو نہ دھوتا۔

غسل رجلین کا یہی عمل مرتضویؓ ہم کتب شیعہ سے بھی نقل کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو الائمہ کا یہی عمل ہے تو حضرت باقرؒ اس کے خلاف کیسے عمل کر سکتے ہیں؟ لہٰذا ان کی طرف مسح کی نسبت شیعہ اپنی کتب میں کریں یا اہلِ سنت کا حوالہ بتائیں سب جعلی کاروبار ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے ابتداءً مسح سمجھا تھا مگر پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کا جب عمل معلوم ہوا تو غسلِ رجلین کے ہی قائل ہوئے اور اسی پر فتویٰ دیا۔ تفسیر طبری کی روایات ملاحظہ ہوں۔

۶۔ حضرت عکرمہؒ ابن عباسؓ سے راوی ہیں کہ آپ نے وامسحوا برؤسکم وارجلکم نصب کے ساتھ پڑھا اور فرمایا بات دھونے پر لوٹی ہے۔

۷۔ ابنِ وکیع از ابوسفیانؒ اور وہ خالدؒ سے راوی ہیں کہ (ابنِ عباسؓ کے شاگرد) حضرت عکرمہؒ نے یہی کچھ فرمایا ہے۔

۸۔ سُدی کہتے ہیں کہ آیت وضو میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی پاؤں دھونے کا حکم فاغسلوا پہلے ہے اور دھوئے آخر میں جاتے ہیں۔

۹۔ ہشام عروہؒ سے اور وہ اپنے باپ زبیرؓ سے راوی ہیں کہ وارجلکم سے حکم

www.sirat-e-mustaqeem.com

غسلِ رجلین کا ہے۔

۱۰۔ حمادؒ ابراہیم نخعیؒ سے راوی ہیں کہ ارجلکم فاغسلوا کا مفعول ہے۔ بات دھونے پر لوٹتی ہے۔

۱۱۔ زر بن حبیشؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے راوی ہیں کہ وہ ارجلکم زبر کی قرأت کرتے تھے۔

۱۲۔ شریک اعمش سے راوی ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کے شاگرد، ارجلکم زبر سے پڑھتے، اور پاؤں دھوتے تھے۔

۱۳۔ مجاہد (شاگرد ابنِ عباسؓ) سے مروی ہے کہ انھوں نے ارجلکم اِلی الکعبین زبر سے پڑھا اور کہا بات دھونے کی طرف لوٹی ہے۔

۱۴۔ ضحاک (شاگرد ابنِ عباسؓ) نے کہا۔ پاؤں کو وضو میں خوب دھویا کرو۔

۱۵۔ امام مالکؒ سے پوچھا گیا ارجلکم سے کیا مراد ہے فرمایا صرف دھونا واجب ہے۔ مسح جائز نہیں۔ پاؤں کو دھویا جائے، مسح نہ کیا جائے۔

۱۶۔ عبدالملک عطار بن ابی رباحؒ (شاگرد ابنِ عباسؓ) نے فرمایا: میں کسی کو نہیں جانتا کہ وہ پاؤں پر مسح کرتا ہو۔

۱۷۔ ابو قلابہؒ کہتے ہیں ایک شخص نے نماز پڑھی اس کے قدموں پر ناخن کے برابر جگہ خشک تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دوبارہ وضو کرو اور نماز پڑھو۔

۱۸۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا پانی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ (خشک چھوڑ کر) آگ کا خلال نہ کرو۔

۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو وضو میں پاؤں دھوتے دیکھا تو فرمایا: "مجھے دھونے کا ہی حکم ملا ہے۔"

۲۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک دن وضو کرتے دیکھا تو فرمایا: "پانی انگلیوں میں بھی پہنچاؤ۔"

۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وضو کرتے تو پاؤں دھوتے۔ پھر انگلیوں میں خلال کرتے تھے۔

۲۲۔ میں (ابراہیم نخعی) نے اسودؒ تابعی سے پوچھا: کیا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں دھوتے تھے؟ اس نے کہا: "جی ہاں! خوب دھوتے تھے۔"

۲۳۔ سب صحابہؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضورؐ کو پاؤں دھوتے دیکھا ہے۔ حضورؐ کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

سب سے زیادہ نزدیک مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔

پھر علامہ طبری بعض آثار مسح رجلین کے نقل کر کے یوں تطبیق دیتے ہیں:

والصواب من القول عندنا فی ذٰلک ان اللہ امر بعموم مسح الرجلین بالماء فی الوضوء کما امر بعموم مسح الوجہ بالتراب فی التیمم۔ فاذا فعل ذٰلک المتوضیٔ کان مستحقا اسم ماسح غاسل۔ (تفسیر محمد بن جریر طبری ج ۴ پ ۶ ص ۸۱، ص ۸۲، ص ۸۳)

ہمارے نزدیک ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پانی کے ساتھ پاؤں کو پورا پورا تر کرنے کا دہاتھ سے مَل کر حکم دیا ہے جیسے تیمم میں مٹی کے ساتھ منہ کو خوب ملنے کا حکم دیا ہے۔ جب وضو کرنے والا یہ کام کرے گا تو اسے ماسح اور غاسل دونوں ناموں سے پکارا جائے گا۔ (تو ہر شخص ہاتھ سے پاؤں دھو کر امرِ قرآنی پر عمل کرتا ہے۔)

ابن جریر طبری کا مذہب

یہ وہی امام طبری المتوفی ۳۱۰ھ ہیں جنہیں اہلِ بغداد نے تشیع سے متہم کر کے اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا تھا گو شیعہ نہیں ہیں تاہم اپنی تاریخ یا تفسیر میں ایسی کچی پکی روایات خوب نقل کر دیتے ہیں جو شیعہ کی موضوع یا مشہور کی ہوئی ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ طبری مسح رجلین کے قائل تھے جیسے مشتاق نے بھی کہا ہے لیکن یہ ان پر اتہام ہے وہ غسلِ رجلین کے ہی قائل تھے۔ مسح کے بعض غیر مستند آثار کو نقل کر کے جو فیصلہ دیتے ہیں وہ پاؤں دھونے کا ہی ہے۔ مسح کے آثار کی توجیہ یوں کر رہے ہیں کہ ہاتھوں کے ذریعے پانی سے پاؤں کو اتنا ملو اور تر کرو کہ بالکل استیعاب ہو جائے۔ جیسے تیمم میں بازوؤں اور چہرے پر مٹی والا ہاتھ اتنا ملا جائے کہ استیعاب ہو جائے۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے جب ہاتھ ملنے سے پاؤں پر پانی سے استیعاب ہوگا اور کوئی جگہ تر ہو جانے سے نہ بچے گی تو یہی غسل کا مفہوم ہے اس سے صرف وہ صورت نکل جاتی ہے۔ جب پاؤں کو ہاتھ لگائے بغیر پانی میں ڈبو دیا جائے۔ لیکن الاستبصار ص ۶۵ ج ۱ سے ہم امام صادقؒ کا فتویٰ نقل کر چکے ہیں کہ اس سے بھی وضو درست ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شیعی استدلال کو طبری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

د: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کا حوالہ بھی غلط دیا ہے۔ کیونکہ غسل رجلین کی احادیث کے تحت حضرت مُلّا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس حدیث (ویل للاعقاب من النار) میں پاؤں دھونے کے وجوب پر دلیل ہے کہ ان کو بالاستیعاب دھوئے۔ یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کا عمل تھا..... نیز فرماتے ہیں جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مختلف مواقع اور مختلف حالتوں میں وضو کا طریقہ نقل کیا ہے وہ سب پاؤں دھونے پر متفق ہیں۔ (مرقاۃ ۱۶/۲) ۔ علامہ نے مسح رجلین کی کوئی روایت ذکر ہی نہیں کی۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے بھی شیعہ وغیرہ کا قول نقل کر کے جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا ہے "کہ احادیثِ صحیحہ کے بھی خلاف ہے اور آیت کی قرأتِ نصب کے بھی اور مسح سے مراد غسل ہے۔ کیونکہ غسل مسح کو بھی شامل و متضمن ہے"۔ (فتح الباری ۲۷۸، ۲۷۹/۱)

ہماری اس تفصیلی بحث سے ان تمام عنوانات کا جواب ہو گیا جو جناب مشتاق صاحب نے قائم کیے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ اور آپ کے شاگرد حضرت عکرمہؒ دھونے کے قائل ہیں۔ جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح کے بجائے پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے و بھذا امرتُ سے خدا کا حکم بتایا ہے۔ علامہ عینیؒ نے مسح والی روایت کا رد کیا ہے۔ مذہبِ اہلِ بیتؓ بھی پاؤں کو دھونا تھا، مسح نہ تھا۔ یہ ان کی طرف غلط نسبت ہے۔ اصحابِ رسولؐ اور تابعینؒ کا عمل پاؤں دھونا ہی ہے طبری کی ۲۳ روایات پھر پڑھ لیجئے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کے اس حوالہ سے کہ حضرت علیؓ و ابنِ عباسؓ نے دھونے کی طرف رجوع کر لیا تھا کا مشتاق صاحب نے مذاق اڑایا ہے کہ کیا وہ پہلے غلط وضو کرتے رہے؟ ہماری عرض یہ ہے کہ حضرت علیؓ تو روزِ اول سے پاؤں دھوتے تھے۔ مسح نہ کرتے تھے جیسے طبری کی چھ روایات شاہد ہیں۔ البتہ حضرت ابنِ عباسؓ نے رجوع کیا تھا۔ تو مجتہد کا سابق فتویٰ و عمل سے رجوع ایسا ہی ہے جیسے کسی حکم کو منسوخ کر کے نئے حکم پر عمل کرایا جاتا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ منسوخ و مرجوع عنہ پر سابق عمل و فتویٰ غلط تھا۔ مجتہد کا فتویٰ دلیل اور صورتِ مسئلہ کے تابع ہو جاتا ہے۔ اس کے پہلے عمل کو باطل نہیں کہا جاتا۔ جیسے تحویلِ قبلہ کے مسئلہ میں خدا نے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہوئی نمازوں کی مقبولیت کا یوں اعلان فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نمازوں) کو ضائع

www.sirat-e-mustaqeem.com

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ نہیں کرتا وہ لوگوں پر بہت شفیق اور مہربان ہے۔

یا حرمتِ شراب کے بعد بے خبروں یا پہلے لوگوں کی بے گناہی کا اعلان فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا۔ (پ ۷ ع ۲)

ایمان و اعمالِ صالحہ والے مسلمانوں پر کوئی گناہ نہیں جو وہ پہلے کھا پی چکے۔ جب کہ وہ متقی اور مومن نیک اعمال ہیں پھر متقی و مومن ہیں اور پھر مومن متقی اور نیکوکار ہیں۔

موزوں پر مسح

شیعوں کو چونکہ اہلِ اسلام کے ہر متفقہ عمل سے بیر ہے۔ حکم قرآنی پاؤں دھونے سے نفرت کی اور ننگے پاؤں پر مسح شروع کر دیا۔ مگر ان کا ضمیر بھی اس غلط فیصلہ پر مطمئن نہیں۔ اس لیے سب سے پہلے پاؤں دھوتے ہیں۔ کوئی شیعہ ہم نے دیکھا یا سنا نہیں کہ وہ پاؤں دھوئے بغیر صرف مسح پر اکتفا کرتا ہو۔ اس کے برعکس حالت تخفیف میں موزوں پر مسح کرنا سُنّتِ مشہورہ نبوئی ہے۔ ستر اسی صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عمل نقل فرمایا ہے۔

خبر مشہور یا متواتر سے آیت میں تخصیص درست ہے (اصول الشاشی) اس لیے اہلِ سنّت مسح خفین کے قائل ہوئے۔ جر والی قرأت پر بھی عمل ہو گیا اور مسندِ احمد والی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر پر مسح کرتے دیکھا تبھی تو میں کرتا ہوں ورنہ میرا گمان یہ ہے کہ تلووں پر مسح افضل ہوتا اور آپ کا یہ قول مشہور ہے کہ دین اگر صرف عقل کے تابع ہوتا تو موزوں پر مسح نچلی طرف سے کیا جاتا۔

موزہ پہننا انسان کی ایک طبعی ضرورت ہے۔ تہائی یا چوتھائی دنیا کے حصّہ پر موسم سرما میں برف پڑی رہتی ہے۔ پاؤں کو سردی سے بچانا بھی لازمی ہے۔ شریعت کے احکام آسانی اور سہولت پر بھی مبنی ہیں۔ اس لیے موزوں پر مسح کا حکم دے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمّت کو یہ آسانی فراہم کر دی کہ حالت موزہ میں مسح کر لیں۔ جس کی خاص شرائط ہیں۔ محض جرابوں یا کٹے پھٹے موزہ پر مسح درست نہیں۔ اب یہ کس قدر زیغ یا دماغی انقلاب ہے کہ گرد و غبار سے اَٹے ہوئے ننگے پاؤں پر تو مسح کر لیں لیکن پاک و صاف وضو کی حالت میں پہنے ہوئے موزوں

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر نئے وضو کی حاجت میں مسح نہ کریں۔ سردی میں کھول کران پر صرف مسح کریں۔

مذہبِ شیعہ کا ہر انفرادی عمل عقل و نقل کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ حضرت جعفر صادق ؒ سے حالتِ تخفیف میں موزوں پر مسح کا جواز اور جہر والی قرأت کا محل کتبِ شیعہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں الغرض وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزوں پر مسح درست ہے۔ رافضی کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ "حقیقت یہ ہے نہ تو پاؤں کو دھونا جائز ہے نہ ہی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے" کسی تارکِ شریعت ملنگ کا یہ اپنا مذہب ہو تو ہو مگر کتابِ الٰہی، سُنّتِ نبوی، عملِ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ، مذہبِ اہلِ بیتؓ و اہلِ سنّت کے بالکل مخالف ہے۔

مُنہ دھونا

وضو میں منہ دھونا فرض قطعی ہے۔ تین دفعہ، یا بقولِ شیعہ دو دفعہ، دھونا مسنون ہے۔ مُنہ کی سطح بیضوی یا گول ہوتی ہے۔ ناک آنکھ کی وجہ سے سطح ہموار نہیں ہے۔ لہٰذا دونوں ہاتھوں سے منہ پر پانی ڈالا اور ملا جائے تب منہ تر ہوگا۔ ورنہ شیعہ کے بقول صرف سیدھے ہاتھ سے دو یا تین دفعہ دھویا جائے تو اعضا تر ہونے کی بجائے خشک رہ جائیں گے۔ تجربہ شرط ہے۔ اگر تین سے زائد مرتبہ تکلف سے بار بار منہ دھویا جائے تو خلافِ سُنّت ہوگا۔ اگر سنّت کا عدد ملحوظ رکھا جائے تو فرض ادا نہ ہوا۔ اس لیے اہلِ سُنّت حسبِ ضرورت دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کر آہستہ سے مُنہ پر پانی ڈالتے ہیں۔ پھر منہ کو تسلی سے ملتے ہیں تاکہ سُنّت و فرض دونوں بکمال ادا ہو جائیں۔ اگر شیعہ دونوں ہاتھ مل کر دھوئیں، بازو دھوئیں دونوں سے سر اور پاؤں کا مسح کریں۔ بائیں ہاتھ کا استعمال مکروہ نہ ہو۔ مگر چہرہ دھوتے وقت کراہت یا عدمِ جواز کی نئی اُپج نکال لیں۔ یہ شریعت میں بے جا مداخلت اور ڈھکوسلہ سازی ہے۔ صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونے والی حدیثِ نبوی یہ صحیح نہیں ہے یا اتفاقی واقعہ ہے۔ آپ نے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کی ممانعت نہیں کی ہے۔ بلکہ دونوں ہاتھوں سے منہ کو دھویا ہے۔

ابوداؤد شریف ص ۱/۱۶ پر ہے حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ کو فرماتے ہیں۔ کیا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو کر کے نہ بتاؤں؟ پھر وضو کے دوران منہ دونوں ہاتھ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

دھویا ثم ادخل یدیہ فی الاناء جمیعاً فاخذ بہما حفنۃ من ماء فضرب بہ بہما علی وجہہ۔ (الحدیث) پھر دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے دونوں سے چلو بھرا اور منہ پر ڈالا۔

بازو کہنیوں سے انگلیوں تک دھونا

اپنا الگ تشخص و مذہب جتلانے کے لیے شیعہ نے یہ بھی تکلف فرمایا ہے کہ بازوؤں کو لٹکا کر کہنیوں سے انگلیوں کی سمت، کپڑے پر قیاس کر کے دھویا جائے۔ حالانکہ ہاتھ کا کہنیوں سے مڑنا اور اونچا نیچا ہونا ایک طبعی عمل ہے۔ دونوں طرح دھونا صحیح ہے۔ قیاس مذہب شیعہ میں درست ہی نہیں تو پھر قرآن و سنّت کے بغیر بلکہ برخلاف یہ پابندی کیوں لگائی جاتی ہے۔ ظاہر قرآن کے تحت ایدیکم الی المرافق۔ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ، پر عمل کیا جائے اور ماء مستعمل کہنیوں سے خود بخود نیچے گرے گا اور بازو کو نہیں پہنچے گا تو اس میں کیا خرابی ہے؟ لیکن شیعہ تو طعن یا علیحدہ پسندی کے ہیضہ کے مریض ہیں۔ خدا ان کو صحت دے۔ فتح الباری والے یہ نہیں کہ رہے کہ انگلیوں سے کہنیوں تک دھونا مکروہ یا ناجائز ہے۔

سر اور پاؤں کا مسح

سر کا مسح نص قطعی سے ثابت ہے ب وسکم کی بائے مصاحبت کی ہے اگر تبعیض کی ہو تو مطلق سر کا مسح کرنا چاہیئے۔ اب سنّت کی طرف رجوع ہوگا۔ آپؐ نے اکثر و بیشتر پورے سر کا مسح کیا ہے لہٰذا مسنون پورے سر کا مسح ہوا۔ ایک خبر مشہور کے ذریعے ثابت ہے کہ ایک دفعہ آپ نے صرف ناصیہ پر اکتفاء فرمایا۔ بیاناً للجواز تو ہم چوتھائی سر کے مسح کو فرض کہتے ہیں اور سارے کو مسنون۔ بحکم قرآنی وامسحوا پر دونوں صورتوں میں عمل ہو جاتا ہے اور بائے مصاحبت و تبعیض کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔ فرض قطعی کو اہتمام سے بجالانا چاہیئے۔ اس لیے مسح سر میں نیا پانی لینا افضل ہے گو پہلے سے تر ہاتھ سے بھی مسح کافی ہے۔ نیا پانی لینے پر شیعہ کا اعتراض کرنا بھی وہی ہیضے کی بیماری ہے۔

اور یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے کہ پاؤں کا دھونا ناجائز کہ کر مسح واجب بتایا جائے اور پھر

www.sirat-e-mustaqeem.com

"ہمارے ہاں اسی بقیہ تری سے دونوں پاؤں کا مسح ٹخنوں تک کیا جاتا ہے۔" (مشتاق) ہاتھوں کی نمی سے ترُفا دیا جائے۔ کہنیوں سے انگلیوں تک جب ہاتھوں کو نچوڑ لیا تھا معمولی بقیہ تری سے سر کا مسح ادا ہو گیا اب ہاتھوں پر سوائے نمی یا ٹھنڈک کے تری پانی کی مقدار ہی نہیں تو پاؤں کا فرض مسح کیسے ادا ہو گا۔ دراصل شیعہ مسائل ظلمات بعضہا فوق بعض اور اندھیر نگری کا مصداق ہیں۔

کانوں اور گردن کا مسح

شیعوں کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ یہ نہ ہی قرآن سے ثابت ہے نہ عملِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ لہٰذا ایسی بات جو کتاب و سنت میں موجود نہ ہو اس پر عمل ضروری نہیں ہے۔" کیا آپ نے سابق وضو میں مخالفِ اہلِ سنت باتیں قرآن و حدیث سے ثابت کی تھیں؟ اگر صرف کتاب و سنت ہی حجت ہیں تو سنی بنے رہتے امامیہ اور اثنا عشریہ بن کر تیسرا اصول و مذہب کیوں نکالا؟ کان سر کا حصہ ہیں، مرکزِ سماعت سر میں ہے لہٰذا کانوں کا مسح بھی قرآن کا تقاضا ہوا۔ گردن پر مسح ہمارے ہاں سنت سے ثابت ہے الگ الگ روایات گو ضعیف ہیں مگر مجموعہ درجہ حسن تک پہنچتا ہے اور فضائل اعمال میں، عقیدہ و اصول میں نہیں، اتنا ثبوت عمل کے لیے کافی ہے۔

(بحوالہ شرح نقایہ ص۹۔ فتح المغیث ص۱۲۰، مستدرک حاکم ص۷۹/۱۲)

گردن پر مسح طبی نقطہ نگاہ سے ہرگز مضر صحت نہیں نہ آج تک یہ سنا کہ کروڑوں میں سے کسی مسلمان کو گردن پر سردی مسح کی وجہ سے لگ گئی ہے۔ گلوبند کا استعمال مسح سے منع نہیں کرتا۔ لہٰذا مسح گردن سے جسمانی ضعف کے لاحق ہو جانے کا مشتاقی خطرہ نئی بدعت ہے۔

سردیوں میں پاؤں پھٹ جانے کے امکان میں یہ طبی مشورہ "کہ موسم سرما میں پاؤں کو لپیٹ کر سوؤ کہ سردی پاؤں سے چڑھتی ہے" بے موقع ہے، کیونکہ وہ محض پاؤں دھونے کو تری کی وجہ نہیں بتاتے۔ پھر حسبِ طبع گرم پانی مل جاتا ہے۔ موزوں کے مسح کی یہی علت و ضرورت شریعت نے بتائی ہے۔ طبی رائے تو مسح موزہ کی دلیل بن گئی۔ اپنی دلیل غصب ہو جانے پر اسے ماتم کرنا چاہیئے۔ اس کے برعکس موسم گرما زیادہ مدت ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر حصے گرم ہیں زیادہ تر لوگوں کے پاؤں گرمیوں میں جلتے ہیں۔ پاؤں دھونا گرمی دور کرنے کا مفت اور قدرتی علاج ہے جو وضو اور پنج وقت نماز کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

پاؤں نہ دھونے میں غیر مسلموں سے برابری کا دعوےٰ

شیعہ مؤلف اسلام کے بہترین شعار وضو

اور ذریعہ نظافت و طہارت کو بے قدر قرار دیتے ہوئے غیر مسلموں سے برابری کا دعویٰ کرتا ہے "کہ وہ بھی اُٹھ کر صرف ہاتھ منہ دھوتے ہیں۔ پاؤں نہیں دھوتے" تو "دھونے ایک عالمی محاورہ ہے" حالانکہ عبادت کے ساتھ ہاتھ منہ دھونے کے رواج کو تعلق نہیں ہے۔ عبادت کے لیے تو مستقل طہارت اور پاکیزگی کا نظام اللہ نے صرف مسلمانوں کو دیا ہے۔ یہ کیسی بیگانہ اور سفیہانہ حرکت ہے کہ اپنی اس فخریہ متاع کو استعمال کرنے کے بجائے غیر مسلموں کی نقالی پر فخر کیا جائے۔ وہ تو استنجا نہیں کرتے۔ سر پر مسح بھی نہیں کرتے۔ طہارتِ ثوب بھی ان کے ہاں لازمی نہیں۔ کیا مسلمان یہ سب چیزیں چھوڑ دیں؟ جب نور ایمان و سنّت سے کوئی محروم ہو تو کفار کا طریقہ اسے اچھا نظر آتا ہے۔

اذان و اقامت

اہلِ سنّت اسی اذان و اقامت کے قائل ہیں جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خود سکھائی ہے جو اللہ اکبر سے شروع ہو کر لا اِلٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے۔ (مسلم ص۱۶۵ ج ۱، ص۱۶۶) صبح کی اذان میں اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ "نماز نیند سے بہتر ہے" اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ "بے شک نماز کھڑی ہو چکی ہے" خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعلیم ہے۔ دیکھئے حضرت ابو محذورہؓ کو تعلیم اذان کے وقت آپؐ نے یہ بھی فرمایا: فان کان صلوٰۃ الصبح قلت الصلوٰۃ خیر من النوم (ابو داؤد ص۷۲ ج ۱، ص۳۷) جب صبح کی نماز کی اذان ہو تو کہے (دو مرتبہ) الصلوٰۃ خیر من النوم "نماز نیند سے بہتر ہے" مؤذن نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو الصلوٰۃ خیر من النوم کہہ کر جگایا۔ جیسے حضرت بلالؓ نے حضورؐ کو یہ کہہ کر جگایا تھا تو حضرت عمرؓ نے سنّتِ نبویؐ والی بات دہرا دی جیسے مطابق قرآن بات منہ سے نکل جاتی تھی۔ رافضی کا یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے حی علی خیر العمل سے روک دیا تھا "مسلم، کنز العمال، نیل الاوطار" ایک جھوٹ ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں ایسی کوئی روایت نہیں۔ البتہ قاضی شوکانی، جو خود زیدی مسلک کے ہیں۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کی تصحیح نقل کرنے کے بعد "حی علی خیر العمل" کی تردید اور جزو اذان کی نفی کرتے ہیں۔ "حدیث مرفوع میں حی علی خیر العمل کا ذکر

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہیں ہے۔ عترت اثبات کرتے ہیں کہ حی علی الفلاح کے بعد اس کا مقام ہے۔ مہدی نے بحر میں ایک قول امام شافعیؒ کا بتایا ہے مگر یہ کتب شافعیہ کے خلاف قول ہے ہم یہ بات کسی شافعی کتاب میں نہیں پاتے بل خلاف ما فی کتب اھل البیت۔ بلکہ کتبِ اہلِ بیتؓ (میں مذکور اذان) کے بھی خلاف ہے۔ انتصار میں ہے کہ فقہاء اربعہ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حی علی خیر العمل کے الفاظ اذان میں سے نہیں۔ امام عز الدین نے اس روایت کا انکار کیا ہے۔" پھر تابعین سے چند غیر مستند آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

واجاب الجمهور عن ادلة اثباته بان الاحاديث الواردة بذكر الفاظ الاذان فی الصحيحين وغيرهما من دواوين الحديث ليس فی شئی منها ما يدل علی ثبوت ذلك (نيل الاوطار ص ۴۲ ج ۲) "جمہور نے ان مثبت دلیلوں کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیحین وغیرہ تمام کتب احادیث کے دفاتر میں جس اذان کے الفاظ مروی ہیں کسی میں بھی ایسا جملہ نہیں ہے جو حی علی خیر العمل کے ثبوت پر دلالت کرے۔"

معلوم ہوا کہ یہ قول اہلِ بیتؓ سے منسوب کر کے شیعوں نے بنایا اور چالو کیا ہے۔ حی علی خیر العمل شیعوں کی اضافی بدعت اور اذان میں تحریف ہے جیسے بدعتی مشرک شیخی شیعوں کی صلوٰۃ وسلام بدعت ہے اور اب سُنّی کہلانے والے کچھ لوگوں نے بھی ان سے سیکھ لی ہے اور نجفی وہابی وغیر وہابی سب شیعوں کی اذان میں اشهد ان عليا امير المؤمنين... الخ کے اضافی کلمے خالص بدعت ہیں۔ یہ ایجاد کرنے والے فرقہ مفوضہ کے ملعون لوگ تھے جن کو شیعہ علماء نے کافر، مشرک اور لعنتی کہا ہے۔ شیعہ کی معتبر کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" ص ۱۸۸ ج ۱ باب الاذان سے ملاحظہ ہو۔ "دو مرتبہ بطور تقیہ صبح کی نماز میں حی علی خیر العمل کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جائے۔" اس کتاب کا مصنف (شیخ صدوق) کہتا ہے یہی اذان (مثل اہلِ سنّت) صحیح ہے اس میں کوئی کلمہ کم و بیش نہ کیا جائے۔ مفوضہ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے کچھ حدیثیں گھڑی ہیں اور اذان میں محمد و آل محمد خیر البریۃ دو مرتبہ بڑھایا ہے اور ان کی بعض روایات میں اشهد ان محمدا رسول الله کے بعد اشهد ان عليا ولی الله دو مرتبہ ہوتا ہے۔ بعض نے اسکے بعد

www.sirat-e-mustaqeem.com

اشھد ان علیا حقا مرتین بڑھایا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؓ اللہ کے دوست ہیں اور امیر المومنین ہیں اور حضرت محمدؐ اور آپ کی آل صلوٰت اللہ علیہم خیر البریہ ہیں لیکن یہ اصل اذان (نبویؐ) کے کلمات نہیں۔ میں نے یہ اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ اس زیادتی کرنے سے وہ لوگ پہچانے جائیں جو تفویض سے متہم ہیں اور چپکے سے ہم شیعوں میں گھس آئے ہیں۔"

مفوّضہ اور مشرک شیعہ کا تعارف

مفوضہ کے متعلق مشہور شیعہ عالم شیخ ابوجعفر محمد بن علی ابن بالویہ قمی الفقیہہ لکھتے ہیں:

اعتقادنا فی الغلاۃ والمفوضۃ انھم کفار باللہ جل اسمہ وانھم شر من الیھود والنصاری والمجوس واھل البدع والاھواء المضلۃ۔ (اعتقادیہ شیخ صدوق ص۸۱ مترجم اعجاز الحسن بدایونی)

غالیوں اور فرقہ مفوضہ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے منکر و کافر ہیں وہ یہودیوں، عیسائیوں، آگ پرستوں، بدعتیوں اور خواہش پرست تمام گمراہ فرقوں سے زیادہ برے ہیں۔

اعجاز الحسن بدایونی مترجم و محشی ان کے تعارف میں لکھتے ہیں:-

غالی وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خدا جانتے ہیں۔ (یعنی آپ کو عالم الغیب نور من نور اللہ، مختار کل، ہر جگہ موجود و حاضر ناظر، مشکل کشا، حاجت روا اور کارساز مان کر یا علی مدد کے نعرے لگاتے ہیں اور آج تمام شیخی شیعوں کا یہی عقیدہ ہے۔ مہر محمد)

فرقہ مفوضہ کا مذہب یہ ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی بن ابی طالب کو پیدا کیا پھر وہ بیکار ہو گیا اور اس نے تمام دنیا کا انتظام انہی دونوں بزرگوں کے سپرد کر دیا ہے انہی دونوں بزرگواروں نے سارے عالم کو پیدا کیا ہے اور یہی دونوں پالتے ہیں اور یہی دونوں رزق دیتے ہیں۔ (اور مصائب وغیرہ ٹالتے اور امداد کرتے ہیں۔) خدا کو کچھ بھی غرض و مطلب نہیں ہے۔ (حاشیہ ص۱۷۷)

ہمارے مخاطب مشاق رافضی اور شیخی العقیدہ تمام شیعوں کے یہی تفویضی اور غالیانہ عقائد ہیں۔ وہابی شیعہ علامہ محمد حسین ڈھکو نے اپنی کتاب "عقائد الشیعہ" میں ان لوگوں کا رد کر کے موجودہ اکثر شیعوں کو کافر و مشرک بتایا ہے۔

تعجب ہے کہ یہ مشرک لوگ صلوٰۃ و سلام اور جعلی کلمات کے ذریعے اذان کے شعار اسلام

www.sirat-e-mustaqeem.com

کو بدل دیں۔ اکابر علمائ ان پر لعنتیں کریں مگر شیعہ اس جعلی اذان کو اپنالیں۔ جس کا ثبوت عہدِ نبوت یا عہدِ ائمہ تو کجا شیعہ کی کسی کتاب میں نہیں اور الصلوٰۃ خیر من النوم والا جملہ نبوی جو بعض صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ سے اتنی چڑ دکھائیں کہ تمام مسلمانوں اور ان کے امام عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوستے رہیں؟۔ جب اظہر من الشمس ہوگیا کہ اہلِ سنّت کی اذان ہی سُنّتِ نبوی اور شعار اسلام ہے۔ شیعہ کی رواجی اذان بدعت اور محرف شدہ ہے۔

مشتاق اپنے جال میں گرفتار

اب مشتاق نے یہاں جو اعتراضات حضرت عمرؓ اور مسلمانوں پر کیے ان کی زد میں وہ خود آ گئے۔ تماشہ ملاحظہ ہو:

۱۔ جب دین مکمل ہے اور اس میں حضورؐ کے بعد کسی کو ردّ و بدل کرنے کا اختیار نہیں ہے تو پھر ایک امتی کے ایسے حکم کو کس طرح قابل عمل سمجھا جاسکتا ہے جو بالکل ظاہری سنّت کو تبدیل کرنے کا ارتکاب کر رہا ہے۔ (فروع دین ص۲۱)

۲۔ جب آپ دین کو الہامی مانتے ہیں۔ مذہب کی بنیاد وحی قرار دیتے ہیں تو پھر اس تحریف کو جو ایک غیر معصوم و غیر منصوص انسان کے حکم سے کی گئی آج تک کیوں تسلیم کیا جارہا ہے۔ (ص۲۱)

۳۔ تقاضائے ایمان یہی ہے کہ آپؐ کی سنّت کے خلاف کسی بھی بزرگ کے عمل کو واجب الاطاعت نہ سمجھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امّت کو مکمل دین عطا فرمایا ہے لہٰذا اس میں کمی بیشی کرنا یا ایسی کمی بیشی قبول کرلینا دراصل خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرنا ہے۔ (ص۲۳)

۴۔ لیکن جو شخص دین اسلام کا شارع سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی تسلیم کرتا ہے وہ یہ کس طرح کرسکتا ہے کہ حکمِ رسولؐ کے خلاف کسی غیر رسُول کا حکم مانے خواہ اس کا مرتبہ کیسا ہی کیوں نہ ہو؟ لہٰذا شیعوں کی اذان بمطابق سنّتِ پیغمبرؐ ہے اور غیر شیعوں کی اذان محرف و خلافِ سنّتِ رسُولؐ ہے۔ (ص۲۴)

تبصرہ: یہ کس قدر چوری اور سینہ زوری ہے کہ اذان کی سنت کو خود محرف و متغیر کردیں۔ جعلی صلوٰۃ و سلام اور شہادت ولایت امیرالمومنین کے پیوند لگائیں مگر مطعون حضرت عمر فاروقؓ اور مسلمانوں کو کریں۔ دراصل شیعہ سرکار رسالت مآبؐ کو شارع اور خاتم النبیین معصوم و منصوص پیغمبر نہیں مانتے۔ تبھی تو وہ حضورؐ کے ہم مثل اور ہم رتبہ بارہ منصوص،

www.sirat-e-mustaqeem.com

معصوم، ہادی، صاحب وحی و امّت اور واجب الاطاعت خدا کے فرستادہ مانتے ہیں۔ ان کو یحللون ما یشاءون و یحرمون ما یشاءون (کافی) کا عہدہ دیتے ہیں۔ (جبکہ اہلِ اسلام کے ہاں حق حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل نہیں ہے) کہ وہ حسبِ مرضی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے رہتے ہیں۔ اگر شیعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکمل دین دینے والا مانتے ہیں تو بارہ اماموں کا انکار کریں اور ان کے خلافِ سنت اعمال و احکام کو واجب الاطاعت ہرگز نہ جانیں کیونکہ انھوں نے بقول شیعہ ساری عمر تقیہ کر کے دین نبوی کو چھپایا اور اپنی مصلحتوں سے خلافِ شرعِ نبوی احکام دیتے رہے کہ ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

جب مذہب کی بنیاد وحی الٰہی ہے اور حضورؐ کے بعد کسی کو ردّ و بدل کرنے کا اختیار نہیں ہے تو بارہ انسانوں کو اپنی عقیدت و خوش گمانی سے معصوم و منصوص کہ کر نبیؐ کی تعلیم کردہ شریعت میں تحریف اور ردّ و بدل کرانا اور امامیہ اثنا عشریہ مذہب کی بنیاد رکھوانا کیسے درست ہے جس میں رسول اللہ کی سنّت، سالمیتِ قرآن، صحابہ کرامؓ، امہات المومنینؓ، اہلِ بیتؓ نبویؐ، بنات طاہراتؓ نظام اسلام، فتوحاتِ اسلام، رسول اللہ کے تیار کردہ مثالی اسلامی معاشرہ ایک ایک چیز کا صاف انکار ہے بلکہ خمینی جیسے سفاک کہتے ہیں کہ جملہ انبیاء اور ہمارے پیغمبر بھی عدل و انصاف کی حکمرانی کرنے آئے تھے مگر وہ مکمل طور پر کامیاب نہ ہوئے۔ یہ کام صرف آنے والے قائم زمان امام مہدی کریں گے۔ معاذاللہ! (خلاصہ تقریر نیمہ شعبان ۱۴۰۰ھ مطبوعہ خانہ فرہنگ ایران ملتان) جو گروہ خاتم النبیین پیغمبرؐ کو کامیاب نہیں کہتا ان کے دستِ ہدایت پر ۱۰۔۱۵ آدمی بھی مومن و مسلمان نہیں مانتا، کیا وہ رسولِ خدا کا منکر دین کا محرف، قرآن کا مکذب اور خارج از ایمان و اسلام نہیں ہے؟

نماز دست بستہ

جب ہم شیعوں کا کوئی عقیدہ و عمل بنظر غور جانچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسے عقل تو رہی ایک طرف نقل کی بھی تائید حاصل نہیں۔ چونکہ ان میں ضد اور ہٹ دھرمی زیادہ ہے تو رسولِ خدا کی شریعتِ اسلامیہ سے منہ موڑ کر اپنے ڈھکوسلوں کے پیروکار ہیں۔ کس قدر باعث شرم ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۲۳ برس امّت کو نماز پڑھائی، ہر روز یہ عمل دوہرایا، امّت نے حضورؐ کا ہاتھ باندھنا روایت کیا لیکن شیعوں نے اسلام و نماز کے ان عینی گواہوں کو رد کر کے، نماز میں بھی جھگڑا کھڑا کر دیا کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

آپ نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی ہوگی" کیونکہ ہاتھ کھولے رہنا انسانی فطرت ہے۔ اسلام فطری جذبات کو پائمال نہیں کرتا۔" (فروع دین ص۲۶)

ان عقل سے بے بہرہ لوگوں کو یہ شعور بھی نہیں کہ عبادت اور عادت میں فرق ہوتا ہے۔ عادت میں آزادی ہے عبادت میں خاص شکل اور وضع کی پابندی ہے۔ عبادت عبد کا فعل ہے عبد کا فرض منصبی عبدیت پابندی اور تابعداری ہے۔ نماز جب سب سے اعلیٰ عبادت ہے تو اس کے لیے پابندیاں سب سے زیادہ ہیں۔ روزے میں کھانے پینے کی پابندی ہے۔ یہاں حرکت وسکون پر بھی پابندی ہے۔ ارسال یدین آزادی اور عام عادت کی نشانی ہے، اور ہاتھ باندھنا، عبدیت اور عبادت کی علامت ہے۔ مالک کے سامنے دست بستہ غلام قابل مدح ہے۔ والدین کے سامنے دست بستہ حاضری سعادت ہے تو احکم الحاکمین کے دربار پُرجلال میں ارسال ایک گونہ بے ادبی ہے اور ہاتھ باندھنا اصل تعظیم اور کمال ادب ہے۔

وضع یدین پر یہ عقلی دلیل ہے۔ نقلی دلیل سائل کی طلب کے مطابق توثیق شدہ نو (۹) احادیث صحاح ستہ سے "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں راقم نے پیش کردی ہیں اور شیعوں سے صرف پانچ مانگی تھیں جو پانچ سال میں کوئی پنج تنی پیش نہ کر سکا۔ اب صرف ایک صحیح حدیث نبویؐ کا چیلنج ہے کہ اپنی صحاح اربعہ سے صرف ایک حدیث نبوی دکھادیں جس کے راوی جرح سے محفوظ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی یا مسلمانوں کو اس کی تعلیم دی تھی۔ مشتاقِ دنیا تو کجا، عشرہ محرم میں خونِ حسینؓ کی تجارت کرنے والے لکھ پتی "خطباء آلِ رسولؐ" بھی انشاء اللہ عاجز ہوں گے۔ نماز دست بستہ کی سنّتِ نبویؐ کو سب صحابہؓ و اہلِ سنّت نے روایت کیا شیعوں نے اسے نہ مانا، نہ خود روایت کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا یہی سنّت رسولؐ ہے۔ (مشکوٰۃ) اسے بھی تسلیم نہ کیا، دروغ سے متہم راویوں نے ایک روایت جعفر صادقؒ کے ذمے لگادی کہ انھوں نے اپنے نانا و دادا کے خلاف ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی تو شیعہ نے اسے اپنالیا۔ کیا جعفریوں کی یہ کارروائی ان کو امتِ رسولؐ سے خارج نہیں کردیتی؟

نمازِ رسولؐ کی ابتدا ثناء اور سورت فاتحہ سے ہوتی تھی۔ اختتام سلام پر، جس سے شیعہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

محروم ہیں۔ اُس وقت تعلیم کے طور پر بعد از سلام حاضرین مسجد سے اللہ اکبر کی بلند آواز اُٹھتی جس سے پتہ چلتا کہ نماز ختم ہو گئی ہے۔ صحیح بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ میں یہی بات لکھی ہے۔ جس سے شیعہ اپنے انکار اسلام کا حوالہ دے رہے ہیں۔

جہر بسم اللہ

پر بحث "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں ہو چکی ہے۔ اہلِ سنت میں سے شوافع و حنابلہ کی دلیل یہی حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث ہے۔ (نووی وغیرہ دیکھیں) جب کہ احناف اور مالکیہ حضرت انسؓ کی حدیث مشہور سے استدلال کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ سب الحمد للہ سے قرائت شروع کرتے تھے۔

شیعوں کو جہر بسم اللہ پر اپنی کتب سے دلیل لانی چاہیے۔ اہلِ سنت کی احادیث میں ٹانگ اڑانے کی حاجت نہیں۔ کتب شیعہ بھی اخفار بسم اللہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ مثلاً الاستبصار ص ۳۱۲ ج ۱ پر ہے: امام جعفرؒ سے پوچھا گیا جو شخص امامت کرائے اور الحمد سے شروع کرے بسم اللہ نہ پڑھے (تو کیا نماز ہو جائے گی) فرمایا لا یضرہ ولا بأس بذلک۔ کہ اس کی نماز میں کوئی نقصان نہیں نہ کوئی حرج ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص جہر بسم اللہ پسند نہ کرنے والوں کو نماز پڑھائے تو کیا کرے فقال لا یجھر وہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھے اور تیسری روایت کے مطابق امام جعفرؒ نے خود بھی بسم اللہ نہ پڑھی۔

آمین

سورت فاتحہ دُعا ہے۔ آمین میں قبولیتِ دعا کی درخواست ہے۔ "اے اللہ یہ دُعا قبول فرما۔" یہ بدعت نہیں۔ سنتِ رسولؐ ہے۔ اہلِ سنت کی مندرجہ ذیل کتب دیکھیے۔ بخاری شریف ص ۱۰۸ ج ۱ پر باب فضل التامین ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص آمین کہے تو فرشتے آسمانوں میں آمین کہتے ہیں۔ اگر ایک کی آمین دوسری سے موافق ہو جائے تو نمازی کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مسلم وغیرہ صحاح میں ہے۔ الاستبصار ص ۳۱۸ ج ۱ کی ایک روایت یہ ہے۔ امام جعفرؒ نے فرمایا آمین کیا اچھی بات ہے۔ پست آواز سے کہا کر۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دعاء فاتحہ کے بعد آمین کہنا تو منقول و معقول لیکن الحمد للہ رب العٰلمین کہنا غیر منقول و معقول ہے کیونکہ یہ کلمۂ شکر خاتمہ کفار کے موقع پر قرآن نے کہا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین ۔ طلب ہدایت کی دعا پر نہیں کہا ہے ۔ اسی طرح دعاء قنوت وتر میں ہو یا دیگر عام نمازوں میں اکثر اہل سنّت اس پر عمل کرتے ہیں اور کئی رفع یدین بھی کرتے ہیں ۔ کئی رفع یدین منسوخ جانتے ہیں ۔ کتب اہل سنّت میں ان مسائل پر طویل ابحاث ہیں ۔ طرفین کے دلائل اور ہر ایک کے دوسرے پر تبصرے موجود ہیں ۔ اس رسالہ میں ان کی نقل غیر ضروری ہے ۔ اگر کوئی سنی ان روایات پر عمل نہ کرتا اور اتفاقاً شیعہ کا عمل ان کے مطابق ہوتا تو ان کا حوالہ شیعہ کو زیب بھی دیتا ۔ اب جب روایات متعارضہ میں اہل سنّت کا عمل بھی مختلف ہے ۔ شیعہ کسی کے خلاف ہیں ، کسی کے موافق اور کبھی دونوں کے مخالف ہیں ۔ شیعوں کا ان مسائل میں خواہ مخواہ فریق بن کر کسی نہ کسی اہل سنّت کے فقہی مسلک پر اعتراض کرنا ایک غباوت و شرارت ہے جو کسی دانش مند اور شریف آدمی کا شیوہ نہیں ہے شیعوں میں اگر جرأت ہے تو اپنی کتب سے صحیح اسانید کے ساتھ یہ مسائل ثابت کیا کریں ۔ لیکن ان کو پتہ ہے وہاں تبرّوں اور گھاس کے تنکوں کے سوا کچھ نہیں تو دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد کے تحت اہل سنّت کے ایک گروہ کے ساتھ ہو کر دوسرے پر غصّہ نکالتے ہیں ۔

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کا رافضی نے اہل سنّت کو طعنہ دیا ہے اور ایک صفحہ فضولیات سے اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کر دیا ہے حالانکہ اس جعلی مؤلف کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تمام اہل سنّت اور تمام شیعہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں ۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اس متفق بات کو اختلافی بنا کر پیش کرنا اور سخن سازی کرنا بددیانتی کے علاوہ جاہلانہ کام ہے ۔ امام نووی شرح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ پر لکھتے ہیں : اجمعت الامۃ علی استحباب رفع الیدین عند تکبیرۃ الاحرام واختلفوا فیما سواھا ۔ تحریمہ کے وقت رفع یدین کو تمام امت مستحب کہتی ہے اس کے سوا میں اختلاف ہے ۔ نماز کے اندر رکوع میں آتے جاتے ہم رفع یدین نہیں کرتے کہ وہ منسوخ ہو چکا ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ کی صحیح احادیث شاہد ہیں ۔ دیکھئے صحیح ابو عوانہ ص ۹۰ ج ۲ ، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۷ ج ۱ ، الطحاوی ص ۱۱۰ ج ۱ ، باسناد صحیح از ابن عمرؓ و نسائی ص ۱۲۳-۱۱۷ ج ۱ ، ترمذی ص ۳۵ ج ۱ ، ابو داؤد ص ۱۰۹ ج ۱ ، مسند احمد ص ۴۴۲ ج ۱ ، از ابن

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسوخ۔ (افادات مولانا محمد سرفراز خاں صفدر) ۔نیز آپ نے منع فرما دیا تھا۔

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا	کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایسے ہاتھ اٹھاتے دیکھتا
اذناب خیل شمس اسکنوا فی	ہوں جیسے بدکے ہوئے گھوڑے دُمیں ہلاتے
الصّلوٰۃ۔ (مسلم ج۱ ص۱۸۱، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۳، نسائی ج۱ ص۱۳۳)	ہیں۔ نماز میں ساکن رہو۔ (ہاتھ نہ ہلاؤ)

یہ عام الفاظ ہر قسم کے رفع یدین کی نفی کرتے ہیں خصوصاً جس روایت میں عند السلام کی قید ہے اس سے شیعوں والا تین مرتبہ رفع یدین منسوخ ہو گیا۔ تو ہمارے نہ کرنے پر صریح فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل موجود ہے۔

عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ نماز میں مکمل سکون اور خضوع چاہیئے۔ رفع یدین نہ کرنا اس کے موافق ہے اور قرآن کا بھی حکم ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ (بقرہ)	اللہ کے سامنے انتہائی عاجزی اور سکون سے کھڑے رہو۔

دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

اہل سنت وجماعت اور احناف کا موقف یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	بے شک نماز مومنوں پر اپنے وقت میں
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (النساء)	فرض ہے۔

پانچ نمازیں الگ الگ اوقات میں فرض ہیں۔ متعدد آیات کو جمع کرنے سے پانچ نمازوں کا ثبوت فراہم ہوتا ہے:

۱۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ	اللہ کی پاکی بیان کرو جب شام کرتے ہو اور
حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ	جب صبح کرتے ہو اور اسی کی تعریف آسمانوں اور
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ	زمین میں ہے اور عشاء کے وقت بھی اور جب
حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ (روم ع ۲ پ ۲۱)	تم ظہر کرتے ہو۔

یہاں چار نمازوں کا صراحۃً ذکر ہے۔ صبح، شام (مغرب)، عشاء اور ظہر صرف عصر کی صراحت نہیں۔

۲۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ	طلوع شمس سے پہلے (صبح) اور غروب شمس

www.sirat-e-mustaqeem.com

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔ سے پہلے (عصر) خدا کی تعریف اور پاکی بیان
(سورۃ ق پ ۲۶ ع ۱۷) کریں۔

۳۔ عصر کی صراحت باتفاق مفسرین سنّی و شیعہ اس آیت میں بھی ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ نمازوں کی پابندی کرو خصوصًا درمیانی (عصر کی)
الْوُسْطٰى۔ (بقرہ ع ۳۰) نماز کی۔

صبح اور ظہر کی نمازیں دن کی ہیں اور مغرب و عشاء رات کی ہیں۔ درمیانی عصر ہے جو نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ ہمارے ہاں جن روایات میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا، مرض، بارش اور سفر کی وجہ سے کبھی جمع کرنا مذکور ہے تو وہ صرف جمع صوری اور جمع فعلی ہے نہ کہ جمع حقیقی اور وقتی کیونکہ بخاری ج ۱ ص ۲۳۵ اور مسلم ج ۱ ص ۲۴۶ پر ہے کہ آپ نے عرفات کے سوا کبھی نماز بلا وقت نہیں پڑھی تو سنّت اور عام قانون وہی قرآنی حکم ہے کہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔ تمام مسلمان اپنے اپنے وقت پڑھنا افضل کہتے ہیں۔ شیعہ کے متعلق مشاق لکھتا ہے: اور اکثر شیعہ لوگ جمع بین الصلوٰتین کے عامل ہیں۔ حالانکہ ان کے مذہب میں الگ الگ پڑھنا افضل بھی ہے۔ (فروعِ دین ص ۳۴) جب بالاتفاق اپنے اپنے وقت میں پڑھنی افضل ہیں تو قرآنی حکم اور ۹۹ جز حضورؐ کی سنّت اور عمل یہی ہے تو حنفیہ نے اسے قانونِ کلّی قرار دے کر کوئی جرم نہیں کیا کہ شیعہ لوگ ان کو کاٹنے کے لیے زنجیر تڑائیں ایک فیصد موہوم۔ خلافِ قرآن ہونے کی وجہ سے واجب التاویل۔ سنّت کی حفاظت کا دعوٰی کرنا اور دو دو اکٹھی نمازوں کا معمول بنا لینا۔ ایک دھوکا اور فراڈ ہے۔ اتباعِ سنّت ہرگز نہیں ہے۔ یہ سنّت کے نام سے بھی شیعہ بدکتے ہیں اس پر عمل کیسے؟ اصل میں تن آسانی اور شارٹ کٹ نام کا اسلام مطلوب ہے۔ کسی نہ کسی بہانے اس کے لیے یہ جعلی استدلالی کوششیں اور کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔

خاک کی ٹکیہ پر سجدہ

شیعہ مذہب کا بھی رنگ نرالا ہے۔ نماز کی پابندی کا خاص اہتمام نہیں ہے۔ امام باڑے آباد اور مسجدیں اُجاڑ اور مقفل ہم نے خود دیکھی ہیں جس نے کبھی پڑھی تو دو دو جمع کرلیں۔ شرک چونکہ اس مذہب کے عقیدہ، عمل اور گھٹی میں ہے۔ اس لیے نماز جیسے افضل الاعمال کو بھی اس گندگی سے ملوّث کر دیا۔ خاکِ کربلا

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی ایک تعظیماً ٹکیہ بنا رکھی ہے اس پر سجدہ ہی نہیں کرتے بحالتِ سجدہ آنکھیں و رخسار اس پر ملتے، پھر اسے اٹھا کر بار بار چومتے اور تسبیح کے ساتھ جیب میں ڈال لیتے ہیں۔ خدا کی عبادت تو خاص افعال ہیں، خدا کی تعظیم اور اپنی پستی و عاجزی نمازی کے بدن سے ظاہر ہونی چاہیئے۔

مگر حضرت امام حسینؓ کی نسبت و تعظیم سے اس فرضی مٹی کی بنی ہوئی ٹکیہ کی اس قدر تعظیم اور بوس و چاٹ اور عبدیت کی پیشانی صرف اس پر ٹیک کر تسکین و لذت پانا کچھ اور ہی باور کراتا ہے اور وہ "دال میں کالا کالا" بلکہ ساری دال ہی کالی ہے اور یہ شرک ہی ہے۔

مشرکین، اپنے معظم بزرگوں، سرکاروں، دیوتاؤں کی شکل پر یادگاری بُت بنا کر ان کی بھی تعظیم و عبادت کرتے ہیں۔ اور اسے خدا کے تقرب کا ذریعہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى .... الى ..... اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔ (سورة زمر پ ۲۳)

ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے (بطورِ وسیلہ) کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے .... یقیناً اللہ جھوٹے اور بڑے منکر کو ہدایت نہیں دیتا۔

مافوق الاسباب توسل شرک کی جڑ ہے۔

شیعہ دعویٰ اسلام کی وجہ سے بُت بنانے کی جُرأت تو نہ کر سکے ..... گو خاص گھروں میں اور خصوصاً ایران میں عام گھروں میں اہلِ بیتؓ کے نام کی تصاویر اور بُت بنے ہوئے ملتے ہیں۔ لیکن حضرت علیؓ و حسینؓ کی نسبت و تعظیم سے کربلا و نجف کی یادگار ٹکیاں بنالی ہیں۔ تعزیئے عَلَم، تابوت، ضریح، شبیہ ذوالجناح جیسی عقیدت سے خود بنائی ہوئی بخیال خویش معظم چیزوں نے بتوں کی جگہ لے لی ہے۔ آج شیعی معاشرہ بلا مبالغہ سو فیصد وہ تمام تعظیمی امور ان چیزوں کے ساتھ بجالاتا ہے۔ جو مشرکین بتوں کے ساتھ بجالاتے تھے اور خدا و رسولؐ نے اسی کو شرک اکبر کہا تھا۔ بظاہر سجدہ کی جرأت نہ تھی لیکن شیطان نے اپنی تسویل اور کارستانی سے شیعوں کا یہ مسئلہ حل کر دیا کہ خاکِ کربلا و نجف کے نام سے ٹکیہ کو "سجدہ گاہ" بنالو۔ تقرب علی و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے اس تعظیمی فعل و عبادت کو میں خدا تک پہنچا دوں گا۔ رحمٰن بھی راضی ہو جائے گا میں بھی خوش ہو جاؤں گا۔ ؎ رند کے رند رہے، جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

شیعہ دوست کہا کرتے ہیں کہ رفع یدین اس لیے جاری ہوا کہ قوم کی بغل میں بت تھے وہ گرا دیئے گئے اور یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ لیکن شیعوں کا یہ امامیہ بت۔ ٹکیہ یا سجدہ گاہ ہے یا جیب میں بوسہ گاہ ہے کسی لمحے اپنے بچاری سے جدا نہیں ہو پاتا۔ شیعوں سے جب اس کی بات ہو تو بظاہر بڑے معصومانہ انداز میں کہتے ہیں "ہم بشر خاکی ہیں خاک پر سجدہ زیادہ افضل ہے" اگر یہی بات ہے تو ہم نے کبھی تمہیں منع نہیں کیا کہ سادہ پاک زمین پر سجدہ نہ کرو۔ پھر خاک کربلا کی کیا خصوصیت؟ گھاس والی جگہ اور فرش بھی تو مٹی کی جنس ہیں۔ ان پر نماز و سجدہ کرلو۔ مختلف گھاسوں کی چٹائیاں اور سوتی جائے نمازیں اور دریاں بھی مٹی کی پیداوار سے بنائی گئی ہیں ان پر نماز پڑھ لو۔ لیکن شیعوں کا عام مٹی اور اس کی ان پیداواری اشیاء پر سجدہ کرنے سے اعراض کرنا اور صرف حضرت علیؓ و حسینؓ کی جبین نیاز کی طرف منسوب خیالی مٹی کو ہی سجدہ گاہ بنالینا اور مذکورہ بالا تمام تعظیمی امور بجالانا در اصل اسی مٹی کی معظم ٹکیہ کی پرستش ہے..... ہمارا دعویٰ ہے کہ فقہ شیعہ جعفریہ میں ایسی ٹکیہ سجدہ گاہ بنالینے کی کوئی تعلیم اور مذہب کا مسئلہ نہیں ہے۔ الاستبصار سے چند ابواب ملاحظہ فرمائیں۔ اونچی جگہ پر سجدے کا بیان، روئی اور کپڑے پر سجدے کا بیان، کتابت شدہ کاغذ پر سجدے کا بیان ہے۔ برف پر اور کسی ایسی چیز پر سجدے سے روکا گیا ہے جس پر باقی بدن نہ ہو (تو مٹی والی ٹکیہ پر سجدہ منع ہوا) لیکن ٹکیہ پر سجدہ کا کہیں حکم نہیں ہے۔ چونکہ موجودہ شیعہ جعفری نہیں بلکہ مختاری، تفویضی اور غالی ہیں اور یہ لوگ اعلانیہ ائمہ کو خدا، خالق، مالک، رازق، مشکل کشا اور فریادرس مانتے تھے ٹکیہ کی پرستش بھی انھوں نے چالو کی تھی۔ اس لیے سب شیعہ اپنے ائمہ کو جھٹلا کر اندھی تقلید میں شرک پر شرک کرتے جارہے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

بخاری شریف میں خمرہ سے مراد چٹائی ہے۔ شیعوں کی ٹکیہ نہیں۔ طاہر فتنی کا حوالہ غلط ہے کیونکہ امام لغت ابو عبیدہ قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ یہ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی چٹائی ہے۔ جوہری کہتے ہیں یہ وہ مصلّٰی ہے جو کھجور کے پتوں اور دھاگوں سے بنا ہوتا ہے۔ صاحبِ مشارق کہتے ہیں یہ چھوٹی سی چٹائی کی طرح ایک جائے نماز و سجدہ ہے اور نہایہ میں بھی یہی لکھا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابوداؤد کی یہ روایت اسی کی مؤید ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ چوہے نے چراغ کی بتی اس پر لا ڈالی اور یہ کچھ جل گئی۔ (حاشیہ ابوداؤد ص ۹۶/۱ ج) ۔الاستبصار میں بھی خمرہ کا معنی چٹائی کیا گیا ہے۔ ص ۳۲۵/۱ ج ۔

نماز تراویح

مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے افضل ترین ماہ رمضان نزول اور عبادت کے لیے عنایت فرمایا جس میں نفل فرض کے برابر اور فرض ۷۰ فرضوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ خدا نے قرآن کریم اسی ماہ اور اسی کی شب قدر میں جو ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی افضل ہے اتارا ہے۔ مہمان کا استقبال ہوتا ہے اور خوب خدمت و ضیافت کی جاتی ہے اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول قرآن کے اس مہینہ میں تلاوت قرآن زیادہ کرتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے حافظوں کی طرح دور کرتے، تکمیل قرآن کے آخری سال کے رمضان میں آپؐ نے دو مرتبہ دور فرمایا اور رات کو قیام رمضان کی نماز اور اس میں قرآن سنانے کا اہتمام فرمایا، جس کا نام صحابہؓ میں تراویح اس لیے مشہور ہوا کہ ہر چار رکعات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پنکھے جھل کر گرمی دور کرتے اور آرام کرتے تھے۔ بیس رکعتوں میں ایسے پانچ ترویحے ہوئے۔ کسی چیز کا نام معرضِ وجود میں آنے کے بعد رکھا جاتا ہے۔ پنکھے جھلنے اور آرام کرنے کی مناسبت سے اس کا عرفی نام تراویح مشہور ہوا۔ ورنہ اصل نام قیام شہر رمضان ہے جو خود حضورؐ نے یہ عبادت جاری کر کے تجویز فرمایا۔

من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔ (بخاری و مسلم)

جس نے ایمان اور طلب ثواب کے لیے قیام رمضان کیا تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

آپ نے یہ نماز باجماعت صرف تین دن پڑھائی (اور ایک قرآن شریف ختم کیا۔ تبھی تو تمام علماء ایک ختم قرآن کو سنتِ نبویؐ کہتے اور اس پر عامل ہیں۔) خاتمے پر سحری ختم ہونے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ چونکہ حضرات صحابہ کرامؓ نے اس نماز کے لیے غیر معمولی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور مسجد بھر جاتی تھی۔ آپ نے عمداً خود پڑھانی چھوڑ دی مبادا حکم آجائے تو یہ فرض ہو جائے تو اُمت پر شفقت کے لیے آپؐ نے اسے سنت رہنے دیا اور فرمایا: لوگو! یہ نماز اپنے گھروں (اور مسجدوں میں) پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ) عہدِ صدیقی اور شروع عہدِ فاروقی میں یہی انفرادی حیثیت

www.sirat-e-mustaqeem.com

رہی اور لوگ الگ الگ جماعتوں کے ساتھ مسجدوں اور گھروں میں پڑھتے تھے۔

ملہم من اللہ فاروقِ اعظمؓ نے اصل بڑی جماعت تراویح کی سنّت بھی دیکھی اور فرضیت کے اندیشے سے عارضی حکم کے تحت چھوٹی جماعتیں بھی ملاحظہ کیں۔ اب وحی بند ہو چکی تھی۔ لہٰذا وہی سابق مسجد میں بڑی جماعت کرانے کا حکم دے دیا اور دو قاری مقرر فرما دیئے جو دس دس رکعتیں مسلمانوں کو پڑھا دیتے تھے۔ (موطا امام مالک)۔ تمام حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اتفاق و اجماع رہا، کسی نے کبھی بعد میں بھی اس کی خلاف ورزی نہ کی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیں۔ اللہ عمرؓ کی قبر روشن فرمائے جس نے ہماری مساجد روشن کیں۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۱۰۷) اپنی چوتھی خلافت میں خود مختار تھے لیکن بیس تراویح خود ہی پڑھائیں اور ممانعت نہیں کی سب لوگ بیس ہی پڑھتے رہے۔ (ترمذی، مجالس المومنین، نیل الاوطار ص۵۳ ج۳) اور تمام شرق و غرب کا عالمِ اسلام تا ہنوز ــــ اس پر عامل ہے اور ایک صدی سے برصغیر کے چند غیر مقلدوں کے سوا ۔ ۲۰ رکعات تراویح ہی پڑھتا چلا آ رہا ہے۔

یہودیت کی پیداوار فرقہ شیعہ کو چونکہ سنتِ رسولؐ، عملِ صحابہؓ، فرمانِ مرتضویؓ ہر چیز سے علانیہ بیر و دشمنی ہے اس لیے انھوں نے تراویح کو بھی تختۂ اعتراض بنایا۔ بقول مشتاق "شیعہ اس جسمانی ورزش سے محروم رہتے ہیں" آپ تلاوتِ قرآن اور قیام رمضان کی اس عظیم عبادت سے محروم رہیں" انگریز کی اتباع میں بے شک ترکِ اسلام" کر دیں۔ آپ کو رمضان اور غیر رمضان میں تبرے، ماتم، سینہ کوبی، حسیناؤں سے متعہ و ہم آغوشی، سیزنِ محرم میں دولت کے ڈھیر، آوارہ گردی، موسیقاری، مرثیہ خوانی اور مسلمانوں کے خلاف جاسوسی جیسے۔ فاسق ذاکروں کے سکھائے ہوئے اعمال مبارک ہوں۔ ہمیں قرآن کی تلاوت، سماعت، نماز تراویح قرآن کا حفظ (ناظرہ اور قرأت سے پڑھنا پھر اس پر عمل مبارک ہو ہم تو اس خدائی تقسیم پر خوش ہیں۔ بقولِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

رضینا قسمۃ الجبار فینا　　لنا علم وللجہال مال

اس کام پر ہمیں ملاؤں کے سردار مولانا حضرت رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے لگا دیا ہے۔ اسے ہم کبھی نہیں چھوڑ سکتے ۔ اس تقریر سے دشمن اسلام و قرآن مشاقِ دنیا کی ژاژ خائی کا جواب ہو گیا جو اس نے تین صفحے پر کی ہے :

بخاری شریف کی روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹھ رکعت نماز تہجد کا ذکر فرمایا۔ غیر رمضان کا لفظ اس کا قرینہ ہے لیکن مشاقِ دُنیا نے باب قیام رمضان کی صراحت چھوڑ کر غیر مقلدوں کیطرح روایتِ عائشہؓ سے تراویح کا انکار نکال دیا۔ حضرت عمرؓ نے ایک جماعت سنّت نبویؐ کو ہی جاری فرمایا اور اس سے چند سال پہلے جو چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہوتی تھیں یا انفراداً مسلمان پڑھتے تھے اس کی بہ نسبت اسے لغوی بدعت اور نئی چیز فرمایا۔ ورنہ دراصل یہ وہی مسنون نماز ہے جو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چالو فرمائی تھی۔ کچھ مؤرخین کا اسے اولیاتِ عمرؓ میں شمار کرنا بھی اسے دوبارہ جاری کرنے کی وجہ سے ہے ورنہ اصل آغاز تو حضورؐ نے فرمایا تھا۔ رہی یہ بات کہ سجدہ تلاوت نماز میں کرنا پڑتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے ؟ آخر جو شرائط نماز کی ہیں وہی سجدہ تلاوت کی ہیں لیکن شیعہ سجدہ تلاوت بے وضو ٹرخاتے ہیں اس لیے اعتراض ہے۔ سجدہ نماز کی جنس سے ہے تو نماز میں کرنا درست ہُوا۔ ترتیبِ نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے تھے جیسے جمعہ کے دن صبح کی نماز میں آپؐ سورۃ الٓمٓ سجدہ تلاوت فرماتے اور سجدہ کرتے تھے ۔ (کتبِ احادیث)

آپ کے بقول تراویح کی نماز ایک "مشقت اور انسانی ضروریات کے تقاضوں کے خلاف" ہے تو روزے کا بھی انکار کر دیجئے۔ طویل ایام میں سترہ اٹھارہ گھنٹے بھوکا پیاسا رکھ کر اسلامی شریعت نے تو آپ کے خیالی انسانی اقدار و تقاضوں کی حفاظت نہیں کی ہے۔

بحمداللہ ہم تو افطار کے بعد کھا پی کر تازہ دم ہوتے اور گھنٹوں یہ عبادت چستی سے بجا لاتے ہیں۔ آپ تھکے ہارے ٹی وی اور فلم بینی سے دل بہلاتے ہیں۔ مبارک ہو۔

تکبیراتِ جنازہ

شیعہ کی الاستبصار ص۲۰۵ ج۱ باب عدد التکبیرات علی الاموات میں ہے امام باقرؒ سے پوچھا گیا کیا ان کی تعداد معین ہے فرمایا نہیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گیارہ، نو، سات، پانچ، چھ اور چار تکبیریں جنازہ پر کہی ہیں۔ کتب اہل سنت میں ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کبھی آپ نے چھ کہیں کبھی پانچ اور کبھی چار۔ لیکن اکثر دفعہ اور آخر میں آپؐ نے چار پر ہی اکتفاء فرمایا، زائد نہیں کہیں۔ بعض حضرات صحابہ کرامؓ کو آخری چار تکبیرات مقررہ سنت ہونے کا علم نہ تھا۔ انھوں نے زائد کہیں۔ حضرت عمرؓ تو سنتِ رسولؐ کے محافظ اور ناشر تھے چار مقرر ہونے کا اعلان فرما دیا۔ حضرت علیؓ وغیرہ سب حضرات صحابہؓ نے تائید کی۔ کسی نے چار سے زائد نہ کہیں۔ شیعہ کو چونکہ حضرت عمرؓ سے اور مسلمانوں کے اتفاق سے سخت بیر ہے۔ اس لیے آپ نے ولی الامر کی حیثیت سے جس اختلاف کا خاتمہ کیا اور مسلمانوں کو متفق و متحد کیا۔ شیعوں نے بعد میں اسی عمل پر عمرؓ کو کوسا اور پھر اختلافات اور جھگڑے پیدا کر دیئے۔ اولیات کی بحث کا راز یہی ہے جنھیں دشمنانِ دین مطاعن بنا کر پیش کرتے ہیں۔ الاستبصار کی بالا روایت کے متعلق طوسی کہتے ہیں ۵ سے زائد تکبیریں بالاجماع متروک ہیں۔ ہم کہتے ہیں چار سے زائد بالاجماع متروک ہیں۔ شیعہ کا یہ کہنا کہ ۴ تکبیریں منافق یا تہمت زدہ پر آپ پڑھتے تھے ایک لایعنی بات اور سنتِ نبویؐ پر اتہام ہے سچی بات یہ ہے کہ مومنوں پر آپ نے ۴ تکبیریں دائمی سنت بنادیں اور منافقین پر جنازہ سے آپ کو منع کر دیا گیا۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ - (توبہ) رہی یہ حجت بازی کہ منافق کی حرمت جنازہ کے بعد ایک تکبیر کیوں گھٹ گئی دراصل خدا اور رسولؐ پر طعن ہے۔ وہ حکیم کی دوائی کی طرح احکام شرع میں تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ اس پر اعتراض کوئی ملحد و زندیق ہی کر سکتا ہے، مومن نہیں کر سکتا۔ چار تکبیرات کی دائمی سنت بننے میں راز یہ ہے کہ تکبیرات نماز کی رکعتوں کے قائم مقام یا مشابہ ہیں۔ کوئی نماز پانچ رکعات کی نہیں ہے بلکہ اکثر چار رکعتوں کی ہیں تو چار تکبیرات سے نماز جنازہ تاقیامت مشروع رہے گی۔

محمد مبین لکھنوی کی وسیلۃ النجات کے حوالہ سے "رسولِ خدا کے بعد ستون دین نماز میں تغیر و تبدل کا ذکر کیا ہے"۔

پھر حضرت انسؓ سے بھی ایسی روایت نقل کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ محمد مبین نہ خود مستند عالم ہیں نہ کتاب وسیلۃ النجات حجت ہے۔ انھوں نے رافضی مذہب کی تائید میں لکھی ہے۔ رسولِ

www.sirat-e-mustaqeem.com

خدا کے بعد کا زمانہ طویل ترین ہو سکتا ہے۔ صحابہؓ پر طعن غیر ضروری ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں مستقل مقیم رہے۔ ۹۳ھ یا ۹۵ھ میں وفات پائی ان کے زمانے میں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی کثرت تھی۔ صحابہؓ خال خال تھے۔ حضرت انسؓ کے مخاطب صحابی نہیں بلکہ غیر صحابی ہیں۔ پھر تغیر سے مراد ارکان فرائض، واجبات وسنن وغیرہ کے احکام میں تبدیلی ہرگز نہیں بلکہ نماز میں خضوع خشوع اور اخلاص و سکون کی کمی ہے اور کاملین اسے تغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی بات محدثین نے اس حدیث کی شرح میں کہی ہے۔ دیکھئے فتح الباری وعینی۔

تغیر نماز کے سلسلے میں منکرین حدیث اور بلاغ القرآن کا ذکر ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا وہ آپ ہی کے آزاد منش بھائی ہیں۔ آپ نے پہلی اور دوسری صدی میں حجیت حدیث نبوی کا انکار کیا، تمام تلامذہ نبوت کو فیل کر کر مکتب نبوت کو بند کرا دیا۔ اہل سنت ۔ متبع حدیث نبی ہونے سے پوری چڑ رہے۔ ہاں سنت کے مقابل مرکز امامت اختراع کیا اور کذابوں کی وضع کردہ روایات کو اماموں سے منسوب کر کے امامیہ، جعفریہ، اسماعیلیہ، اثنا عشریہ وغیرہ گروہوں میں بٹ گئے۔ اگر اسی آزادی اور سنت سے تبرا اور صحابہ دشمنی کی کوکھ سے فرقہ نام نہاد اہل قرآن منکر حدیث نے جنم لیا تو شیعوں کو اپنے ان بیٹوں پر مبارک ہو۔ لہٰذا فروعِ دین ص ۲۹ تک کی اس بحث کو ہم اپنے تبصرہ سے خارج سمجھتے ہیں البتہ اپنے چار اقتباسات پر آپ غور فرمائیں:

نماز، توحید اور شیعہ

۱۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ "چونکہ ہم تجھے معبود اعتقاد کرتے ہیں اور تجھے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا عادل، حاکم تسلیم کرتے ہیں لہٰذا تیری ہی مدد مانگتے ہیں خواہ تو خود براہ راست کریا اپنے کسی مقرر کردہ کے ذریعے اعانت فرما" ص ۳۲۔

جب قرآنی تعلیم یہی ہے دن میں چالیس مرتبہ نمازی خدا سے یہی وعدہ کرتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے، تو اب نماز سے باہر حضرت علیؓ و آئمہؒ سے مدد مانگ کر شرک نہ کریں نہ اللہ تعالیٰ سے معاہدہ توڑیں وہ خدا خود مدد کرے گا، مصائب ٹالے گا، تمہیں یہ پیوند لگا دینا درست نہیں: "خواہ کسی مقرر کردہ کے ذریعے اعانت فرما" خدائی اختیارات کسی کو حاصل نہیں ہیں۔

۲۔ "اور نہ ہی تجھ سے کوئی پیدا ہوا کہ تیری ذات ان احداث سے منزہ ہے اور ایسا بے مثل و

www.sirat-e-mustaqeem.com

بے مثال ہے کہ کوئی تیرا ہمسر نہیں ہے۔ تیری کوئی نظیر نہیں ہے تو تے اپنے جیسا کسی کو ہونے ہی نہیں دیا۔ ولم یکن لہ کفوا احد" ص ۴۵)

جب سورۃ اخلاص کے ترجمہ میں آپ خدا کو حدوث اور تجزی سے پاک، بے مثال و بے نظیر اور بے مثل و بے ہمسر مانتے ہیں تو خدارا اس باطل شرکیہ عقیدہ سے توبہ کریں کہ بارہ امام خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدائی کا بندوبست ان کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں۔ حلال و حرام اور مشیئت میں خود مختار ہیں وہ فریاد رس و مشکل کشا ہیں ان سے استمداد عین خدا سے مدد مانگنا ہے کیونکہ فرقہ مفوضہ نے یہ عقائد شیعیت میں داخل کر کے "مشرک اور ملعون" ہونے کی سند حاصل کی ہے۔

۳۔ "چونکہ ہمیں یقین ہے کہ تو نے ہمارے معروضات سُنے لہٰذا یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تیرے جیسے احکم الحاکمین نے ہماری شنوائی کی جبکہ دُنیا کے عام افسر تک اپنی فریاد پہنچانے کے لیے کئی کئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔" (ص ۴۷)

آپ کی اس تشریح کا تقاضا ہے کہ اپنے بنیادی عقیدہ "۱۲ آئمہ کے ذریعہ خدائی جناب میں توسل کرنا اور ان کو بطور تقرب خدائی حقوق دینا" پر نظر ثانی کریں اور بغیر کسی وسیلہ کے پاپڑ بیلنے کے، خدا سے فریاد کریں کہ وہ معروضات بلا وسیلہ سُنتا ہے۔

۴۔ فلاح کا ضامن کلمہ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو لکھا مگر شرک کی بیماری نے ترجمہ نہ کرنے دیا (جو یہ ہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور خدائی صفات و حقوق والا نہیں وہی یکتا ہے اس کا کوئی بھی شریک کار و شریک صفت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔")

بلکہ یہ لکھ کر تفویضی مشرکانہ عقیدہ کا صاف اعلان کر دیا "تو نے اپنے محبوب کی محنت کا صلہ بھی باقی نہیں رکھا ہے اور اتنا خوش ہوا ہے کہ پوری خدائی کا بندوبست اسے سونپ دیا ہے۔ ص ۴۹ (معاذ اللہ تعالیٰ) ہم اعتقادیہ شیخ صدوق ص ۱۷۱ کے حوالہ سے بتا چکے ہیں کہ کائنات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دینے کا عقیدہ فرقہ مفوضہ کا ہے جو آئمہ اور محققین شیعہ کے ہاں کافر، مشرک اور یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ خدارا اس مشرکانہ عقیدہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے توبہ کریں ہمیں اس تالیف کا حق المحنت مل جائے گا کیونکہ عبد مملوک مالک کی ملکیت کا مالک یا شریک نہیں بن سکتا۔ خدا فرماتا ہے" خدا نے تمھارے لیے مثال بیان کی ہے کیا تمھارے مملوکہ غلام تمہیں ہمارے دیئے ہوئے رزق میں شریک ہیں؟ کہ تم اور وہ غلام تصرف میں برابر ہو جاؤ۔" (الآیۃ۔ روم ع ۴، پ ۲۱)

وقت افطار

روزہ کی بحث میں رافضی قلم کار پھر اہلِ سنّت پر طعن کرتا ہے:

"مذہب اہلِ سنّت نے محض روافض شیعوں (اپنا رافضی ہونا تسلیم ہے) کی ضد اور مخالفت میں اس قرآنی حکم کی بھی پروا نہیں کی اور برابر اپنے روزے رات کے بجائے دن ہی میں افطار کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر خدا کا حکم وقت مغرب کو ساعت افطار قرار دینا ہوتا تو آیت میں اللہ تعالیٰ الی المغرب فرماتا نہ کہ الی اللیل۔" (فروع دین ص ۶۷)

راقم "ہم سُنّی کیوں ہیں؟" میں فروع کافی سے حضرت جعفر صادقؒ کی احادیث کے حوالہ سے بتا چکا ہے کہ وقتِ افطار اور وقت نماز مغرب ایک ہی ہے جو سورج ڈوبنے اور مشرق سے سیاہی چڑھنی شروع ہو جانے پر ہو جاتا ہے اور مذہب اہلِ سنّت اور فرمان صادقؒ میں کوئی اختلاف نہیں۔ شیعوں نے اسے صرف اپنی جھوٹی شہرت کے لیے بات کا بتنگڑ اور جدال کا معرکہ بنا رکھا ہے کیونکہ خدا نے گمراہوں کی ایک عادت یہ بھی بتائی ہے: بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔ یہ مشرک قریشی جھگڑالو قوم ہے۔ (پ ۲۵ ع ۱۲)

ان حق کے منکروں کو اتنا معلوم نہیں کہ مغرب رات کا حصہ ہے۔ جب غروبِ آفتاب سے مغرب شروع ہوئی رات شروع ہو گئی اس لیے اتموا الصیام الی اللیل۔ رات آنے تک روزہ مکمل کرو کا تقاضا ہے کہ مغرب کا وقت ہونے پر روزہ کھول دو۔ اب تاخیر کرنا تعمیل حکم میں تاخیر ہے جس کا مکروہ ہونا واضح بات ہے۔

اگر شیعوں کا خیال ہے کہ وقتِ مغرب ختم ہونے اور مکمل رات چھا جانے پر روزہ کھولا جائے تو یہ لغت و شرع کے خلاف ہونے کے علاوہ عملِ شیعہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ تو صرف دس، بارہ منٹ لیٹ کر کے وقت مغرب میں ہی روزہ کھول ڈالتے ہیں۔ حالانکہ ان کو، شفق سُرخ یا شفق ابیض غائب ہو چکنے کے بعد (پون گھنٹہ یا سوا گھنٹہ غروب آفتاب کے بعد)

www.sirat-e-mustaqeem.com

روزہ کھولنا چاہیئے؟ واضح تر بات ہے کہ فجر تک سحری کھانا درست ہے۔ فجر شروع ہوگئی تو اب پہلے منٹ میں بھی کھانا روا نہ رہا۔ حالانکہ ابھی خوب اندھیرا ہے۔ اسی طرح رات وقت صوم سے خارج ہے۔ جب غروبِ آفتاب سے رات شروع ہوگئی تو اب روزہ کھولنا روا ہوگیا۔ گو روشنی گھنٹہ بھر بعد مکمل ختم ہوگی "۔ رہی یہ بات کہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ نمازِ مغرب کے بعد روزہ افطار کرتے تھے کیونکہ وہ حضرات عملِ رسولؐ کو جانتے اور سنتِ رسولؐ کو سمجھتے تھے "۔ تو اگر شیعہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو واقعی عالم اور سنتِ رسولؐ کا پابند جانتے ہیں تو براہِ کرم ان کی خلافت اور فضائل کو بھی تسلیم کرکے ان کے خلاف دشمنی اور محاذ آرائی بند کردیں ورنہ یہ پُر فریب بات ہوگی۔

جب نماز اور افطار کا وقت مغرب ایک ہی ہے تو جو کام بھی پہلے کیا جائے درست ہے۔ تاخیر میں ثواب کا عقیدہ جاننا بدعت اور ممنوع ہے۔ ہم جمہور حضرات صحابہؓ و امت کے عمل کے مطابق افطار سے پیاس بجھا کر تسلی سے نمازِ مغرب پڑھتے ہیں جب کہ آپ پہلے دس بارہ منٹ تو بلاوجہ انتظار کرتے ہیں پھر جلدی بغیر تسلی و سکون کے نماز پڑھ کر روزہ کھولتے ہیں۔ انصاف سے بتلایئے کہ شریعت کا بہترین تقاضا ہم نے پورا کیا یا آپ لوگوں نے کیا؟

بحث روزہ میں رافضی قلم کار نے چند مبنی بر حقیقت جملے ایسے تحریر کیے جن سے اہل السنت والجماعت اور اکابرین حضرات صحابہ کرامؓ کی شان نمایاں ہوتی ہے "عبادت کی اصل روح احساس عبودیت ہے اور یہی ادراک روحانی ارتقاء کی راہیں واضح کرتا ہے انسان کو اپنے افعال و اعمال کا محاسبہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے..... جس قدر بندے کو اپنی حاجت مندی کا بارگاہِ الٰہی میں زیادہ اقرار ہوگا اتنی ہی اس کی نگاہ آرزو اس کی جانب مڑے گی اور دستِ توسل اس کی طرف بڑھے گا۔ (ص ۵۳)..... اور جس قدر خدا کی محبت و عظمت نگاہوں میں زیادہ ہوگی اتنا اپنے افعال کی کوتاہیوں کا اندیشہ زیادہ ہوگا۔ بس یہی تقویٰ ہے "۔ (ص ۵۵)

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور عام حضرات صحابہ کرامؓ سے اپنی عاجزی، کسرِ نفسی اور خوفِ خدا کے ایسے واقعات بکثرت منقول ہیں جن کو شیعہ مطاعن بنا کر اچھالتے ہیں۔ حالانکہ ایسی باتوں سے حضرت سجادؒ کا صحیفہ کاملہ بھرا پڑا ہے۔ اسی طرح اہلِ سنت کسی کی عیب جوئی اور غیبت نہیں کرتے بلکہ برابر اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے اور اصلاحِ عمل کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ جب کہ شیعہ ان کی اس

www.sirat-e-mustaqeem.com

صفتِ تقویٰ کو کمزوری پر محمول کر کے ان سے مجادلے اور مباحثے کرتے ہیں۔

الحمدللہ دشمن کے اقراری فارمولا کے مطابق اہلِ سُنّت متقی اور خدا کے نیک بندے ہیں اور شیعہ اسی بنیاد پر تقویٰ کے قاتل ہیں۔

جوابِ آں غزل اسلام ہی ضامن نجات ہے

بحثِ روزہ میں رافضی قلم کار نے بلاوجہ حیوان عقور کی طرح اہلِ سنّت پر غوغا شروع کر دیا یہی سالم ہدیہ اس کی خدمت میں واپس کیا جاتا ہے وہ جس (شیعہ) مذہب کا ہر رُکن اور ہر عقیدہ کتاب وسنّت کے خلاف ہو کیونکہ وہ امامی اثناعشری ہونے کی وجہ سے کتاب وسُنّت کی ضرورت اور حجیّت کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اس سے نجات کی امیدیں باندھنا عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو زندہ کرنا ہے یہ ایسا موضوع مسلک ہے کہ جسے نہ ہی عقل قبول کرتی ہے اور نہ ہی نقل اس کی تائید کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ آئے دن اس کے افراد کمیونسٹ بن رہے ہیں اور اب سوشلزم اپنانے کے دعوے کر رہے ہیں کوئی شخص العقیدہ بن کر کفر وشرک کے سیلاب میں بہہ رہا ہے کوئی بہائی بن کر ختمِ نبوت کا منکر ہو چکا ہے۔ کوئی خمینی یہودیوں کا ایجنٹ بن کر عالم اسلام کو تباہ کرنے کے عزائم رکھتا ہے۔ مگر خود مر کر زیرِ زمین ہو رہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کے پورے لٹریچر کو ناقابلِ قبول کر رہے ہیں۔ پوری تاریخِ اسلام کو یکسر کالعدم قرار دیتے ہیں اور تمام حضرات محدثین وفقہاء مفسرین کی مساعی جلیلہ کو دست برد کرتے اور تمام اسلامی سنہری فتوحات کو زوالِ اسلام اور وبالِ دین سمجھتے ہیں۔ مذہب تشیع کی یہ روش حضرت رسولؐ اور اسلام سے یہودیانہ انتقام کی مکمل کارروائی ہے۔

کسی مذہب کے غیر الہامی ہونے کی اوّلین دلیل اس کا محرف ولچک دار ہونا ہے جب شیعوں نے قرآن کو محرف اور ساقط الاعتبار کہا جو صحیح تھا اسے امام مہدیؑ بارہ سو سال سے غار میں چھپا کر لے گیا اور اس مالِ مسروق کا ابھی تک خمینی حکومت کو بھی سراغ نہ مل سکا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام عمر کی کمائی سوا لاکھ حضراتِ صحابہ کرامؓ کو اس مذہب نے مرتد قرار دیا۔ جب رسولِ خدا کی سُنّت کو نقل دوم اور حجیّت تاقیامت تسلیم ہی نہ کیا جب آپؐ کی حضراتِ ازواجؓ اور حضراتِ بناتِ طاہراتؓ تک کو بے ایمان اور نفی نسب کی گالی دی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ جو بارہ امام بن کر آ گئے اور انھوں نے تحلیل وتحریم کا منصب

www.sirat-e-mustaqeem.com

پاکر پوری شریعت محمدیہ کا صفایا کر دیا۔ جب فقہ جعفریہ کے نام سے ایک ایسا اخلاق سوز اور اسلام کش نظامِ امامت دیا جس نے قرآن و سنّت، ختمِ نبوّت، ایمانِ صحابہؓ، وقارِ اسلام، فتوحاتِ صحابہؓ اور اور شرفِ امتِ محمدیہ مقامِ اہل بیتؑ اور نظامِ شریعت کی ایک ایک کڑی کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا تو کیا اب صرف وہی شخص یا گروہ مومن اور جنتی ہے جو ننگ ملنگ ماتمی ہو متعہ کی عیاشی کا مرتکب یا قائل ہو کلمہ توحید و رسالت پڑھنے والے تمام مسلمانوں کا دشمن ہو اور ان کو بے ایمان مانتا ہو اپنے خیالی بارہ اماموں کو خدا اور رسول کا شریک جانتا ہو۔ ملّتِ محمدیہ کے بجائے ملّتِ جعفریہ کہلانے پر فخر کرے فاسق و موسیقار ذاکروں کا پکا تابعدار ہو گو شریعتِ محمدیہ کا تارک ہو، تمام معاصی کا مرتکب ہو۔ کیونکہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ حُبِ دارِ علیؓ بخشا ہوا اور تمام گناہوں سے پاک ہے، اہلِ سنّت کی نیکیاں اس کے نصیب ہیں اور شیعوں کے تمام گناہ اہلِ سنت پر بوجھ ہیں۔ معاذ اللہ۔ اس کو وہ مسئلہ طینت کہتے ہیں کہ خدا نے جو پاک مٹی شیعوں کے لیے بنائی تھی اس سے نیک سُنّی بن گئے اور جو پلید مٹی اہلِ سُنّت کے لیے بنائی تھی اس سے بُرے شیعہ بن گئے۔ (اصولِ کافی ص۲۲۲)

الغرض مذہبِ شیعہ اسلام کا مکمل توڑ اور عین ضد ہے۔ اس میں خدا کو جاہل، غیر مدبّر اور صاحب بداء ماننا پڑتا ہے۔ ہادیٔ اعظم معلمِ انسانیت اپنے مشن تبلیغ و تعلیم میں بالکل ناکام ہیں۔ نہ یہ رسول اللہ سے متواتر ملا ہے اور نہ تقیہ باز مسائل بدل بدل کر بیان کرنے والے آئمہ نے اس کی صحیح تعلیم دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں اب بیسیوں فرقے ہیں۔ ہر ایک امام کی حدیث پڑھ کر دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معلمانہ اور پیغمبرانہ کلی اطاعت اس مذہب میں ہے ہی نہیں۔ یہ اطاعتِ کلی اور مذہب کی پیشوائی صرف بارہ اماموں کو دیتا ہے اور لطف یہ ہے کہ برملا اعلان کرتا ہے کہ "صرف قرآن اور امام کی پیروی واجب ہے" قرآن امام کے بغیر نہ حجت ہے، نہ ہدایت دے سکتا ہے اور اب امام و قرآن غائب ہو چکے ہیں سب دنیا گمراہی اور کفر پر مر رہی ہے اور آئمہ عالمِ لدنی ہیں۔ پیدائشی مومن و مسلمان ہیں وہ علم و ہدایت کی کسی بات میں رسولؐ کے بھی محتاج و شاگرد نہیں، براہِ راست خدا کا نور اس کا علم اس کا چہرہ، اس کے اعضاء اور اس کی خدائی کو چلانے والے ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ یہ تمام باتیں اصولِ کافی کتاب الحجۃ سے ہم تحفہ امامیہ" میں نقل کر چکے ہیں جس کا جی چاہے وہ یہ کفریہ مذہب کتاب الحجۃ سے پڑھ دیکھے

www.sirat-e-mustaqeem.com

الحمد للہ دُنیا میں سچا دین اسلام اور اس کی صحیح و مکمل تعبیر مذہبِ اہلِ سُنّت ہی ایسا ہے جو قرآن و سنّت سے براہِ راست ثابت ہے۔ یہ متواتر اور تا قیامت ظاہر ہے اس میں کفر و شرک کا شائبہ نہیں اپنے ماننے والوں اور نیکوکاروں کے لیے جنت کا ضامن ہے۔ اور بروں کو دوزخ کا پیغام دیتا ہے۔ عقل و نقل اور عدل و انصاف کے عالمی پیمانوں کے عین مطابق ہے۔ دعا کیجئے اللہ سب مسلمانوں کو اسی پر زندہ رکھے۔ اسی پر وفات دے کر جنت میں پہنچائے۔ آمین۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ فرضیت کا منکر کافر ہے۔ تارک فاسق ہے اس کا ایسا مال ایک گونہ حرام ہو جاتا ہے۔ مذہبِ اہلِ سنّت ہی نے اس فریضہ کا تحفظ کیا اور وہ ہر قسم کے مال سے زکوٰۃ نکالنے کے قائل ہیں۔ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جہاد لڑ کر اسلام کی اس بنیاد کو بچایا اور فرمایا "اللہ کی قسم! جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا اس سے لڑوں گا۔ اگر اونٹ کی رسی بھی نہ دیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو زکوٰۃ میں دیتے تھے۔ خدا کی قسم اس پر بھی ان سے جہاد کروں گا۔" (بخاری و مسلم) چنانچہ سب کو راہِ راست پر لا کھڑا کیا۔ اہلِ سنّت اس آیتِ کریمہ کے تحت ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں:-

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ۔ (بقرہ، پ۳، ع۴)

اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لیے نکالا ہے (اس سے بھی خرچ کرو)

کمائی میں ملازمت کی تنخواہ، مزدوری، مالِ وراثت و ہبہ، تجارتی کاروبار (نوٹ۔ سونے چاندی کے زیورات اور زائد از ضروریات سامان) سبھی شامل ہیں۔ جب نصاب کے برابر ایسے مال کی بچت پر سال گزر جائے۔ چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ اسی طرح اونٹ، گائے گھوڑے، بکریاں وغیرہ بھی قابلِ زکوٰۃ ہیں۔ زمین کی ہر پیداوار — گھاس اور سوختنی لکڑی کے علاوہ — پر بارانی زمین سے دسواں حصّہ اور نہری و چاہی زمین سے بیسواں حصّہ عشر و زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔

مشتاق صاحب لکھتے ہیں: "چونکہ لوگ اس فریضہ کو اہمیّت نہیں دیتے۔ زکوٰۃ میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیلے بہانے کر کے خورد برد کرتے ہیں۔ لہٰذا اسلام کا مقصدِ زکوٰۃ خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں کر سکا ہے۔" (فروعِ دین ص۴۲)

"حضورؐ کے زمانہ مبارک میں زکوٰۃ کا نظام اجتماعی تھا جو کارندوں کے ذریعے جمع کی جاتی تھی پھر معینہ مصارف پر اسے صرف کر دیا جاتا تھا۔" (ص۴۵)

شیعہ اور زکوٰۃ کی چوری

سوءِ اتفاق سے اس اجتماعی نظامِ زکوٰۃ کا انکار سب سے پہلے شیعہ نے کیا۔ جن مانعینِ زکوٰۃ سے حضرت صدیقِ اکبرؓ نے جہاد کیا تھا۔ صدیقؓ دشمنی میں یہ خلیفہ اوّل سے ناراض اور مرتدوں اور زکوٰۃ کے منکروں کی طرف داری کرتے ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ (دیکھئے مصائب النواصب سوشتری)

پاکستان میں صدر ضیاء الحق نے اجتماعی زکوٰۃ لینے کا آرڈی ننس جاری کیا لیکن شیعوں نے زبردست مخالفت کر کے اپنے آپ کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرالیا اور ویسے بھی برائے نام زکوٰۃ کے قائل ہیں کیونکہ مسلمانی کے لیے یہ لیبل ضروری ہے ورنہ درجِ ذیل وجوہ سے فرضیت زکوٰۃ میں تقصیر کرتے ہیں:-

۱۔ سونے چاندی کے ٹکڑے اور زیورات پر زکوٰۃ نہیں مانتے۔ حالانکہ دولت کا سب سے بڑا سرمایہ یہی چیزیں ہیں۔

۲۔ نوٹوں پر زکوٰۃ کے قائل نہیں۔ حالانکہ یہی سونے چاندی کا بدل ہے اور بینک دولت پاکستان اس کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ جب سونے چاندی کے دینار و دراہم رائج تھے شیعہ زکوٰۃ نکال لیتے تھے اب جب اس کی جگہ کاغذی زر نے لے لی ہے اور دنیا کے ۹۹٪ کاروبار اسی زرِ ضمانت اور نوٹوں پر چل رہے ہیں۔ دس بیس روپے کے تنازعہ پر آدمی قتل ہو جاتا ہے۔ ہمارے شیعہ بھائی نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں مانتے۔ کس قدر سرمایہ داری کی پرستش اور خدا کو فریب دینے کی بات ہے۔ مشتاق صاحب بھی دبی زبان میں اقرار کرتے ہیں۔

"بعض علماء کے نزدیک نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور زیورات بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ علماء کے اختلاف ہیں ..... اپنی رائے یہ ہے کہ زیورات اس لیے مستثنیٰ ہیں کہ وہ مسکوک نہیں ہیں۔ (بطور سکہ و کرنسی استعمال نہیں ہو رہے۔) اور نوٹ کاغذ ہیں۔" (ص۴۵)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۳۔ مالِ تجارت، مالِ وراثت و ہبہ میں شیعہ زکوٰۃ کے قائل نہیں۔ البتہ عمر میں ایک مرتبہ بطورِ استحباب وغیرہ خمس نکالنے کے قائل ہیں یعنی اگر کوئی دیندار شیعہ خمس بھی نکالے تو یہ آٹھ سال کی زکوٰۃ بنی باقی سب عمر اسے چھٹی مل گئی۔

۴۔ زمینی پیداواری اجناس میں صرف گندم (۲۲ من مقدار) جَو، خرمے، مویز پر تین سو صاع وزن ہونے پر عشر یا بیسویں حصّہ کے قائل ہیں باقی کثیر اجناس چنا، مکئی، چاول، گنا، جوار باجرہ وغیرہ بڑی آمدن والی فصلوں پر عشر کے قائل نہیں۔

۵۔ جانوروں میں صرف اونٹ، گائے، بھیڑ بکری پر زکوٰۃ مانتے ہیں۔ گھوڑے، خچر وغیرہ پر زکوٰۃ کے قائل نہیں خواہ کتنی بڑی تعداد اور مقدار میں ہوں۔

حاصل یہ نکلا کہ شیعہ کے نزدیک زکوٰۃ صرف چار فصلوں اور تین قسم کے پالتو جانوروں پہ ہے باقی نقدی، زیورات، کرنسی نوٹ، سامانِ تجارت کسی بھی چیز پر زکوٰۃ نہیں۔ بتلائیے مشتاق کے اس قول "زکوٰۃ میں حیلے بہانے کرکے خورد برد کرتے ہیں" کا مصداق خود شیعہ ہوئے یا نہیں؟

بحمد اللہ تعالیٰ مکمل اسلام اور محافظِ زکوٰۃ، مربیِ یتامیٰ و مساکین مذہب صرف اہل السنّت والجماعت ہی ہے۔ بسم اللہ خفیہ پڑھنے پر ہمیں نماز کا چور کہا تھا لیکن خود شیعہ تو زکوٰۃ چور ثابت ہوئے۔ اب نام نہاد فقہ جعفریہ کا فارم پُر کرکے زکوٰۃ سے جان چھڑا لیتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

خمس | خمس کے مسئلہ کو بھی مشتاق نے شیعہ مذہب کی صداقت پر دلیل بنایا ہے کہ اس کی ارکانِ اسلام کی طرح پابندی صرف شیعہ مذہب میں ہی کی جاتی ہے مذہبِ سُنیہ میں واضح حکمِ قرآنی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ (ص۲۷)

ہماری گزارش یہ ہے کہ حسبِ سابق یہ بھی شیعہ مؤلف کی مغالطی اور چابک دستی ہے نہ تو خمس دیگر ارکان کی طرح ہے کہ اس کا نکالنا باقاعدہ ہر مسلمان پر فرض ہو کیونکہ قرآن و سنّت میں ایسی کوئی تعلیم نہیں اور نہ اہلِ سنّت نے ضمنی مالی مسئلہ کی حیثیت سے اس کی مشروعیت کا انکار کیا ہے۔

خمس کے متعلق پ۱۰ کی پہلی آیت کا ترجمہ مشتاق نے یہ کیا ہے:

اور جان لو جو کچھ تمہیں غنیمت سے حاصل ہو اس میں کا پانچواں حصہ (۱/۵) خدا کے لیے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کے لیے ہے۔ (حشر)

یہ آیت سورۃ الانفال کی ہے۔ جہاد کے احکام بیان ہو رہے ہیں کہ جنگ کے بعد جو مالِ غنیمت حاصل ہو اس کے چار حصے فوجیوں کا حصہ ہے اور پانچواں حصہ پانچ قسم کے حقداروں میں تقسیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا نام بطور تبرک ہے یعنی پانچوں اقسام میں خدا کے حکم کے مطابق بانٹنا گویا خدا کا حصہ نکالنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ آپ کی زندگی سے خاص تھا۔ آپؐ کے انتقال کے بعد خود بخود ختم ہو گیا۔ رشتہ داروں کا حصہ عہدِ نبوت کے بعد عہدِ صحابہؓ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ داروں کو ملتا رہا اور اب بھی جہاد کے مالِ غنیمت سے ان کو پانچواں حصہ مل سکتا ہے۔ اہلِ سنت اس کے منکر نہیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اوّلاً شیعوں نے زکوٰۃ کو تو ذاتی کمائی سے مانصِ قرآنی کے خلاف ۔ خارج کر دیا اور خلافِ قرآن عام اموال سے خمس کے بطور استحباب قائل ہو گئے حالانکہ یہ شریعت میں بے تصرف اور ناجائز مداخلت ہے کیونکہ خمس صرف مالِ غنیمت و جہاد سے نکالا جاتا ہے یا ان معدنیات اور دفینوں سے جو شاملات زمینوں سے حکومت کو مل جائیں۔ دوم یہ کہ مالِ غنیمت یا معدنی خزائن کے خمس کے حقدار چار گروہ ہیں۔ سادات، یتامیٰ، مساکین، مسافرین۔ شیعوں نے صرف سادات کو حق دار مان لیا اور باقی تین اصناف کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔

حالانکہ سادات کو بھی غربت اور احتیاج کی صورت میں ملے گا کیونکہ زکوٰۃ ان پر حرام کی گئی ہے اگر وہ مال دار ہوں تو وہ خمس نہ پائیں گے۔ جیسے صحیح احادیث آگے کتاب میں اسی مسئلہ کے ضمن میں آپ پڑھیں گے۔ کہ حضرت عمرؓ نے خمس سادات کو دینا چاہا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم مال دار ہیں ہمیں حاجت نہیں یتیموں اور مساکین کو دے دیں۔ (ابوداؤد)

اہلِ بیتؓ کے مقامِ عالی کا تقاضا یہی ہے اور اسلام کا معاشی زرّیں اصول بھی یہی چاہتا ہے کہ طلب و حاجت کی شکل میں تو قرابت دارانِ رسولؐ کو مالِ خمس میں اوّلیت حاصل ہے لیکن ان کے استغنا کی شکل میں یہ مد اسلامی خزانہ کا حصہ ہے۔ حاکم اپنی صوابدید سے دیگر مصارف پر خرچ کرے گا جیسے مالِ زکوٰۃ کو وہ آٹھ مصارف میں تقسیم کرنے کا مجاز ہے خواہ سب اصناف میں برابر تقسیم کرے یا حسبِ ضرورت کسی ایک کو مخصوص کرے یا دوسروں سے زیادہ دے۔ مالِ فَے کی تقسیم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی حکمت خدا نے یہ بیان فرمائی۔

کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ ؕ وَ مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۔ (حشر ع ۱، پ ۲۸)

تاکہ یہ مال تمہارے مال داروں میں ہی گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں لے لو اور جس سے روک دیں نہ لو۔

تو صرف غیر غنی افراد میں تقسیم اور کمی بیشی میں حاکم کی صوابدید اسی آیت سے معلوم ہُوئی۔

اصُولِ کافی ج۱ ص۵۳۹ میں امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہے: عطیات جن پر مسلمانوں نے لشکر کشی نہیں کی۔ اموالِ صلح، بنجر زمین، پست وادیاں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلیفہ کے قبضہ و تصرف میں ہوتی ہیں جیسے چاہے ان کو (حق داروں پر) خرچ کرے۔

فهو للرسول الله صلى الله عليه وسلم وهو للامام من بعده يضع حيث يشاء

کتاب الخراج اور الفاروق کے حوالہ سے مشاق نے حضرت علیؓ کا جو عمل نقل کیا ہے وہ ہماری تائید کرتا ہے۔

حضرت علیؓ نے اگرچہ مصلحۃً بنو ہاشم کو خمس میں سے حصّہ نہیں دیا لیکن رائے ان کی بھی یہی تھی کہ بنو ہاشم واقعی حق دار ہیں یہ حضرت عمرؓ نے سادات و بنو ہاشم کی مالِ خمس و عطایا سے خوب کفالت کی۔ حضرت عباسؓ و علیؓ کو ان مالوں کا متولی بنایا۔ خود بھی مسلسل تقسیم کیا۔ حسنینؓ کے اہلِ بدر کی طرح پانچ پانچ ہزار سالانہ وظائف مقرر کیے۔ (کتاب الخراج)

مشاق رافضی کا یہ لکھنا انتہائی جھوٹ اور بکواس ہے

"جس طرح دیگر احکام کو روشن نصوص کے باوجود قیاس اجتہاد کی نذر کیا گیا۔ اسی طرح رسولؐ کی اولاد کا یہ حق بھی پامال کیا گیا۔ غالباً اس عصبیت کی وجہ اقتدار کا استحکام تھا کہ اہلِ بیتؑ کو مالی لحاظ سے لاغر رکھا جائے اور اس پالیسی کے نفاذ سے حکومت کو متعدد سیاسی فوائد حاصل ہُوئے جن کا بیان خارج از موضوع ہے۔" (ص۸۰)

دراصل مذہب شیعہ سرمایہ داری کا حامل ہے پاکستان کے سرمایہ دار اربپتی ۲۲ خاندانوں کی اکثریت مذہب شیعہ رکھتی ہے۔ یہ لوگ اہلِ بیتؓ کو بھی جاگیر دار اور خمس و فدک وغیرہ کا مستقل مالک اسی جذبے سے سمجھتے ہیں اور ان کی تشہیر سے اپنا مقصد بھی صرف دولت حاصل

www.sirat-e-mustaqeem.com

کرنا ہے۔ انھوں نے اس کے لیے اہل بیتؓ کے مقام و کردار کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔ مسئلہ فدک کے تنازعہ اور رسّہ کشی کو بھی دیکھا جائے تو شیعہ مذہب کے باطل و سرمایہ دار ہونے اور مقامِ اہل بیتؓ کے قائل ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ صحابہ دشمنی میں تو یہ لوگ کمیونسٹ بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں :۔

"اسلام کا بنیادی معاشی اُصول یہ ہے کہ ضرورت سے فاضل رقم پر فردِ اسلام کا کوئی حق نہیں بلکہ اس کی حیثیت امین کی سی ہے۔" (ص ۸۴)۔ (حالانکہ اسی فاضل رقم پر تو زکوٰۃ، حج اور صدقات کی عبادتیں قائم ہیں۔ اگر فرد اسلام کا اس پر کوئی حق ملکیت نہیں تو پھر یہ عبادات بھی اس پر فرض نہیں۔)

لیکن جب حضرت عمرؓ اور خلفاءِ رسولؐ قرآنی اصول اور سنّتِ رسولؐ کی روشنی میں حسب صوابدید مستحقین میں کمی بیشی کے ساتھ بانٹتے ہیں تو یہ ان کے خلاف آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اہلِ بیتؓ کا حق غصب کر لیا۔ ان کو خمس میں کمی بیشی کرنا درست نہ تھا۔ بنو ہاشم سب خمس کو اپنا ذاتی حق سمجھتے تھے وغیرہ۔

ذی القربیٰ کی تشریح میں بنی اسرائیل کی آیت وآتِ ذی القربیٰ حقہ، درِّ منثور وغیرہ کے حوالے سے یہ لکھا ہے "کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاطمہ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا۔" (ص ۹۷)

حالانکہ یہ روایت محض جعلی ہے۔ سورت بنی اسرائیل اور سورۃ روم دونوں مکی ہیں فدک کا اس وقت تصور بھی نہ تھا وہ تو ۷ھ میں مدینہ میں آیا تھا۔ مکہ میں تو حضرت فاطمہؓ صغیر السن تھیں نہ علی المرتضیٰؓ قرابت داران میں شامل ہوئے تھے نہ حسنینؓ تھے۔ پھر جو رؤف رحیم پیغمبرؐ اپنی لختِ جگر کو بیت المال سے خادمہ نہیں دیتے بلکہ اسے عام فقراء کا حق قرار دیتے ہیں (کتبِ سیرت) وہ ایک بہت بڑی جائیداد اپنی بیٹی کو کیسے ہبہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ بچپن ہی قبل از حصول یہ پروگرام بناتے ہیں؟ دراصل یہ سرمایہ دار اور زر پرست شیعوں کا زاہد ترین رسولِ امینؐ پر زبردست حملہ ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔

زر پرست مشتاق آخر میں یہ بڑھ مارتا ہے :

www.sirat-e-mustaqeem.com

"اس کے برعکس شیعہ مذہب خمس کی ادائیگی متواتر کرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔ خدا کے مقرر کردہ حصہ میں وہ کمی بیشی کرنا صحیح نہیں سمجھتا ہے اور اولادِ رسولؐ کے حقوق کی پاسداری کر رہا ہے پس یہ مذہب یقیناً بہتر ہے۔" ص ۸۶

ذاتی اغراض کے لیے خدا کے قانونِ زکوٰۃ میں ترمیم کر کے جو مسئلہ خمس شیعوں نے تراشا ہے اس کی جھلک ہم دکھا چکے پھر جو خمس کا مال سادات تک پہنچتا ہے سب کو معلوم ہے کہ یہ رقمیں تو موٹی موٹی فیسوں کی شکل میں بڑے بڑے مرثیہ خواں مراثیوں، گلوکاروں، نوحہ خوانوں اور ذاکروں، مجتہدوں کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں اور غریب سادات تو اہلِ سنّت کے گھروں اور کھلیانوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتے ہیں۔ تجربہ و مشاہدہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ رہی "اولادِ رسولؐ کے حقوق کی پاسداری" یہ خوش نما دلفریب لیبل ہے ورنہ دوست بن کر شیعوں نے جو اہلِ بیتؓ پر ظلم ڈھائے اور ۳۱۳ مومنوں کی انتظار میں ۱۲۰۰ سال سے امام زمانہ حضرت مہدیؓ آج بھی غار میں غائب ہیں۔ کسے معلوم نہیں ہے؟ مذہبِ شیعہ اس دنیوی لحاظ سے یقیناً بہتر ہے کہ دھوکہ سے اہلِ بیتِ رسولؐ کو بلا کر ذبح کرو پھر مظالم کی عمارت استوار کر کے خوب دولت کماؤ، عیاشی کرو، جب سیاسی پاور حاصل ہو جائے تو انقلابِ ایران کی طرح مسلمانوں کو خوب مارو اور مرواؤ۔ (معاذ اللہ)

حج

اسلام کا پانچواں عظیم رکن حج ہے جو عبادت مالی اور بدنی کا مجموعہ ہے ہر اس صاحب استطاعت تندرست آزاد مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے جو پُرامن راستہ سے حج کے سفری اخراجاتِ آمد و رفت، گھریلو اخراجات کے علاوہ۔ رکھتا ہو جس پر حج فرض ہوا اور وہ عمداً نہ کرے تو فاسق ہے۔ حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے کہ ایسا شخص یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ (صحیحین)

حج کا اجتماع ایک عالمگیر مسلمانوں کی کانفرنس ہوتی ہے جس میں وہ خدائے واحد کی والہانہ عبادت سے جہاں روحانی فوائد حاصل کرتے ہیں وہاں باہمی اخوت، رواداری، محبت و انس اور ہمدردی کے وافر جذبات کا انعام پاتے ہیں۔ اسی طرح تجارتی، معاشی اور مادی ذرائع کو بھی ترقی ملتی ہے اور ان کی مسلم قومیت، اتحاد، تنظیم اور شان و شوکت کا بھی اظہار ہوتا ہے میدانِ

www.sirat-e-mustaqeem.com

عرفات اگر محشر کا نمونہ پیش کرتا ہے اور عاشقانہ اداؤں، مجذوبانہ چالوں اور ایک ہی قسم کے لباس احرام میں ہر شخص کو اپنی ہی فکر رہتی ہے اور میدانِ آخرت میں کامیابی کے لیے یہاں سے بھرپور جذبہ حاصل کرتا ہے اور گناہوں سے تائب ہو کر اعلیٰ متقیوں کا کردار اپنا لیتا ہے۔ وہیں اسے میدانِ جہاد کی بھی تربیت دی جاتی ہے۔ کہیں وہ اپنے مرکز کے گرد طواف کی پریڈ کر رہا ہے۔ مرکز کعبہ کے چاروں طرف وسیع و عریض پھیلی ہوئی دُنیا کو اپنا میدانِ دعوت سمجھتا ہے رمل کی سنت سے کفار کو مرعوب کر رہا ہے۔ مقام ابراہیمؑ پر نفل پڑھ کر اپنے قائد و جرنیل سے ہدایات لے رہا ہے۔ صفا و مروہ کی سعی اور مشقوں میں جوشِ جہاد کو اُبھار رہا ہے، شیطانوں کو کنکریاں مار کر نشانہ بازی کی مشق کر رہا ہے، اپنے ہاتھوں سے پیارے جانوروں کو ذبح کر کے مال و جان کی قربانی کی ریہرسل کر رہا ہے اور قتل و شہادت کے خوف کو عملاً دور کر رہا ہے۔ باریک بینی سے دیکھا جائے تو گویا یہ ساری باتیں سول اور فوجی، دفاعی اور اقدامی جہاد کی ٹریننگ ہیں۔

شیعہ اور تقصیرِ حج

مذہب شیعہ اسلام کے دعویدار کی حیثیت سے اگرچہ فرضیت حج کا زبانی قائل ہے مگر اس کی بزرگی گھٹانے عوام کو دُور کرنے یا پھر سیاسی اور گروہی مقاصد حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔

۱۔ بزرگانِ دین کے مزارات پکے بنانا شریعت میں منع ہیں۔ کافی باب تطیین القبر و تجصیص ملنا کی احادیث پر محشی علی اکبر غفاری لکھتے ہیں۔ شیعہ امامیہ کے ہاں یہ مشہور مسئلہ ہے کہ قبر چونا گچ کرنا مکروہ ہے اور یہی ہمارے علماء کا فتویٰ ہے۔

ان کے اردگرد طواف کرنا اور ان کے نام کی منت ماننا یا ان سے استمداد کرنا بھی شرک و حرام ہے۔ مگر مذہب شیعہ قبور ائمہ کو کعبہ سے افضل کہتا اور ان کی زیارت کو حج سے ۹۰ گنا زیادہ بتاتا ہے۔

ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؒ) فرماتے ہیں جو مومن حضرت حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے عید کے دن کے سوا جب کہ آپ کا حق پہچانتا ہو تو اللہ اس کے نامۂ اعمال میں بیس حج، بیس مقبول عمرے اور بیس وہ خاص حج لکھے گا جو اس نے نبی مرسل یا امام عادل کے ساتھ کیے ہوں۔ (فروع کافی ملنا ج۲ ۵۸۰)۔ ایک اور روایت میں حج سے ۹۰ گنا زیادہ ثواب کا ذکر ہے۔ قاضی نور اللہ شوستری یہ شعر لکھتا ہے: ؎

www.sirat-e-mustaqeem.com

کعبہ بگرد روضۂ او میکند طواف   رکب الحجیج این تروحون این این

کعبہ تو امام حسینؓ کے روضے کا طواف کر رہا ہے۔ اے حاجیو تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔ معاذ اللہ

(مجالس المومنین ص ۵۸/۱۶)

ملا باقر علی مجلسی زنا متعہ کے مقابلے میں حج وعمرہ کی یوں توہین کرتا ہے:

"جب مرد عورت (متعہ والی) کا بوسہ لیتا ہے خدائے تعالیٰ انھیں ہر بوسہ پر ثواب حج وعمرہ بخشتا ہے" (رسالہ متعہ ص ۱۵)

حضرت سید عالمؐ نے فرمایا جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کا حج کیا" (رسالہ متعہ ص ۱۶ از ملا باقر علی مجلسی)

یہی وجہ ہے کہ شیعہ حج کو بہت کم جاتے ہیں۔ ہر سال اندرونِ ملک و بیرونِ ملک سے لاکھ بھر پاکستانی مسلمان حج سے مشرف ہوتے ہیں لیکن پڑتال اور اعداد و شمار کر لیجیے شیعہ ایک فیصد بھی نہیں نکلیں گے۔ جب کہ زوّاری والے حج کے لیے ہزاروں افراد تناسب حج سے دس گنا سے بھی زائد شیعہ کربلا، نجف، کاظمین، تہران وغیرہ جاتے ہیں۔

مجتہد شیعہ مولانا محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

عتباتِ عالیہ کی زیارات کو اگر سو جائیں گے تو حج کے لیے دس بھی نہیں۔

۲۔ چند سالوں سے ایرانی حجاج کی کثرت ہوئی ہے مگر ان کے پیش نظر حج کی سعادت نہیں بلکہ خمینی کے بُت کی جگہ جگہ نمائش "اللہ اکبر، خمینی رہبر" کے نئے کلمے کا اعلان، عربوں سے نفرت دلانے کے لیے سیاسی جلوس اور ایرانی قوم کا منظم مظاہرہ دکھانا اور اسرائیل کی نمائندگی کرتے ہوئے حرمین شریفین پر ناپاک قبضے کے عزائم کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر سال حرمین شریفین میں گڑبڑ اور الحاد پھیلاتے ہیں۔ تصادم اور لاٹھی چارج اور آنسو گیس شیلز کی نوبت آتی ہے۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں کو کوستے ہیں اور اس ملعون کارروائی سے مسلمانوں میں غم و غصّہ کی لہر دوڑ جاتی ہے اور خمینی پرستوں پر لعن و طعن کی بارش برستی ہے اس الحاد اور شرارت پسندی کی سزا نہ ختم ہونے والی تباہ کُن جنگ کی صورت میں انھوں مل رہی ہے لیکن اسلام دشمنی اور توہینِ حرمین کی اس مشئوم حرکت سے باز نہیں آتے۔ ۱۴۰۷ھ کے حج میں مسلح ہو کر حرم شریف پر حملہ اور قبضہ کرنے گئے خونی تصادم میں تین سو ایرانی مردار ہوئے۔ خدا کا فرمان سچا ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ (حج، ع ۳، پ ۱۷) جو شخص بھی ناحق بے دینی حرم شریف میں پھیلائے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

حج کے مسائل میں بھی اپنی فطرت کے مطابق اختلاف کرتے ہیں جن کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔ قرآن و سنت کی دلیل سے نہیں محض بناوٹی روایات، ڈھکوسلوں اور اختلاف برائے اختلاف "حق اہلِ سنت سے برخلاف کرنے میں ہے" جیسے اصولوں سے اہلِ اسلام سے جدائی اس مذہب کا شعار ہے۔

بچھو کو ڈنگ مارے بغیر چین نہیں آتا ورنہ زہر اسے خود کھاتا رہتا ہے۔ حج کی بحث میں مشاق نے بڑی قلم کاری دکھائی۔ مناسک کی حکمتیں اور فلسفے بیان کیے اور تان ان باتوں پر آ توڑی: "اہلِ بیتؓ نجات کا وسیلہ ہیں"۔

"شیطان کے تین رُوپ ہیں اور تینوں صورتوں سے تبرّا کرنا ہے۔ لہٰذا نسبت محترم ہے پس راہِ حق میں غیر خدا کی چیز خواہ وہ شبیہ ہی کیوں نہ ہو کا احترام اس لیے ضروری ہے کہ نسبت محترم ہے۔ جب ہم شعائر اللہ کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ خاصانِ خدا کی نشانیوں کا احترام کرنا شرک نہیں بلکہ عین ثواب ہے۔ حسینؑ یادگار ہیں کیونکہ ابتدار حج ہے اور انتہا یادِ کربلا ہے"۔ ص ۹۴۔

پھر تمام اسلام کی سبکی کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے:

"اور کائنات کے تمام واقعات میں سے صرف اور صرف ایک ہی واقعہ ایسا ہے جس نے حقیقی اسلام کی پوری تعلیم عملاً دکھائی دیتی ہے اور یہ واقعہ کربلا ہے جسے بھولنا دراصل اسلام کو بھول جانا ہے"۔ ص ۹۳

"ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" کا مصداق ان باتوں کو مناسک اور ان کی حکمتوں سے کیا تعلق ہے بس شیعیت اور شرک کا سودا ہے جو دماغ پر ایسا چھایا ہے کہ ہلی کو خواب میں چھیچھڑے نظر آ رہے ہیں۔"

اہلِ بیتِ کعبہ وہ تمام صحابہ کرامؓ ہی ہیں جنھوں نے بتوں کو ہٹا کر خانہ کعبہ شریف میں سب سے پہلے باجماعت نماز پڑھی۔ ان کے لیڈر حضرت عمر فاروقؓ تھے یا وہ دس ہزار قدوسی صحابہ کرامؓ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں جنھوں نے مکّہ شریف کو فتح کرکے کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ ان کعبہ والوں سے تو شیعہ کا بچہ بچہ نفرت کرتا ہے۔ شیعوں کو کعبہ کے اہلِ بیتؓ سے کیا تعلق؟۔

حضرت علی المرتضیٰؓ یقیناً کعبہ والے ہیں کہ خدا کی توحید کا درس دیا ہے اور اصنام و شبیہہ پرستی سے تبرّا کیا ہے۔ مگر شیعوں کو علیؓ کے عمل و کردار سے کیا واسطہ؟ وہ تو خمینی جیسے ظالموں کی تصاویر اور خیالی شبیہات کی باقرار خود عین خدا جیسی تعظیم کرتے اور پوجتے ہیں۔ کعبہ میں حضرت علیؓ کی پیدائش۔ ایک شیعہ کا مشہور کردہ قصہ ہے۔

جس کے متعلق ہم یہاں کچھ نہیں کہتے، عقل و دین بھی اس سے انکاری ہیں کیونکہ کعبہ شریف مقامِ عبادت تھا۔ زچہ و بچہ کا ستر اور برتھ روم نہ تھا کہ عمداً ڈلیوری کیس کے لیے کوئی خاتون وہاں آئے پھر وہ تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز اور صنم خانہ بنا ہوا تھا۔ اس ماحول میں نومولود بچے کی فضیلت تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

تبرّا شیطان سے ہو رہا ہے یا اس کے سکھلائے ہوئے اعمال سے جو کفر و شرک اور نافرمانی ہیں۔ شیعوں نے آج تک تبرّا نہ شیطان سے کیا نہ اس کے اعمال کفر و شرک اور معاصی سے بلکہ ان سے تو بدستور تولّا کیا ہے۔ ہاں حقیقۃً تبرا، قرآن کریم، سُنّتِ نبوی، توحید الٰہی، تمام صحابہ کرامؓ اور تمام ملّتِ اسلامیہ محمدیہ سے ہے۔ شعائر اللہ معظم ہیں۔ اس لحاظ سے کہ اللہ والوں نے ان کو استعمال کرکے اللہ کی بے مثال عبادت کی ہے نہ اس لحاظ سے کہ ان کی شکلیں اور شبیہیں بنا کر چومنا، چاٹنا یا پوجنا شروع کردو۔ مسلمان حاجی سُنّتِ ہاجری میں صفا مروہ کی پہاڑیوں پر چلتا اور پتھروں کو سنّتِ ہاجری میں پاؤں سے روندتا اور اللہ سے والہانہ دعائیں تو مانگتا ہے لیکن ان کو بوسہ گاہ نہیں بناتا ہے تو شیعوں کی خیالی و تعظیمی شبیہیں، خود بخود شرک اور بت پرستی کا مظہر ثابت ہوتی ہیں۔

سیّدنا حضرت امام حسینؓ کا مقام اور شرفِ شہادت اپنی جگہ بجا ہے۔ لیکن اسے کعبہ سے مربوط کرنا یا ذبحِ عظیم کا مصداق بتانا ایک زیادتی اور شیعی دجل ہے آپ تو عین حج کے موقع پر جب کعبہ شریف میں سب مسلمانوں کا اجتماع تھا اور وہ مرکزِ اتحاد بنا ہوا تھا، کوفیوں کی پُرفریب دعوت پر حجِ کعبہ شریف چھوڑ کر چل دیئے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے تو اسے تعمیر کیا اور آخر دم تک آباد رکھا تھا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کعبہ و اسمٰعیلؑ سے نسبت تب بجا تھی کہ آپ مسلمانوں کی خواہش کے مطابق یہاں کعبہ میں رہ کر دعویٰ خلافت کرتے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرح جامِ شہادت نوش فرماتے۔ آپ شہید کربلا اور انتہار یادِ کربلا ہیں، ابتدا کعبہ نہیں۔ علامہ اقبالؒ کی طرف منسوب شعر پُر مبالغہ یا قابلِ تاویل ہے۔

مشتاق صاحب لکھتے ہیں: "ایسے عاشقانِ خدا کی یاد کو ہر سال تازہ کرنا زندہ قوموں کی نشانی ہے اگر اصل نشانی دستیاب نہ ہو سکے تو نقلی نشانیاں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔" ص ۹۳

انہی نقلی نشانیوں سے تو بُت بنے اور صنم پرستی وجود میں آئی۔ اب قرآن و سنّت سے دلیل لانے کے بجائے قیاس و ڈھکوسلے سے نقلی نشانیوں کو ضروری کہا جا رہا ہے تاکہ تعزیہ، شبیہ، دُلدل، علَم، ضریح وغیرہ بناؤٹی یادگاروں اور نشانیوں کی تعظیم و پرستش کی جا سکے۔

مذہبِ شیعہ گرگٹ کی طرح کیا کیا رنگ بدلتا ہے؟ بحثِ حج میں "یادش بخیر" حضرت عمرؓ پر طعن کیا ہے کہ متعۂ حج اور متعۃ النساء کو آپ نے بند کر دیا تھا۔ متعۃ النساء سے شیعہ کی محرومی اور اس غم میں نوحہ و بکا کی فریاد تو کچھ سمجھ آتی ہے لیکن تمتع حج کی بندش کا دعویٰ اتہامِ محض ہے۔ زاد المعاد کی روایت وقتی انتظامی امر سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ اہلِ سنّت کے تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک حج کی تین قسمیں ہیں، حج تمتع، حج قران، حج افراد اور تینوں درست ہیں۔ شافعیہ کے ہاں حج تمتع افضل ہے جس میں پہلے عمرہ کر کے احرام کھولا جاتا ہے۔ پھر حج کا الگ احرام باندھا جاتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں حجِ قران افضل ہے کہ حج و عمرہ کی معائیت سے ایک ہی احرام باندھا جاتا ہے حج کر کے پھر کھولا جاتا ہے اور مفرد حج کرنے میں حاجی مختار ہے عمرہ پھر کبھی اگر کرے یا پہلے اسے موقع نہ ملے اور پھر سیدھا میدانِ عرفات پہنچ کر حج کے ارکان بجا لائے تو بھی اسے حج مفرد کہا جائے گا۔ اگرچہ اس سفر میں بعد میں عمرہ بھی کرے۔

مشکوٰۃ شریف باب الاحرام والتلبیہ کی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے نکلے۔ ہم میں سے کچھ حضرات نے عمرے کا احرام باندھا اور کچھ نے حج و عمرہ دونوں کا باندھا اور کچھ نے صرف حج کا باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ تو عمرہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کر کے حلال ہو گئے۔ (احرام کھول دیا) اور جنھوں نے حج کا یا حج و عمرہ دونوں کا (بصورتِ قران) احرام باندھا تھا وہ قربانی کے دن (قربانی کرنے پر) حلال ہوئے۔

۲۔ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حجِ تمتع کیا تھا۔ پہلے عمرے کا احرام باندھا، پھر حج کا باندھا۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حج تمتع و قران درست ہے۔ حضرت عمرؓ بھی اسے درست سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو: نسائی شریف ص ۱۳ ج ۲ پر ہے بنو تغلب کا ایک شخص جس کا نام صُبَی بن معبد تھا، عیسائیت سے مسلمان ہوا۔ پہلی دفعہ حج اور عمرہ کرنے آیا تو حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہا اور اسی طرح سب اعمال میں تلبیہ کہتا رہا۔ دو شخصوں نے اس پر اعتراض کیا وہ کہتا ہے:

فلقیت عمر بن الخطاب فذکرت ذلک لہ فقال ھدیت لسنۃ نبیک صلی اللہ علیہ وسلم۔	میں حضرت عمرؓ سے ملا اور یہ بات ذکر کی تو آپ نے فرمایا تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ہدایت نصیب ہوئی۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اصولاً تمتع اور قران کو سنتِ رسول اور جائز کہتے تھے۔ مگر یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص عمرے کا احرام کھولے، جماع کرے پھر حج کا احرام باندھے اور بالوں سے پانی ٹپک رہا ہو۔ عارضی ممانعت کی یہی وجہ نسائی ص ۱۵ ج ۲ پر آپ کی زبان سے منقول ہے اور امام نوویؒ نے وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ مفرد حج کو افضل جانتے تھے تو اولویت حاصل کرنے کے لیے قران و تمتع سے روکا تھا ورنہ ناجائز نہ جانتے تھے کیونکہ ان تینوں کے بلا کراہت جواز پر اجماع ہو چکا ہے۔ (نووی شرح مسلم ص ۳۹۴ ج ۱)

مؤلف نے "طوافِ نساء" چھوڑنے کا الزام بھی اہلِ سنت کو دیا ہے: "مذہب سنیہ کے نزدیک طوافِ نساء و نماز طوافِ نساء ضروری نہیں لیکن اگر کوئی ادا کرے تو خطا کار بھی نہیں لیکن مذہبِ شیعہ کے نزدیک انھیں ترک کر دینا عورتوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ لہٰذا حفظ ما تقدم کے تحت یہ ارکان بجالانا ہر صورت میں بہتر ہے۔" ص ۹۹

ہمیں معلوم نہیں کہ طوافِ نساء سے مؤلف کی کیا مراد ہے۔ ہمارے ہاں حج کا رُکنِ دوم طوافِ زیارت جو ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ میں کرنا لازمی ہے۔ طوافِ نساء بھی کہلاتا ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور پھر حسبِ قاعدہ دو نفل طواف کے پڑھے جاتے ہیں؛ اس طواف سے پہلے بیوی حرام ہوتی ہے اور طواف کے بعد حلال ہو جاتی ہے اگر یہی مراد ہے تو اس کے ہم قائل ہیں اور اگر اس کے علاوہ کوئی طواف کی نیت سے کوئی مستقل اور طوافِ نساء ہے اور دو رکعت نفل طواف ہیں تو قرآن و سنت سے اور کتبِ فریقین سے اس کا ثبوت چاہیے تھا۔ ایک چیز خود ہی گھڑ لینا وہ بھی کو رکرنے پر الزام دینا اور حفظِ ماتقدم کے لیے ان جعلی ارکان کے ادا کرنے کو بہتر بنانا شریعت میں کھلی مداخلت اور تحریف فی الدین ہے۔

اس بحث میں چند اقتباسات ہمیں اچھے نظر آئے ہم بلا تبصرہ ان کو نقل کرتے ہیں۔ اور شیعوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ان کی روشنی میں اپنی اصلاح، عامۃ المسلمین کی بھلائی اور ان سے اخلاص کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔

۱۔ پس حسناتِ دنیا اور حسناتِ آخرت دونوں اہم ہیں۔ پھر آتشِ عذاب کا تذکرہ ہے تاکہ تمام افراد کو یہ بات معلوم رہے کہ اس کے تمام اعمال کا محاسبہ ہوگا اور عمل کے مطابق جزا و سزا ملے گی جب پڑتال کا خوف رہے گا تو یقیناً تمام امور خیانت سے پاک ہوں گے۔ ص ۹۰

۲۔ دستورِ اسلام یہ ہے کہ کسی بھی فرد کا رائی برابر عمل بھی ضائع نہ ہو۔ چنانچہ اسلام بھلائی میں اٹھائے گئے ہر قدم کی حفاظت کرتا ہے اور اسے آئندہ نسلوں کے لیے نقش راہ قرار دیتا ہے۔ ص ۹۲ (کاش السابقون الاولون مسلمان صحابہؓ کے اعمال کو بھی شیعہ یہ مقام دیتے۔)

۳۔ دلائل و آثارِ علوی سے موجد موجودات اور خالقِ کائنات کے وجود کو معلوم کرنا، اسے واجب بالذات اور جامع جمیع صفاتِ کمالیہ و جمالیہ تسلیم کرنا اور تمام بری صفات سے منزہ سمجھنا وغیرہ۔ چنانچہ ارشادِ خدا ہے کہ اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے اللہ کا ذکر کرو اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ کعبہ کی ہر طرف توجہ کرو کیونکہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں اور ہر طرف اللہ موجود ہے۔ ص ۱۰۰

۴۔ اسلام نے عبادت کا یہ عجیب و غریب طریقہ اس لیے مقرر فرمایا ہے کہ مسلمان اس کے ذریعہ روحانی و باطنی تزکیہ نفس، لطفِ تقویٰ اور قوتِ اتحاد حاصل کرے۔ تعصب و تنگ نظری اور نفرت (جو امام باڑوں میں سکھائی جاتی ہیں۔ م) کا خاتمہ کرے اپنے اندر انکساری، ایثار اور مروت کے جذبات پیدا کرے، ہر صاحبِ ایمان میں یقین محکم پیدا ہو کہ وہ صرف ایک ہی مالک

www.sirat-e-mustaqeem.com

حقیقی کا بندہ فرمانبردار ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ اسی بادشاہ حقیقی کے لیے ہے اور اس کے قانون کی پابندی ہر طرح واجب ہے۔ سارے مسلمانوں کے معاشی، سیاسی، علمی، فکری اور تمام مادی و روحانی مسائل ایک ہی ہیں اور سب کو مل کر اتحاد و اتفاق سے انھیں احکامِ خالق کی روشنی میں حل کرنا ہے۔ ص۹۶

جہاد

فروعِ دین میں حج کے بعد چھٹی فرع مؤلف نے جہاد ذکر کی ہے۔ جہاد کی اہمیت یا ترغیب کے بجائے مجاہدینِ اسلام کے خلاف خوب زہر اگلا ہے جب کہ شیعہ کے کسی امام نے اپنے دورِ امامت میں یا کسی شیعہ حاکم نے کافروں سے جہاد نہیں کیا۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ امام غائب ہے اور جہاد معطل ہے۔ لہٰذا وہ اہلِ سنّت کے مجاہدین اور فاتحینِ اسلام کو بہت بُرا جانتے ہیں۔ اہلِ سُنّت کے ہاں یہ اعلیٰ واجباتِ اسلام میں سے ہے جو مردوں پر فرضِ علی الکفایہ ہے، اور ہنگامی خاص حالات میں عورتوں پر بھی فرض ہو جاتا ہے۔

فضیلتِ جہاد

مجاہد، یا غازی اور فاتح ہوگا یا مقتول اور شہید ہوگا۔ دونوں صورتوں میں بشرطِ ایمان و اخلاص اتنا بڑا درجہ پائے گا جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ عتبہ بن سلمیٰؓ کی روایت میں ہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جو مومن اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور دشمن سے مقابلے میں مارا جائے تو یہ وہ شہید ہے جو امتحان سے پاس ہو کر عرش کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہوگا۔ صرف نبوّت کی وجہ سے انبیاء علیہم السّلام اس سے اعلیٰ ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ص۳۳۵)

بروایتِ سعد بن ابی وقاصؓ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے ایک دن اللہ کی راہ میں جہاد کا کیمپ لگانا دنیا اور اس کی سب نعمتوں سے بہتر ہے۔

بروایتِ انسؓ آپؐ کا فرمان ہے: "اللہ کی راہ میں ایک صبح کی کوچ یا شام کی کوچ دُنیا اور اس کی سب چیزوں سے بہتر ہے۔" نیز فرمایا ہے: "جس بندے کے اللہ کی راہ میں قدم غبار آلود ہو جائیں ان کو آگ نہ چھوئے گی۔" حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مومن میرے ساتھ پیچھے نہیں رہ سکتے اور میں سب کی سواریوں کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

بندوبست نہیں کرسکتا تو اللہ کی قسم مَیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی کسی پلٹن سے پیچھے نہ رہتا۔ مجھے یہ پسند ہے کہ مَیں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔ (مشکوٰۃ صـ ۳۲۹)

نیز فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، روزے دار قائم اللیل اور عابد کی طرح ہے۔ جو روزے اور نماز سے رُکتا نہیں۔ تا آنکہ یہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس لوٹ آئے۔"

جہاد اسلام کی چوٹی ہے، ایمان کی لذت ہے، کافروں پر رعب اور ملک و قوم کی حفاظت ہے۔ دین کی عزت ہے، خدا کا قرب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا نیک پیشہ ہے، جنت میں جانے کا ٹکٹ ہے، دوزخ سے براءۃ نامہ ہے، دُنیا و دین کے تمام مصائب کی پناہ گاہ ہے۔

اگر جہاد نہ ہو، زمین کا نظام برباد ہو جائے، اشرار کی حکومت قائم ہو جائے، کسی کی جان، مال اور عزت و دین محفوظ نہ رہے۔ کفار و فجار مسلمانوں اور نیکو کاروں کا جینا دوبھر کر دیں۔

اہلِ سُنّت اور فریضہ جہاد

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ جہاد کی سعادت، اسلام کی اشاعت اور فتوحات کی کثرت، صحابہ کرامؓ اور ان کے ماننے والے مسلمانِ اہل السنّت والجماعت ہی کے مقدر میں آئی۔ ان کی فاتح تلواروں نے جہاں بڑے بڑے اشرار اور ان کی مجوسی و مشرک حکومتوں کو مٹایا، ان کے پاک نفوس مبلغین نے کلمہ توحید و رسالت کا پیغام دُنیا کے کونے کونے میں پہنچایا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ، "اللہ اس نبیؐ والے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔" (فتح)

"اللہ مومنین، صالحین کو زمین میں ایسا اقتدار دے گا کہ ان کے دین کو مستحکم و پائیدار کر دے گا۔ خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ صرف خدا کی عبادت کریں گے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔" (نور)

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچا ہو کر رہا کہ "اس دین کی دعوت تمام جھونپڑی والوں اور کوٹھیوں والوں تک پہنچے گی۔ شرق و غرب میں اس دین کی حکمرانی ہو گی۔ (الحدیث) سونے سے لدی ہوئی عورت اگر تنہا سفر کرے گی تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔" (الحدیث)

www.sirat-e-mustaqeem.com

شیعہ کی جہاد دشمنی

تنہا یہ نعمتِ عظمیٰ مسلمانانِ اہلِ سنّت کو ملی تو دشمن حسد کے مارے جل اٹھا اس نے غیر مسلموں کا جاسوس اور ایجنٹ بن کر، فریضہ جہاد مجاہدین ان کی فتوحات اور اشاعتِ اسلام پر جو جو حملے کیے اس کا ادنیٰ نمونہ مشاق کے یہ غلیظ اقتباسات ہیں ہم نے بعض مغالطوں کا ردّ ساتھ ساتھ کر دیا ہے۔

۱۔ "لیکن تم اگر ہتھیار استعمال کر کے ان کو جبر سے مسلمان کرو گے تو اسلام حلق سے نیچے نہ اترے گا محض زبانی مسلمان ہونے کا اظہار ہو گا اور ایسے لوگ خواہ کتنے ہی گروہ در گروہ تمہارے دین میں آ جائیں گے وہ دل کے کھوٹے ہی رہیں گے ..... چنانچہ دیکھا گیا کہ جو لوگ فتح مکہ کے بعد فوج در فوج لالچ و خوف و ہراس کے باعث مسلمان ہوئے وفاتِ رسولؐ کے بعد اسی طرح گروہ در گروہ خارج ہو گئے۔" ص ۱۰۳

حالانکہ فتح مکہ خود حضورؐ کا کارنامہ تھا اور گروہ در گروہ مسلمان ہونے کی پیشین گوئی خود قرآن نے کی تھی۔ (نصر پ۳۰) مگر اس دشمنِ اسلام کو سیرتِ نبویؐ اور صداقتِ قرآن پر بھی اعتراض ہے کہ سب فتح مکہ والوں کو معاذ اللہ ارتداد کے حوالے کر رہا ہے۔

۲۔ سورت انفال میں ہے کہ "اے رسولؐ ان کافروں سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آ جائیں تو جو ہو چکا معاف کر دیا جائے گا لیکن اگر وہ اپنی حرکات کو جاری رکھیں گے تو پہلے لوگوں کی طرح جو طریقہ جاری ہو چکا ہے وہی برتا جائے گا۔" یعنی معلوم ہوا کہ اسلام آخری گھڑی تک یہ موقع دیتا ہے کہ نوبت قتال و جدال تک نہ آئے۔ آپ حضرات پورا قرآن پڑھ جائیے کسی جگہ یہ حکم نظر نہیں آئے گا کہ تم لوگ غیر مسلمان اقوام کے ممالک پر چڑھائی کرو جب کہ وہ کوئی وجہ مخاصمت بیان نہ کریں۔" ص ۱۰۴۔

قرآن سے اعراض اور تحریف کی کتنی دلیری ہے حالانکہ اسی سے متصل آیت میں ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ۔ (پ۹ ع۸)
اور ان سے جنگ لڑتے رہو تا آنکہ شرک نہ رہے اور صرف اللہ کا دین جاری ہو جائے۔

وجہ مخاصمت وہی شرک ہے خدا اسے جہاد کے ذریعے مٹا کر صرف دین اسلام دیکھنا چاہتے ہیں۔ شیعہ تفسیر مجمع البیان ص ۵۳۴/۲ پر ہے یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مومنین

www.sirat-e-mustaqeem.com

کو حکم ہے کہ وہ کافروں سے جہاد کریں تاکہ فتنۂ شرک نہ رہنے پائے۔ (ابنِ عباسؓ)

۳۔ "یہ فتوحات جن پر بھائی لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ ظاہراً آنکھوں کو خیرہ کرتی ہیں لیکن اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو یہ کارنامے باعثِ رنج ہیں ..... تاریخ شاہد ہے کہ ایسی شاندار فتوحات ہمیشہ قوموں کی بربادی کا پہلا زینہ ثابت ہُوئی ہیں۔ ظاہراً تو فتوحات طاقت و عروج کی نشانی دکھاتی دیتی ہیں لیکن دراصل یہ ایک دیمک ہے جو کسی قوم کی جڑ میں لگتا ہے۔ اس کی مثال سِل کے مریض کی سی ہے۔" ص ۱۰۶

۴۔ "سنّی مسلمان جن فتوحات کو جہاد سے تعبیر کرتے ہیں جب ان کو یہ جنگیں اسلامی شریعت اور قرآن مجید کے خلاف معلوم ہوتی ہیں تو پھر حسبِ عادت احکامِ قرآن کو اپنے قیاس کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ جہاد سے متعلقہ منقولہ بالا دونوں آیات ــــــ کے متعلق ان کا مذہب یہ ہے کہ جب مسلمان کمزور تھے تو آیت لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ نازل ہوئی اور جب مسلمان طاقت ور ہو گئے تو پھر یہ آیتِ جہاد وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ نازل ہُوئی۔" ص ۱۰۹

حالانکہ یہ تعارض مریضِ شرک ذہن کی پیداوار ہے ورنہ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ بھی مدنی آیت ہے جب جہاد کا حکم آچکا تھا اس میں جنرل اور کلی قسم کا تاقیامت حکم بیان ہو رہا ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہ بنایا جائے۔

اور آیت واقتلوھم خاص مشرکین عرب سے متعلق ہے۔ واقعی کمزوری کے دنوں میں جنگ کی اجازت نہ تھی ارشاد تھا فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (بقرہ) "تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (جہاد) نازل فرما دے۔" پھر قوت اور جمعیت حاصل ہونے پر جہاد کی آیات نازل ہو گئیں اب درج ذیل عبارت میں شیعوں نے حضرت عمرؓ پر طعن نہیں کیا بلکہ خدا اور رسولؐ پر کیا ہے۔

۵۔ "غالباً جیسی ذہنیت ان (سنّی) حضرات کی اپنی ہے ویسا ہی یہ رسولؐ اللہ اور خداوند عظیم کو سمجھتے ہیں کہ معاذاللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے مطلب پرست تھے کہ جب کمزور تھے تب تو نرمی کا سبق دیا اور جب اس نرمی کے نتیجے میں حاملِ قوت ہوئے.....

www.sirat-e-mustaqeem.com

معاذ اللہ اب سختی کا حکم دے دیا کہ غیر مسلم جہاں ہو ختم کرو ایسی باتیں کس قدر افسوس ناک ہیں۔" فروغ دین ص۱۰۸

۶۔ "لہذا جب ہم اس معیار جہاد پر عراق و شام پر مسلمانوں کی لشکر کشی کو جانچتے ہیں تو یہ جنگیں جہاد تو درکنار خلافِ اسلام لڑائیاں ثابت ہوتی ہیں۔" ص۱۰۹

۷۔ "اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اسلام کو اس بات کی قطعی ضرورت ہی نہیں ہے کہ سلطنت کی حدود کو فوج کشی اور جارحیت سے وسعت دی جائے اگر اسلام کا ایسا حکم قرآن میں موجود ہوتا تو ضروری تھا اس کی وضاحت اور قواعد سے امت کو آگاہ کر دیا جاتا اور ایسا خلاف عقل حکم اسلام کبھی نہ دیتا۔" ص۱۱۴ ۔ (آئندہ ایسی گیارہ آیات ملاحظہ کریں۔ مہر محمد)

۸۔ "پس چونکہ ایسا حکم نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی سنت سے ثابت ہے کہ دوسری اقوام پر ان کی مخاصمت و مخالفتِ اسلام کے بغیر حملہ کر کے دنیا کے امن وچین کو غارت کیا جائے۔ لہذا ایسی تمام فتوحات منشاء دین وامن وسلامتی کے خلاف ہیں کیونکہ ایسی جارحیت عدل و انصاف کے اصولوں کے منافی ہے۔"

۹۔ "پس حضورِ اکرمؐ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں میں حرص مال پیدا ہو گئی اور اسی کے تحت فتوحات ہوئیں کیونکہ جن ممالک پر فوج کشی کی گئی ان کی طرف سے کوئی مخالفت دین یا مخاصمت اسلام پیدا نہ ہوئی تھی محض ان کی کمزوری دیکھ کر ان کو مغلوب کرنے کی کوشش کی گئی۔" ص۱۱۹

یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشین گوئی کو غلط استعمال کیا گیا ہے جو یہ ہے "جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمہارے اوپر دنیاوی دولت و وجاہت کے دروازے کھل جائیں گے۔" فتوحات ہوئیں، مسلمان دولت مند ہو گئے اور پہلی سی سادگی اور جذبہ نہ رہا۔ گویا فتوحات سے دولت مندی اور اس کا اثر لازمی بتلایا گیا۔ یہ نہیں کہ مسلمان پہلے دولت کے حریص بنے پھر اسی لالچ اور نیت سے جہاد کر کے فتوحات پائیں اور بلا وجہ مخاصمت ان کی کمزوری کو نشانہ بنایا۔ دشمن اسلام رافضی کا صحابہ کرامؓ پر ناپاک بہتان اور حدیث کی معنوی تحریف ہے۔

۱۰۔ "جب کہ جن فتوحات پر ناز کیا جاتا ہے ان کا عالم یہ تھا کہ مسلمان تو جگہ جگہ پھیلے مگر اسلام اپنے وطن میں بے وطن ہو گیا اور یہ نہایت قابل غور بات ہے۔" ص۱۲۰

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۱۔ "تاریخ شاہد ہے کہ ان فتوحات کے بعد مسلمانوں کی حالت بدتر ہوگئی۔ حرص و ہوس نے ان کو اس قدر اندھا کر دیا کہ فاتحِ اعظم کے جانشین کو چالیس دن محصور رکھ کر مدینہ رسول میں موت کے گھاٹ اتار دیا...... اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ خانوادۂ رسول کو شہید کر دیا گیا۔ الغرض دن بدن داخلی و خارجی اعتبار سے نہ ہی دین رہا اور نہ ہی دُنیا۔ بس ایک خواب سہانا تھا جو ٹوٹ گیا" فروع دین ص ۱۲۰

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" کے مصداق رافضی نے یہاں تسلیم کر لیا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں، بلوائیوں کا جذبہ دشمنی و عناد یہی تھا کہ مسلمانوں اور ان کے خلفاءؓ نے ہمارے ممالک کفر کو کیوں فتح کر لیا اور ہمارے مجوسی آباء کو کیوں تہ تیغ کیا۔ ابن سبا یہودی کی یہ پارٹی منافق اور در پردہ کافر ہی تھی آج اس کی حمایت کرنے والے شیعہ بھائی اسی قماش کے ہیں یا مشاق کو یہ بھی تسلیم ہے کہ خانوادۂ رسولؐ کو نینوی کے مقام پر بے دردی سے شہید کرنے والے یہی لوگ ہیں اگر جنگِ بدر کے عناد میں مسلمانوں کے لیے نقصان دہ جنگ احد ہو سکتی ہے اور بدر کی صداقت مزید نکھرتی ہے۔ اسی طرح فتوحاتِ اسلام کے عناد میں منافقوں کے ہاتھ سے حضرت عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، علیؓ و حسنینؓ کی شہادتیں ہو سکتی ہیں لیکن قاتل خود ننگے بے ایمان ثابت ہوتے ہیں اور فتوحات کی صداقت دوبالا ہوتی ہے۔ رافضی اسلام کو ٹوٹنے والا خواب سانا کہہ کر خوش نہ ہو اسلام زندہ ہے، زندہ رہے گا، رافضی خود ماتم کر کے مرتا رہے گا۔

۱۲۔" ان فتوحات کی بدولت جو اسلام پھیلا اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ دین میں تفرقہ بازی ہوئی۔ اتحاد، تنظیم اور یقینِ محکم سب رخصت ہوتے گئے۔ کبھی ملوکیت اور کبھی غلامی مقدر ٹھہری ...... لہٰذا جس عمل کا نتیجہ ہی بد ہو اس پر فخر کرنا بے وقوفوں کی جنت میں رہنے کے سوا کچھ نہیں ہے" ۱۱
تفرقہ بازی فتوحات کی وجہ سے نہیں۔ یہود کی منافقانہ سازشوں سے ہوئی اور سب سے پہلے تفریق کی گمراہی کا علم بردار شیعہ گروہ ہے۔ حکومت و خلافت علی المرتضیٰؓ کی ہوا حالات ملوکیت کو جنم دیں ایک معمہ ہے جس کا حل شیعوں اور سبائیوں کی سازشیں ہیں۔ اگر یہ فتنہ باز اور منافق نہ ہوتے تو حضرت معاویہؓ کی ملوکیت عادلہ قائم نہ ہو سکتی۔ خلفاء صحابہؓ کے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں کو غلامی کبھی نصیب نہ ہوئی یہ بعد کی فتوحات تھیں اور مسلمانوں کی اپنی بدعملی اور اختلافات کا اس میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

دخل ہے۔ فاتحین ذمہ دار نہیں ہیں۔ عمل بد کا نتیجہ شیعوں کا وجود ہے۔ ایسے وجود پر فخر واقعی جنۃ الحمقاء میں بسنے والی بات ہے۔

۱۳۔"پس چونکہ دین میں ناجائز فتوحاتِ ارضی کا کوئی کارنامہ ہی نہیں ہے بلکہ عدل وانصاف کے خلاف فساد فی الارض ہے۔ (معاذاللہ) اس لیے اس کو خوبی سمجھنا اور کسی فضیلت کا معیار خیال کرنا شریعتِ محمدیہ کے خلاف ہے۔" فروع دین ص ۱۲۹

۱۴۔"ہمارا چیلنج ہے کہ آج جو لوگ دعوت اسلام کو اس طرح پیش کرنے کے حامی ہیں۔ "کہ اسلام قبول کرو، جزیہ ادا کرو یا لڑائی کرو" کا حکم اگر زبانِ رسولؐ سے کسی مرفوع حدیث سے پیش کریں جس کے راوی ثقہ ہوں تو ہم ان کی حمایت کرنے کو تیار ہیں کیونکہ حضورؐ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں کبھی ایسا سکھا شاہی حکم نازل نہیں فرمایا ہے۔" اسی صفحہ پر جزیہ کو غنڈہ ٹیکس کہا ہے۔ ص ۱۲۲

یہ رافضی قرآن وحدیث کا منکر ہو کر اب خالص کافروں کے کیمپ سے مسلمانوں پر توپ چلا رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ (پ۱۰، ع۱۰، توبہ)

مسلمانو! ان لوگوں سے لڑتے رہو جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ امور کو حرام نہیں جانتے اور دینِ حق اسلام کی پیروی نہیں کرتے اور وہ اہلِ کتاب (یہودی، عیسائی) ہیں۔ (اس وقت تک لڑو) کہ وہ اپنے ہاتھ سے تم کو جزیہ دیں اور ذلت قبول کریں۔

پتہ چلا کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ مسلمان اہل کتاب کو مسلمان کریں ورنہ جزیہ لیں اور آخری صورت جنگ کی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جرنیلوں اور سپہ سالاروں کو ہدایات دیتے تھے کہ مشرکین کو تین باتوں کی دعوت دو وہ جو بھی مان لیں اسے قبول کرو۔ پہلے اسلام کی دعوت

www.sirat-e-mustaqeem.com

دو۔ مان لیں تو ان کی مال وجان کی حفاظت کرو اور دار الہجرت میں منتقل کرو ورنہ وہ مسلمان بدووں کی طرح زندگی گزاریں گے مالِ غنیمت اور فَے سے حصّہ نہ پائیں گے۔ اِلّا یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے جہاد کریں۔ اگر اسلام سے انکار کریں تو ان پر جزیہ اور ٹیکس لگاؤ، مان لیں تو ان کی جان ومال کی حفاظت کرو۔ فان ابوا فاستعن باللّٰہ و قاتلھم۔ اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو پھر اللہ سے مدد مانگو اور ان سے جنگ لڑو۔ الحدیث مشکوٰۃ صـ۳۴۱

یہ حدیث شریف مسلم شریف کی صحیح ہے راوی سب ثقہ ہیں۔ حدیث صحیح تو مل گئی مگر رافضی کیوں مانے؟ وہ تو حکمِ نبوی کو سکھا شاہی اور قرآنی حکم جزیہ کو غنڈہ ٹیکس کہکر بڑا سکھ اور بدترین کافر ہوگیا۔ (معاذ اللہ)

۱۵۔ غیر مسلموں کی طرف داری میں رافضی قلم کار رقم طراز ہے:

"آج زمانہ مجبور ہوگیا ہے کہ اس فطری اصول کو تسلیم کرے کہ ہر قوم کو اپنے ملک میں بسنے کا حق ہے۔ اس کا اپنا طرزِ حکومت ہونا چاہیے کیونکہ ہر قوم کی تہذیب، معاشرت، معیشت، زبان رسم ورواج، خوراک وپوشاک علیحدہ ہوتے ہیں۔" صـ۱۲۳

۱۶۔ بہرحال ایک ایسا مذہب جو دنیا کو رحم وعدل کی تعلیم دینے کے لیے طلوع ہوا۔ اس کا نظریہ اس قدر وحشیانہ نہیں ہو سکتا کہ محض حدود مملکت کی وسعت اور دولت وثروت کی خاطر کمزور ہمسایوں کو غلام بنا کر ان کے اثاثے غضب کرلے۔ صـ۱۲۳

کب تک بکواسات نقل کروں کلیجہ منہ کو آتا ہے کیونکہ اسلام پر یہ حملے منکرینِ خدا کی یہ کھلی وکالت اور ننگا کفر حضرت عمرؓ اور فاتحین خلفاءِ اسلام کی دشمنی کے نشہ میں شیعہ کرتے ہی رہتے ہیں ورنہ اگر ذرا ہوش میں آئیں تو قرآن وحدیث کا یوں استہزاء وانکار نہ کریں۔ زمینی فتوحات اور انکی وسعتوں کی پیشینگوئی اور گویا فاتحین کو ترغیب خود خدا نے دی ہے۔ ان آیات پر غور فرمائیں:۔

فتوحاتِ ارضی اور قرآنِ کریم

۱۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي

ایمان اور اعمالِ صالحہ والے مسلمانوں سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان (خلفاءِ راشدینؓ) کو یقیناً خلافتِ ارضی دے گا جیسے پہلے لوگوں کو خلیفے بنایا تھا اور یقیناً ان کا وہ دین انکے ہاتھوں سے مضبوط

www.sirat-e-mustaqeem.com

ارْتَضٰی لَھُمْ۔ (نور، ع ۷) کرے گا جو خدا نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔

زمین میں یہ خلافت واقتدار اور دین کا استحکام و رواج فتوحات ارضی اور اپنی مسلم حکومت کے قیام کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ دلالۃ النص سے گویا خدا نے فتوحات کی تعلیم دی۔

۲۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (پ ۱۷، ۱۴) ان مہاجرین مظلومین کو اگر ہم زمین میں اقتدار دیں گے تو وہ نماز کی پابندی کریں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ اچھے کاموں کا حکم دیں گے بُرے کاموں سے روکیں گے۔

اپنی مرضی کی اسلامی حکومت کے بغیر نفاذِ دین ممکن نہیں۔ خود مختار حکومت فتح کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۔ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔ (انبیاء، ع ۷) ہم نے توارت کے بعد زبور میں بھی یہ بات لکھ دی کہ بے شک سرزمین مقدس کے وارث میرے نیک بندے (امتِ محمدیہ و لشکرِ عمرؓ) ہوں گے۔

"الارض" سے مراد فتح بیت المقدس ہے۔ یہ حضرت عمرؓ کے حق میں پیشین گوئی ہے "جلنے والے کا منہ کالا"

۴۔ وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ۔ (النحل ع ۶، پ ۱۴) جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ظلم سہنے کے بعد گھربار بھی چھوڑا ہم یقیناً ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔

مہاجرین مظلومین کو دنیا میں بہترین ٹھکانہ دینے کا وعدہ ہے اور وہ ان کی خلافت وفتوحات ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

دُنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی، یا تخت مقام آزادی کا

آیاتِ بالا کی تشریح و تفسیر ہم "تحفہ امامیہ" میں مسئلہ خلافت میں کر چکے ہیں۔ یہاں اجمالی حوالہ کافی ہے۔

۵۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا وَاللّٰہُ کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم سرزمین کفر کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ط
(رعد ع پ ۱۳)

(ان سے چھین کر مسلمانوں کو دلا رہے ہیں) اللہ اپنا فیصلہ کرتا ہے اسکے فیصلے کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

۶۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ (الانبیاء، پ۱۷)

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے کم کرتے آرہے ہیں پس کیا وہ مشرکین غالب رہیں گے؟ (نہیں مسلمان غالب رہیں گے)۔

۷۔ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۔ (احزاب ع ۳)

خدا نے تم کو یہود بنی قریظہ کی زمینوں اور شہروں اور مالوں کا وارث بنادیا اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۸۔ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۔ (فتح، ع ۳)

اور دوسری فتح (خیبر) کا بھی تم سے وعدہ کیا جس پر تم قادر نہیں مگر اللہ نے اسے گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے۔

۹۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۔ (سورۃ حشر، ع ۱) پس اے دانشورو! عبرت پکڑو۔

اسی خدا نے اہلِ کتاب کے بنی نضیر یہودی کافروں کو انکے گھروں سے پہلے حشر و اجتماع کے موقع پر نکالا تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے۔ ان کا خیال تھا ان کو قلعے خدا کے عذاب سے بچالیں گے لیکن خدا نے ان کو وہاں سے پکڑا کہ ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے مکانات اپنے ہاتھوں سے ڈھاتے اور مومنین سے برباد کراتے تھے۔

یہ یہود بنی نضیر کی جلا وطنی اور ان کی زمین پر قبضے کا ذکر ہے۔ ضرورتاً اجاڑنا، اجڑوانا اور فصلوں کا درختوں کا کاٹنا بھی درست ہے۔ اس سورۃ میں فدک و خیبر کی زمینیں لوٹ کر

www.sirat-e-mustaqeem.com

ملنے وغیرہ سب باتوں کی تصریح ہے۔

۱۰۔ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ... اِلٰی ... عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ۔ (سورۃ اعراف، پ۹، ع۵)

حضرت موسیٰؑ نے قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور ایمان و جہاد پر پکے رہو تو زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہیے وارث بناتا ہے۔ (یہ فرعون کے ملکِ مصر پر قبضے کی بات ہو رہی ہے) عنقریب اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تم کو زمین میں خلافت دے گا۔

۱۱۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ (پ۲۴، مومن ع۶)

ہم یقیناً اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دُنیا میں مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

نصرتِ اہلِ ایمان علاقوں کی فتح، قتلِ کفار اور اسلامی حکومت قائم ہو جانے سے بھی ہوتی ہے۔

سیرتِ نبویؐ اور جہاد

یہ تو قرآنی آیات کا نمونہ تھا۔ سیرتِ نبویؐ کا ایک ایک دن اسلامی جہاد اور فتوحات کا آئینہ دار ہے جسے خلفاءِ راشدینؓ نے اپنا نصب العین اور ماٹو بنا کر عظیم الشان فتوحات حاصل کیں اور شیعہ جل رہے ہیں۔ شیعہ کی فروع کافی ج ۵ ص ۱۰ تا ص ۱۲ کتاب الجہاد پر ہے: امام باقرؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ تلواروں کے ساتھ بھیجا۔ تین کھلی اور بے نیام ہیں۔ اس وقت تک نیام میں نہ جائیں گی جب تک جنگ مکمل نہ ہو۔ جنگ تب مکمل ہو گی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ تب تک سب لوگوں کا ایمان معتبر ہو گا اور اس دن کسی کو تازہ ایمان نفع نہ دے گا۔ چوتھی تلوار بند ہے۔ پانچویں نیام میں ہے پھر امام نے کھلی تین تلواروں کی تفسیر فرمائی سیف علی مشرکی العرب، والسیف الثانی علی اھل الذمہ، والسیف الثالث علی مشرکی العجم یعنی الترک والدیلم والخزر۔ پہلی تلوار مشرکین عرب پر ہے (جو حضورؐ نے خود چلائی) دوسری اہلِ ذمہ پر ہے اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

تیسری ترکوں، دیلمیوں اور بربری اقوام پر ہے۔ (یہ دونوں خلفاء راشدینؓ حضرت معاویہؓ اور بعد کے خلفاء اسلام نے چلائی ہیں) معلوم ہوا کہ خلفاء راشدینؓ اور فاتحینِ اسلام صحابہؓ وغیرہ محمدی تھے محمدی تلواریں چلا کر فتوحات سے تائیدِ اسلام اور اتباعِ رسولؐ کی۔ شیعوں کا اس پر اعتراض خود کافر ہونے کی دلیل ہے۔

عہدِ نبوتؐ کی جنگوں پر غور کیجئے! جنگِ بدر اگرچہ دفاعی اور اچانک تھی لیکن اس سے پہلے اور بعد کے چھوٹے چھوٹے سرایا سب اقدامی اور فاتحانہ انداز کے تھے غزوہ احد اور خندق بھی دفاعی تھیں لیکن اس عرصے میں لاتعداد سرایا خالص اقدامی اور قابضانہ تھے۔ مسلمانوں نے ان سے خوب فائدہ اٹھا کر اپنی جہادی طاقت اور پوزیشن کو مستحکم کیا حتیٰ کہ ۱۰ ہزار قدسیوں نے اچانک مکہ شریف فتح کر لیا پھر جنگِ حنین اور ہوازن بھی اقدامی تھیں۔ مسلمانوں نے پیش قدمی کر کے مخالفانہ اٹھنے والی طاقتوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا اور سارا عرب اسلام کے زیرِ نگین آگیا مسلمانوں نے افواہ سُنی کہ قیصر عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۳۰ ہزار کا لشکرِ جرار انتہائی گرمی، غربت اور نامناسب حالات کے باوجود قیصرِ روم کی سرحدوں پر لا جمع کیا اور وہ مرعوب ہو گئے۔ اگر جنگ ہوتی تو یہ دشمن کے ملک میں اقدامی ہی کہلاتی۔

یہودیوں نے پے در پے سازشیں اور غداریاں کیں جن کی وجہ سے ان کو تہ تیغ یا جلاوطن ہونا پڑا۔ آخری وصیت آپؐ نے انہی کے متعلق فرمائی۔

اخرجوا المشرکین (ای الیہود والنصاریٰ) یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے من جزیرۃ العرب۔ (بخاری پ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۵۵) نکال دو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی فرمان کی تعمیل میں خطہ عرب کو ان سازشیوں کے بقیہ بازوں سے پاک کیا۔ عہدِ نبوت میں یمن اسی پالیسی کے تحت فتح ہوا۔ قیصر و کسریٰ کی فتوحات کی آپؐ نے بار بار پیشین گوئی فرمائی۔ خندق کے موقع پر چٹان ٹوٹنے اور چنگاریوں میں قیصر و کسریٰ کے محلات نظر آنے اور حضورؐ کے ہاتھ آنے اور مسلمانوں کی فتوحات بننے کا ذکر کتبِ شیعہ میں بھی متواتر ہے۔ دیکھئے حیات القلوب از باقر مجلسی ص ۳۹۵ ج ۲، روضہ کافی ص ۲۷۰ ج ۸، ص ۲۱۶ محشی علی اکبر الغفاری کہتے ہیں خبر الصخرۃ من المتواترات قد رواہ الخاصۃ

www.sirat-e-mustaqeem.com

والعامۃ باسانید کثیرۃ .... الخ۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے سنی و شیعہ علمائے بہت سی سندوں سے روایت کیا ہے۔

بلکہ فتوحات کا یہ دروازہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دکھایا۔ قیصر کو دھمکی آمیز خط لکھا:

ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم و یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین۔ (بخاری ص۵ ج۱)	میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہوجا تو بچ جائے گا اور مسلمان ہوجا تجھے اللہ دوہرا اجر دے گا اگر تو اسلام سے منکر ہوا تو جاٹوں کے کافر رہنے کا گناہ تجھی پر پڑے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ میرے قدم تیری حکومت تک پہنچیں گے۔ (سیرت ابن ہشام)

کسریٰ ایران کو بھی یہی دعوت دی جب اس نے خط پھاڑ دیا تو اپنی بددعا میں گویا اسے برفتح کردیا۔

ان یمزقوا کل ممزق۔ (بخاری ص۶۳۷ ج۱) کہ ایرانی پوری طرح تکہ بوٹی ہوجائیں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ اور آپ کے جیالے سپاہیوں نے ان پہلوانوں کی تکہ بوٹی کر دکھائی۔

آج کا طاغی اور ظالم ایران پھر عالم اسلام سے لڑ رہا ہے۔ کاش کوئی عمرؓ اور اس کا سعدؓ بن ابی وقاصؓ جیسا جرنیل ہوتا جو عمرؓ کے مفتوحہ ملک کو عمرؓ کے دشمنوں سے چھین کر عمرؓ کے ماننے والوں کے حوالے کرتا۔ بدقسمتی سے پاکستان کو روز اول سے دین دشمن حکمران ملے ہیں ورنہ عراق کی مدد لازم تھی۔

سیرتِ نبویؐ کے بعد فرمانِ مرتضویؓ بھی حضرت عمرؓ کی فتوحاتِ اسلامی کی گواہی دے رہا ہے۔

ایران کی لڑائی میں حضرت عمرؓ نے خود جانا چاہا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے ارشاد فرمایا:

مشنِ فتوحات کی کامیابی یا ناکامی فوج کی کمی یا زیادتی سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا دین ہے جسے خدا نے غالب کر دیا ہے اور اسی کا لشکر ہے جو اس نے تیار کرکے پھیلا دیا ہے، یہاں تک کہ وہ (دور دور تک) پہنچا ہے جہاں پہنچنا تھا اور دُنیا پر طلوع ہوگیا ہے جہاں چمکنا تھا۔ ہم تو اللہ کے وعدے پر (لڑ رہے) ہیں۔ اللہ اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے اور اپنے لشکر کی امداد کر رہا ہے آپ امر خلافت کے قیّم و سربراہ بنے رہیں جیسے لڑی موتیوں کو سنبھالے اور ملائے

www.sirat-e-mustaqeem.com

رکھتی ہے اور جب لڑی ٹوٹ جائے تو سب موتی بکھر جاتے ہیں... الخ (نہج البلاغہ قسم اول ۲۸۳)
اس سے پتہ چلا کہ حضرت علیؓ نے گو سپہ سالار بن کر کسی علاقے کو فتح نہ کیا مگر ان جنگوں اور فتوحات پر دل سے خوش تھے ان کو خدائی وعدہ جانتے تھے لہٰذا اشتاق کا یہ لکھنا "حضرت علیؓ نے ان فتوحات کی حمایت نہ کی" ص ۱۲۵، محض جھوٹ ہے۔

جہاد عمرؓ اور سادات

خدا، رسولؐ اور حضرت علیؓ تو حضرت عمرؓ کی فتوحات کو اسلامی اور خدائی کہہ رہے ہیں۔ بلکہ آئمہ اور سادات کا حلالی وجود فتوحات عمری کا رہین منت ہے کہ بی بی شہر بانو بنت یزدگرد شاہ ایران دورِ عمرؓ میں ہی باندی بن کر حضرت حسینؓ کے حرم میں داخل ہوئی اور ۹ ائمہ اور ہزاروں سادات اس کی نسل ہیں لیکن عزتِ اہل بیتؓ اور خونِ حسینؓ کا تاجر ذاکر ایک ایک لاکھ روپے کی فیس لے کر فتوحات عمری کو ظلم اور تمام سادات و آئمہ اہلِ بیتؓ کو غیر حلالی تو باور کرا سکتا ہے لیکن عمرؓ اور لشکرِ عمرؓ کو مومن کبھی نہیں مان سکتا ورنہ اسی لمحے وہ دینِ امامیہ اور فقہ جعفریہ سے مرتد اور کافر ہو جائے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ اور خلفاء راشدینؓ کی فتوحات کے خلاف شیعہ کی یہ ہرزہ سرائی نہ ہوتی اگر ایک انچ کفار کی زمین شیعہ یا ان کے آئمہ نے فتح کی ہوتی۔ خیر سے شیعہ کے بقول ان کے آئمہ تو تقیہ کے نہاں خانہ میں پناہ گزین رہے۔ دینِ حق کا کتمان کیا اور لادین نظریات کا اقرار و اعلان کیا: التقیۃ من دینی ومن دین آبائی (تقیہ دین حق چھپانا اور خلافِ حق ظاہر کرنا میرے اور میرے باپ دادے کا مذہب ہے۔ فرمانِ جعفرؒ) یہی مطلب ہے سب شیعہ تو ہر مسلمان دشمن طاقت کے ایجنٹ اور جاسوس بن کر مسلمانوں کے لیے مارِ آستین بنے رہے۔ جیسے شروع کتاب میں ان کی تاریخ ہم بتا چکے ہیں۔ اپنے محسنوں کی شکر گزاری ہر شریف آدمی کا فرض ہے۔ مگر جب عمرؓ نے ان کو آگ پرستی سے چھڑا کر کلمہ پڑھایا اور ایران فتح کر کے اسلامی ملک بنا کر ان کو دے دیا۔ یہ اسی محسن کو تبرّوں اور کردار کشی کا صلہ دے رہے ہیں؟" منہ پھٹ مشتاق نے جنگوں اور فتوحات کے لمبے چوڑے نقصانات جتلائے ہیں اور حضرت عمرؓ کے خلاف ژاژ خائی کی ہے وہ یہ حق گوئی اپنے دور کے ظالم و جنگ جو تیرھویں امام غاصب خمینی کے خلاف کیوں نہیں کرتا، وہ جو یہودی امریکی اسلحہ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

عراق و عربوں کو مارنے اور اپنا ملک تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور "عالمِ اسلام کا امن و چین غارت کر رکھا ہے۔" اسے "فوج کشی، جارحیت اور توسیع پسندی" سے کیوں نہیں روکتا؟ اسے اپنا یہ فطری اصول کہ "عراق و عربوں کو بھی اپنے ملک میں اپنا طرزِ حکومت بنانے اور تہذیب و معاشرت اپنانے کا حق ہے۔" کیوں نہیں سناتا؟ انقلابِ ایران اور اس کی خونریزی نے یہ ثابت کر دیا کہ شیعہ کا ہر کام، ہر نعرہ اور ہر اصول منافقت اور مسلم دشمنی پر مبنی ہے۔

(اللهم اهلكهم مثل عاد و ثمود)

ایک شبہ کا ازالہ

"اسلام تلوار کے زور سے پھیلا" ایک مردود فقرہ ہے، جو عیسائیوں اور یہودیوں سے زیادہ شیعوں نے مشہور کر کے اپنے آقاؤں کو راضی کیا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسلام اپنی اخلاقی پاور قوانینِ عدل کی وسعت اور عالم گیر صداقت کے بل بوتے سب دنیا پر چھایا ہے۔ اسلام کی جنگیں دفاعی بھی ہیں اور تبلیغِ اسلام میں رکاوٹ کفار اشرار کو ہٹانے کے لیے اقدامی بھی ہیں۔ خدائی فرمان اور اسوۂ نبوی زبردست دلیل ہے۔ خلفاء راشدینؓ نے اسی مشن نبوی کو تازندگی آگے بڑھایا اور جانیں قربان کی ہیں اس لیے اب کفار سے مرعوب ہو کر اسلامی جہاد کو صرف دفاعی کہنا اور خلفاء راشدینؓ کی کردار کشی کرنا کفر کی ہمنوائی ہے۔ کفار تو سیرتِ نبوی پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ قرآنی احکام جہاد کو غیر منصفانہ کہتے ہیں تو کیا ان سے مرعوبی میں قرآن و سنت کو بھی مسلمان چھوڑ دیں گے اور تا قیامت جہاد کا دائمی فریضہ، قصۂ پارینہ بن جائے گا؟ حالانکہ آپؐ فرما گئے ہیں: الجهاد ماض الی يوم القيمة۔[1]

مسلمان کی کس قدر زبوں حالی اور مقامِ افسوس ہے کہ اس نے صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کی اصلیت کو نہ پہچانا، ان کو مسلمان بھائی سمجھ کر دوست بنایا تو عظمتِ قرآن و صحابہؓ ہی کو نہیں، مشن صحابہؓ جہاد فی سبیل اللہ کو بھی صدیوں سے بھلا بیٹھا ہے۔ غیر مسلموں کی نقالی پر تو فخر کرتا ہے لیکن صحابہ کرامؓ کی فتوحات اور جہادی قربانیوں کو مشکوک اور بے اعتبار جاننے لگا ہے معاذ اللہ!

چو صحبتِ طالع ترا طالع کند

ہمارا یہ دعویٰ ناقابلِ تردید ہے کہ جب تک مسلمان عظمتِ صحابہؓ سے سرشار ہو کر دشمنانِ اسلام روافض سے پوری طرح متنفر نہیں ہوں گے اور جہاد کو جاری نہیں کریں گے کبھی اپنا

---

[1] کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ (یعنی مسلمان جاری رکھیں۔)

www.sirat-e-mustaqeem.com

گمُ شدہ اور کھویا ہوا مقامِ جہاں بانی اور عالمی حکومت کا پایۂ تخت حاصل نہیں کر سکتے۔

چنٗد مطاعن کا دفعیہ

بحثِ جہاد میں مشاقِ جاگیرداری نظام نے حضرت عمرؓ پر یہ طعن بھی کیا ہے کہ آپ نے عراق کی مفتوحہ وسیع زمینوں کو فوجیوں میں بانٹنے کے بجائے سٹیٹ کی ملکیت کیوں قرار دیا؟ یہ اعتراض ایسا ہے کہ شاہی امور میں ایک بھنگی مداخلت کرے اور کہے یہ بادشاہ میری نظر میں گر گیا ہے جیسے مامون الرشید کے متعلق ایک بھنگی نے ایسا ہی کہا تھا۔

جب اس پر بحث ہوئی اور حضرت عمرؓ نے آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کر کے سب کو اپنا ہمنوا بنا لیا حضرت علیؓ کی رائے تو پہلے ہی یہی تھی اور اس پر سب صحابہ کرامؓ کا اتفاق و اجماع ہو گیا۔ (الفاروق) اب پندرہ سو برس بعد ایک رافضی آپ پر اعتراض کر کے "آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر" نامعلوم کیوں اپنی بدنامی کرا رہا ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے وَالَّذِيْنَ جَاءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ الآیہ، بے موقع پڑھی اور تحریف کی؟ رافضی کی آتشِ حسد ہے۔ حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ اس استدلال کو تسلیم کرتے ہیں منکرِ قرآن و دشمنِ عمر ایک شیعہ نہ مانے کیا حرج ہے؟

مشاقِ طعن کو یہ شبہ بھی ہے کہ بغداد دارِ غصب ہے۔ حالانکہ بغداد خلفاءِ عباسیہ نے آباد کیا۔ ممکن ہے انھوں نے مالکانِ اراضی کو صحیح معاوضہ نہ دیا ہو اور بعض علماءؒ نے اس کی شکایت کی ہو۔ اس کا عہدِ صدیقی میں فتوحاتِ عراق سے کیا تعلق ہے؟ جو ڈیڑھ سو سال پہلے ہوئی تھیں۔

رافضی نے اس بحث میں اُحد و خندق میں فرار والا طعن بھی بار بار دہرایا ہے ہم اسکا مفصّل اصولی اور تحقیقی جواب "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں ارقام کر چکے ہیں۔ یہاں دوبارہ اتنا کہنا کافی ہے کہ چھوٹی بڑی ۲۷ جنگوں میں سے صرف احد و حنین میں بھگدڑ مچی تھی۔ اُحد میں اس کی وجہ امیر کی نافرمانی اور زلتِ شیطان خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے پھر وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ فرما کر قطعی معاف کر دیا۔ اب معترض اپنے ایمان کی خیر منائے۔ حنین میں فرار کی وجہ اپنی کثرتِ تعداد پر ناز تھا۔ تنگ درے میں سے سحری کے اندھیرے میں چند افراد گزر رہے تھے کہ مورچہ نشین تیر اندازوں کی تاب نہ لا سکے۔ بھگدڑ مچی مگر جلدی ہی مہاجرین و انصارؓ کو آواز دینے سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

سب حضرات واپس آئے اور ایسے ڈٹ کر لڑے کہ چالیس ہزار پر اللہ تعالیٰ نے زبردست فتح عطا فرمائی۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (توبہ، ع ۴)	پھر اللہ نے اپنی رحمت اپنے پیغمبر اور ایمان والوں پر اُتاری اور ایک لشکر اُتارا جسے تم نے نہ دیکھا اور کافروں کو خوب سزا دی یہی بدلہ ہے کافروں کا۔

شیعہ تفسیر مجمع البیان صفحہ ۱/۴۲ پر ہے: "پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینت و رحمت اپنے رسولؐ اور ایمان والوں پر اُتاری حین رجعوا الیھم وقاتلوھم جب وہ مؤمنین دوبارہ لوٹ کر کافروں کے مقابلے میں آگئے اور ان سے جنگ لڑی"

پتہ چلا کہ بھاگنے والے مومنین کو خدا نے رحمت و سکینت اور مغفرت سے نوازا اور پلٹا کر کفار پر زبردست فتح دی۔ اب جو اس کا طعنہ مسلمانوں کو دیتا ہے اس کا قرآن اور جماعتِ صحابہؓ پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی شیعہ تفسیر میں سورۃ انفال اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ (مگر جنگی چال کے طور پر پیچھے ہٹنے والا ہو) کی تفسیر میں (صفحہ ۵۳۰/۲۲) ہے:

"اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھاگنے پر وعید بدر کے دن کے لیے تھی۔ اس وقت مسلمانوں کی جائے فرار نہ تھی کیونکہ زمین میں کہیں مسلمانوں کی جمعیت نہ تھی۔ ہاں اس کے بعد مسلمان ایک دوسرے کے لیے جمعیت اور طاقت بن جاتے تھے تو پارٹی میں ملنے کی خاطر بھاگنا (اور طاقت بنانا) گناہ نہ ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے یہی تفسیر کی ہے۔" تو حنین کا بھاگنا اسی قسم کا تھا۔

ہماری اسی کتاب میں حضرات شیخینؓ اور اکابر صحابہؓ کی ثابت قدمی آپ پڑھیں گے، کسی مختصر روایت میں کسی نام کا نہ ہونا فرار پر دلیل نہیں جب کہ مفصل میں موجود ہے۔ مستدرک والی روایت تو ایمانِ صدیقی کی گواہی دے رہی ہے کہ جب اور لوگ آپ سے ہٹ گئے ہیں تو ابوبکر صدیقؓ اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ آپ کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی ہرگز

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہیں بھاگے البتہ حضورؐ کی شہادت کی خبر سُن کر دل شکستہ اور مایوس ہو کر وہیں بیٹھ گئے پھر ثابتین حضرت کے ساتھ پہاڑی پر چڑھے وہیں سے حضرت زبیرؓ و چند مہاجرینؓ کے ساتھ آپ نے ابوسفیان اور خالد بن ولید کو پتھروں سے مار بھگایا۔ اس پہاڑی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پناہ لے رکھی تھی (ابنِ ہشام)، اُحد کے موقع پر اتنا اضطراب اور لڑکھڑانا حضرت علی المرتضیٰؓ سے بھی ثابت ہے، کلینی نے بسند حسن حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کی ہے "وچوں حضرت رسولؐ نظر کرد بپاہائے امیر المومنین و دید کہ از بسیاری قتال وجدال بے لرزید گریاں شد و رو بجانب آسمان کرد و گفت پروردگارا مرا وعدہ دادی کہ دین خود را غالب گردانی و اگر خواہی بر تو دشوار نیست" (حیات القلوب صفحہ ۵۲۰ جلد ۲)

کہ جب حضرت رسول اللہ نے حضرت علیؓ کے پاؤں کو دیکھا کہ وہ جنگ وجدال کی شدت وکثرت کی وجہ سے کانپتے اور لڑکھڑا رہے ہیں تو رو پڑے اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا فرمائی اے پروردگار! تیرا مجھ سے وعدہ تھا کہ تو اپنے دین کو غالب کرے گا اگر تو غلبہ دینا چاہے تو تیرے سامنے کوئی مشکل نہیں ہے۔ (پھر حضرت جبریل خیزوم گھوڑے پر سوار ہو کر امداد کرنے آئے حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر بتایا کہ یہ آوازیں میرے کان میں آرہی ہیں۔ اے خیزوم آگے بڑھو، آگے بڑھو۔)

حضرت ابنِ عمرؓ حضرت عثمانؓ کا فرار نہیں بتا رہے بلکہ ایک کوئی منافق جو دشمن اسلام و عثمانؓ تھا اس کے تین سوالوں کا علی فرض التسلیم جواب دے رہے ہیں کہ ایسا اگر ہوا بھی تھا تو خدا نے معاف فرما دیا۔ (اے اللہ ان لوگوں پر کروڑوں لعنتیں فرما جو تیرے قرآن کے منکر ہو کر صحابہؓ کو فرار کا طعنہ دیتے ہیں اور خود نواسۂ رسولؐ کو بلایا بے یار و مددگار ان کا ساتھ چھوڑ کر خود ان کو شہید کر دیا اور ماتم کر کے اسلام زندہ شد کا نعرہ چلا دیا۔) حالانکہ مشتاق کو یہ تسلیم ہے؟ گزارش یہ ہے کہ بلا شبہ اُحد کے دن مسلمانوں کی بے ثباتی کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔" فروع دین صفحہ ۱۲۷)

حنین کی اس بے ثباتی کی بخشش اور فتح کو ابھی ہم تفسیر مجمع البیان کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ جنگ میں بڑے بڑے بہادر آگے پیچھے ہوتے اور ایک دوسرے کی اوٹ و پناہ لیتے رہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں (کنا اذا احمرّ الباس اتقینا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یکن منا اقرب الی العدوّ منہ۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۵۱ جلد ۲ ایران)

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ جب جنگ گرم ہوتی تھی تو ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ میں اپنا بچاؤ کرتے دشمن کے نزدیک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہم میں سے کوئی نہ ہوتا۔

"ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم حنین کے دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم نے جنگ لڑی تو مسلمانوں میں پسپائی ہُوئی میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ وہ مسلمان پر چڑھا بیٹھا ہے۔ میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری تو زرہ کاٹ ڈالی اس نے اُٹھ کر مجھے دبوچا۔ مجھے اس سے موت کی بُو آئی اس نے مجھے چھوڑا اور مر گیا پھر میں حضرت عمرؓ بن خطاب سے ملا تو پوچھا یہ لوگوں کو کیا ہو گیا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا امر تقدیر ایسا ہی تھا۔ پھر سب مسلمان واپس لوٹ آئے۔" (معلوم ہوا کہ حضرت ابو قتادہؓ و حضرت عمرؓ دونوں نہیں بھاگے بلکہ مسلمانوں کی پسپائی پر افسوس کر رہے تھے پھر مسلمانوں کی فوری واپسی کا بھی ذکر کر رہے ہیں۔)

پھر حضرت ابو قتادہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی گواہی سے اس مشرک مقتول کی تلوار اور سامان وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام میں پایا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۳۹۸)

یہ رافضی اصحابِؓ رسُولؐ پر زبان درازی کے بعد اب عام مجاہدین اور مسلمان فوجیوں کو بھی کاٹ کھانے کے لیے دوڑتا ہے:

"جہاد ایک رکنِ اسلام ہے..... اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئی نمازی نماز پڑھنے کی اجرت یا تنخواہ لینا اپنا حق سمجھتا ہے؟ یا کوئی روزے دار روزے رکھنے کا مشاہرہ طلب کر سکتا ہے؟ اسی طرح زکوٰۃ وخمس کی ادائیگی پر کمیشن کا مطالبہ کر سکتا ہے یا حج کرنے کے لیے کسی قسم کی وصُولی کا مجاز ہے۔ یقیناً نہیں ہے پس پھر جہاد کرنے والے مجاہد کے لیے ماہانہ تنخواہ وصُول کرنا کس شرعی اصُول کے مطابق ضروری ہے؟" ص۱۲۹۔

گزارش یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں، خالص فرض عین (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی ادائیگی پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے۔ فرض کفائی پر ایک شخص اپنے وقت اور کاروبار کو قربان کر کے یہ ڈیوٹی دیتا ہے۔ اصولِ اجارہ کے تحت اس کا معاوضہ یا تنخواہ اس کا حق ہے عہدِ نبوی کے سادہ ابتدائی دور میں بھی مال غنیمت، سلب و اعطار، نفل، مقررہ انعام دے کر مجاہد کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ پھر جب خلافتِ فاروقی میں اسلام دُنیا کے بڑے رقبے پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

چھا گیا اور اصولِ تمدن نکھر گئے تو جہاں قاضیوں، مدرسوں، مال کلکٹروں، سرکاری عہدیداروں اور ملازمین کی تنخواہیں مقرر ہوئیں، فوجیوں کے بھی درجہ بندی کے ساتھ وظائف مقرر ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بھی تنخواہ کھائی، سب صحابہ کرامؓ کا اس پر اتفاق و اجماع تھا۔ حضرت علیؓ و حسنؓ کے فوجی بھی تنخواہ دار تھے۔ (جلاء العیون) مسلمانوں ہی نے یہ نظامِ عسکریت، سیاست اور اصولِ تمدن ساری دنیا کو سکھلائے۔ اب صحابہ کرامؓ کا ایک جنونی دشمن فوج کا بھی مخالف ہو کر رجعت قہقری چاہتا ہے۔ تو میں مشورہ دوں گا کہ وہ دریائے جمنا اور گنگا کے کنارے ہندو سادھوؤں کے پاس عمر کے بقیہ دن گزارے، شاید اس کی آتشِ غضب و حسد ٹھنڈی ہو جائے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ روئے زمین کا فاسق ترین ذاکر و مجتہد عشرہ محرم میں مسلمانوں پر تبرا و منافرت۔ اہلِ بیتؓ کو خدا و رسولؐ کا شریک بنلانے اور ماتم و بدعمل سکھانے کے لیے۔ تو شیعہ قوم سے ہزاروں روپے مقررہ فیس مع متعلق حسینہ طلب کرے اور شیعہ لاکھوں کروڑوں روپے ان کی نازبرداریوں پر خرچ کریں لیکن ایک مسلمان فوجی جان کا نذرانہ پیش کرے، کافروں سے لڑے تو یہ شیعہ اس کی تنخواہ بھی بند کرا دیں کیا اب بھی ان کا اسلام اور مسلمانوں کا دیرینہ دشمن ہونا ثابت نہ ہوا؟

سُنّی مُجاہد کی فتح

مجاہدین کا وہ گروہ کتنا خوش قسمت ہے کہ ایک دشمن اپنے پورے مال و زر کے ساتھ اس سے لڑتا ہے مگر شام کو وہ ہتھیار ڈال کر اپنا وجود اور سب مال و سامان مجاہد گروہ کے حوالے کر دے۔

الحمد للہ رافضی اس "مغلظات اور مطاعن" کی تیز جنگ میں بری طرح شکست کھا گیا اور اپنا سب کچھ ہمارے حوالے کر دیا۔ ہتھیار ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنّة والجماعة۔ ص ۱۳۰

سنو! جو آلِ محمدؐ کی محبت پر فوت ہو گا وہ اہل السنّت والجماعت کے مذہب پر فوت ہو گا۔ پتہ چلا کہ سنّتِ نبویؐ اور جماعت نبوی آلِ محمدؐ کی محبت کی ضامن ہے جو آلِ محمدؐ سے محبت کرتا ہے وہ اہل السنّت والجماعت پر ہے اور جو اہل سنّت مذہب رکھتا ہے وہی آلِ محمدؐ کی محبت سے سرشار ہے۔

محبتِ اہلِ بیتؓ سے سرشار مسلمانوں کا وصف عنوانی اور تعارفی نام و لقب حضورؐ نے

www.sirat-e-mustaqeem.com

اہل السنت والجماعت ہی فرمایا ہے۔ ایسے حُبِّ دارِ محمدؐ کا نام آپؐ نے امامیہ، اثنا عشریہ، شیعہ رافضہ وغیرہ ہرگز نہیں فرمایا۔

پس سچا مذہب وہی ہے جس کا نام حضورؐ نے اہل السنت والجماعت رکھا اور آلِ محمدؐ کی سچی اور معیاری، ناجی ——— قرآن وسنت اور مقامِ اہلِ بیتؓ کے مطابق ——— محبت وہی ہے جو اہلِ سنت رکھتے ہیں" کہ سب آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے، عزت سے نام لیتے۔ ارشادات واعمال کی پیروی کرتے اور تمام مسلمانوں کا ان کو محبوب مانتے ہیں۔"

شیعہ مذہب یقیناً جھوٹا ہے اور ان کے دعوئ محبتِ آلِ محمد کو حضورؐ نے کبھی قبول نہیں فرمایا کیونکہ

ا۔ یہ صرف تیرہ آلِ محمدؐ کے افراد سے محبت جتلاتے ہیں باقی ہزاروں اہلِ بیتؓ کے کھلے دشمن ہیں۔

ب۔ ان کو خدا اور رسولؐ کے حقوق ومنصب میں شریک کرتے ہیں جو کھلا کفر ہے۔

ج۔ قرآن یا آلِ محمد کی یہ تابعداری ہرگز نہیں کرتے۔ صرف فاسق ذاکروں مجتہدوں کی کرتے ہیں۔

د۔ اہل بیتؓ کو تمام مسلمانوں کے دشمن اور مبغوض ترین مانتے ہیں۔

ہ۔ تمام ملتِ اسلامیہ کو اہلِ بیتؓ کا دشمن جانتے ہیں اور ان سے تبرا کرتے ہیں حالانکہ یہی بات اہلِ بیتؓ سے دشمنی اور ان سے تبرا ہے۔

و۔ ان کی تاریخ شاہد ہے کہ انھوں نے اہل بیتؓ سے غداریاں کر کے ان کو شہید کیا اور اب ان کی تعلیم کے برخلاف ماتم کرتے، دولت کماتے، توندیں بڑھاتے، شرک وبدعت کرتے اور مسلمان دشمنی کا کاروبار چمکاتے ہیں۔

اے اللہ! تیری رحمت کا سایہ پانے، مایوسی سے بچنے، حالت ایمان میں فوت ہونے موتِ کفر سے محفوظ رہنے اور جنت کی خوشبو سے معطر ہونے کے لیے ہم کو تا وفات محبتِ اہلِ بیتؓ اور مذہب اہل السنت والجماعت پر قائم ودائم رکھ۔ کیونکہ یہ شرف صرف سُنی مذہب کو حاصل ہے۔ کہ وہی قرآن وسُنت کا پابند، اصحابِ رسولؐ وخلفاء راشدینؓ کا محب، اہلِ بیتؓ کا تابعدار اور کافروں کا دشمن ہے۔

والسلام

مہر محمد عفا اللہ عنہ۔ در اعتکاف ۲۶ رمضان ۱۴۰۶ھ، ۵ جون ۱۹۸۶ء

www.sirat-e-mustaqeem.com

فکرِ آخرت پیدا کرنے والی کتب

مبارک سنتیں ﷺ	عالم برزخ	عورتوں کا قبرستان میں جانا
وظائف نبوی ﷺ	توحید وجود باری تعالیٰ	عذاب قبر (بے احتیاطی پیشاب)
مجموعہ وظائف	قرآنی سورتوں کے خواص	حمائل (بڑی)
آداب الدعاء	فلاح دارین (عملیات)	حمائل (چھوٹی)
اعمال قرآنی	مسلمان خواتین کے بیس سبق	مسنون دعائیں
احکام میت	معجزات رسول ﷺ	تعمیر اخلاق (بچوں کے لیے)
مناجات مقبول ﷺ	زاد عقبیٰ (منظوم)	تعمیر حیات (بچوں کے لیے)
میری نماز	اسرار قدسی (عملیات)	جنت کے پھول (بچوں کے لیے)
ذکر کی اہمیت	میاں بیوی کے حقوق	جواہر پارے (بچوں کے لیے)
تاریخ فقہ	اللہ والوں کے سچے واقعے	اقوال زریں (بچوں کے لیے)
کتاب المرشد (طب)	حضرت جی کی چھ باتیں	اقوال رسول (بچوں کے لیے)
تعلیم الاسلام (مکمل)	مرد و عورت کے مخصوص مسائل	نماز حنفی (مکمل)
بارہ مہینوں کے فضائل	حقوق العباد	فضائل اصحاب رسول ﷺ
ایصال ثواب	خزینہ عملیات	نماز کی آسان کتاب
رحمت کے نظارے	وضو کے ضروری مسائل	توکل کریں
نماز اور احادیث	گھریلو دواخانہ	شب جمعہ اور جمعہ کے فضائل
سرکار مدینہ کا ایک ستارہ	آسان علاج	ٹی وی اور عذاب قبر
حضورؐ پر نور اور بیماری	قیمتی نسخے	[illegible]
مسلمان خاوند بیوی	داڑھی کا وجوب	اللہ کے لیے محبت کرو
جنت کا ثمن	سال بھر کے مسنون اعمال	[illegible]
جنت کا راستہ	ننھے منے	[illegible]
جہنم کی ہولناکی	قبر کی پہلی رات	[illegible]
ازدواجی زندگی کے شرعی احکام	عورتوں کی نماز	مجموعہ وظائف
گنجینہ اسرار	تفصیلی چہل حدیث	طب روحانی
نعت رسول مقبول ﷺ	بچے کی صحت (طب)	کلیات ظفر (طب)

عمران اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور، فون 7221645

ملنے کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی

www.sirat-e-mustaqeem.com

بســـم الله الرحمن الرحيـــم

THE HAQ CHAR YAAR WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS [R.A]
OF
PROPHET [PEACE BE UPON HIM].
WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE ANTI SAHABAH [R.A]
PROPAGANDA OF
THE NON MUSLIM ORGANIZATIONS.

WWW.KR-HCY.COM

® HAQ CHAR YAAR. A PROJECT OF HCY GLOBAL.
STUFF AVAILABLE FOR NON-PROFIT FREE DISTRIBUTION.

www.sirat-e-mustaqeem.com

حصہ دوم

"مذہب شیعہ پر ہزار سوال" کے تحقیقی جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مطاعن بر توحید الٰہی

س ۱ : شاہی اختیارات سے الگ بادشاہ کی حیثیت کیا ہو گی ؟

ج : خدا کے متعلق یہ خیال ہی باطل ہے۔ کیونکہ وہ مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے "تو جسے چاہے بادشاہ بنائے اور جس سے چاہے بادشاہی چھینے۔ (پ ۳، ع ۱۱) اسی کی شان ہے۔ ہاں اگر دنیوی بادشاہ و امام سے کوئی اختیارات چھین لے تو وہ ساری عمر یا تقیہ میں گزارے گا یا غار میں ہزاروں برس کے لیے چھپ جائے گا اور اس کی رعایا پر ابن زیاد، مختار ثقفی، معز الدولہ، ہلاکو خان، تیمور لنگ، ابن علقمی اور خمینی جیسے ظالم حکمران انسانیت کش مظالم توڑیں گے۔

س ۲ : کیا کٹھ پتلی بادشاہ ہتھن سربراہ ہو سکتا ہے ؟

ج : نہیں ! تبھی تو ہم تقیہ باز اور رعایا سے ڈرپوک امام و خلیفے نہیں مانتے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

از نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے قتل عثمانؓ کا بدلہ چاہنے والوں سے فرمایا ھم یملکو ننا ولا نملکھم "قاتل ہمارے مالک بنے ہوئے ہیں ہم ان کے مالک نہیں" ذرا اس فرمانِ مرتضوی کی تشریح کر کے کٹھ پتلی کا مفہوم ہمیں بھی سمجھائیں۔

س ۳۱: خدا سے اس کی صفات جدا سمجھی جائیں تو کیا وہ بے اختیار کٹھ پتلی حکمران ہوگا یا نہیں؟

صفاتِ الٰہی عین ذات نہیں، لازم ذات ہیں

ج: یہ بہتان ہے خدا کی صفات ہم خدا سے جدا نہیں مانتے البتہ عین ذات بھی نہیں کہتے، بلکہ لازم ذات مانتے ہیں اسلیے کہ صفت موصوف کا عین نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا معبود اور میرا خالق اللہ کی صفت علم یا قدرت ہے اور میں اللہ کی اس صفت کی پرستش کرتا ہوں تو یہ باطل ہے ہاں اگر یہ کہے کہ میرا معبود علیم اور قدیر ہے جس کی صفت علم اور قدرت ہے تو یہ صحیح اور درست ہے ـــــ اور اسی طرح اگر کوئی دعا میں یہ کہے یا حیات یا علم یا تکوین یا ترزیق تو جائز نہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی صفات اس کا عین نہیں۔ لیکن غیر بھی نہیں کہ اس سے جدا اور علیحدہ ہو سکیں اور کٹھ پتلی بادشاہ ہونے کا طعنہ کسا جائے۔ کیونکہ غیریت کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک غیر کے فنا اور عدم کی صورت میں دوسرے غیر کا وجود اور بقاء جائز ہو اور یہ معنیٰ حق تعالیٰ میں درست نہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات جدا جدا چیزیں نہیں۔ معلوم ہوا کہ صفاتِ خداوندی خدا تعالیٰ کا غیر نہیں بلکہ اس کی ذات کے لیے ایسے لازم ہیں کہ ان صفات کا ذات سے جدا ہونا ناممکن اور محال ہے جیسے چار کے لیے زوجیت (جفت ہونا) اور پانچ کے لیے فردیت (طاق ہونا) لازم ہے مگر اس کا عین نہیں۔ چار کا مفہوم علیحدہ ہے اور زوجیت کا مفہوم علیحدہ ہے۔ مگر زوجیت چار کی نفس ماہیّت کے لیے ایسی لازم ہے کہ نہ ذہن میں اس سے جدا ہو سکتی ہے اور نہ خارج میں۔ اسی طرح علم علیم کا عین تو نہیں مگر اس سے علیحدہ اور جدا بھی نہیں ہو سکتا۔ ایک تیسری دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم میں حق تعالیٰ نے علم اور قوت اور عزت کو اپنی طرف مضاف کیا ہے۔ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ، وَلَا يُحِيْطُوْنَ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ، اِنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ، ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ، وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا، ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ، ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اور عزت اور جلال (جیسی صفات) اس کا عین ذات نہیں۔ اس لیے کہ کوئی شے اپنی طرف مضاف نہیں ہوتی۔ (کذا فی عقائد اسلام ص ۱۲۸ مصنفہ مولانا محمد ادریس)

س ۴-۵: مذہب شیعہ میں صفات عین ذات ہیں۔ حنفیہ میں ذات سے الگ ہیں۔ تو خدا بعد میں ضرورت کے تحت متصف ہوتا رہا اور اس کی کنہ ذات میں تبدیلی ہوتی رہی تو وہ عاجز بھی ٹھہرا اور حادث بھی؟

ج: پہلی مفصل مدلل تقریر سے دونوں سوال ختم ہو گئے کیونکہ اس کی صفات ذات سے لازم ہیں جدا نہیں۔ تو نہ وہ عاجز ہے نہ کنہ میں تبدیلی ہوئی نہ حادث و متغیر ہوا۔ جب صفات اور موصوف جدا جدا مفہوم رکھتے ہیں تو عین ذات ماننے سے کئی خدا اور کئی قدیم ماننے پڑے جو توحید کے برخلاف ہے۔ تو شیعہ عقیدہ باطل ہوا۔

س ۶-۷: کیا خدائے واحد قدیم ہے یا نہیں؟ اور کیا لاشریک بھی قدیم ہے؟

ج: قدیم ہے اور لاشریک بھی اس کی صفت ہے جو قدیم ہے۔ لاشریک سے مراد کوئی معبود باطل نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک خدا کی شان و صفت یہ ہے اور رہے گی کہ اس کا شریک نہیں ہے جن لوگوں نے شریک بنائے وہ خود بر باطل اور مشرک ہیں۔

س ۸: آپ کے عقائد کے مطابق اس کی صفات بھی قدیم ہیں تو وہ لاشریک کس طرح ہے؟

ج: جب لاشریک اس کی صفت ہے اور اس کے ساتھ لازم ہے تو قدیم ہونے میں خدا کا کمال ہے۔ اگر جدا مانی جائے تو صفت موصوف میں جدائی اور خدا میں نقص لازم آئے گا۔ لاشریک کا معنیٰ بیان ہو چکا ہے۔

س ۹-۱۰: کیا قوی شخص سے قوت جدا کی جائے تو قوی ہوگا یا غیر قوی۔ اگر ذاتِ خدا سے صفات کو الگ اعتقاد کیا جائے تو اسے بے قدرت سمجھنا ہے۔ اگر صفات کو قدیم مانا جائے تو اس کے ساتھ دوسری قوت و قدرت کا شرک و کفر ثابت ہوگا؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : وہی پہلا غلط مفروضہ دوہرایا جا رہا ہے۔ خدا کی صفات اس سے جدا نہیں تو وہ قوی ہی رہا اور اس کی صفات جب لازمِ ذات ہیں تو ذات کی طرح قدیم ماننے میں کوئی کفر و شرک نہ ہوا۔

س ۱۱ تا ۱۴ : کیا وہ حاکم خطا وار نہ ہوگا جو اپنی مرضی سے حکم دے کر پھر محکوم کو سزا دے تو نفع و ضرر، خیر و شر موافق قضا و قدر ماننے میں خدا کو خطا وار ماننا ہوگا، یا اسے عاجز و ریا کار کہا جائے گا؟

س ۱۵ : اگر عاجز یا خوف زدہ یا مجبور ہے تو پھر خدا کیوں کر ہوا؟

مسئلہ قضا و قدر

ج : ان کا مفصّل جواب ہم سائل کے رسالہ "اصولِ دین" کے جواب "ہم سُنّی کیوں ہیں؟" ص ۱۰۵ تا ص ۱۰۹ میں سائل کے سوال ۲۵ کے تحت دے چکے ہیں۔ یہاں خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کا ہر کام خدا کے علمِ ازلی، تقدیر اور مشیّت کے تحت ہو رہا ہے کیونکہ اسی نے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی تقدیر بنائی۔ (فرقان، آیت ۲)۔ اب اگر کوئی کام اس کے علم، تقدیر اور ارادے کے مطابق نہ ہو تو اس کا جاہل اور عاجز ہونا لازم آتا ہے، جس سے وہ پاک ہے۔ وہ بندے کو حکم نیکی کا دیتا ہے برائی کا نہیں دیتا وینھیٰ عن الفحشاءِ والمنکر لیکن بندہ اپنے کسب و ارادہ اور خداداد محدود قوت سے جب نیکی اور بدی کا کام کرتا ہے تو وہ اجر و سزا کا حق دار بنتا ہے۔ وہ تقدیر کی اور خدا کے علمِ ازلی کی آڑ لے کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب میری تقدیر و قضا تو نے یہی لکھی تھی تو میں ارتکاب سے مجرم کیوں؟ اور مجھے سزا دینا تیرا ظلم ہوگا؛ کیونکہ بندے کو تو یہ علم نہیں کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے؟ وہ تو ہر کام اپنے ارادہ و شوق سے کرے گا۔ چونکہ حکمِ خدا کے تحت وہ نیکی کا پابند ہے برائی سے روکا گیا ہے تو خدا کے علم و تقدیر سے وہ برائی کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا جب اس پر جبر ثابت نہ ہوا تو عادل خدا سزا دے کر نہ خطا وار و ظالم بنا اور نہ ایسی ریاکاری کی کہ بندے سے گناہ کرا کر اسے سزا دے دی۔ الغرض حق تعالیٰ خالقِ خیر بھی ہیں اور خالقِ شر بھی۔ (اللہ خالق کل شیئٍ) لیکن خیر سے راضی ہے۔ شر سے راضی نہیں۔ (ولا یرضیٰ

www.sirat-e-mustaqeem.com

لعبادہ الکفر) نور و ظلمت، طہارت و نجاست، فرشتے اور شیاطین، نیک و بد سب
اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں مگر نیکوں سے راضی ہے اور بدوں سے ناراض مشیئت اور رضا کے
درمیان یہ بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہل السنّت والجماعت کو ہدایت فرمائی
اور شیعہ وغیرہ فرقے گمراہ ہو گئے کہ یا وہ بندہ کو مجبور محض مان کر خدا کی سزا کو ظلم کہتے ہیں۔ یا بندوں کو
اپنے افعال اور امور کا خالق مان کر صفت خلق میں اربوں شریک بناتے ہیں۔ تو خدا مجرم کو سزا دینے
میں ظالم نہیں ہے کیونکہ وہ کفر و گناہ پر راضی نہ تھا اور اس کی قضاء و تقدیر کے بغیر بھی یہ کام نہیں ہوتے
کیونکہ وہ جہل و غفلت سے پاک ہے اور عجز و خوف اس پر طاری نہیں ہوتا۔ نہ وہ مجبور ہے نہ
اس کے خدا ہونے میں کوئی شک و شبہ ہے۔ ہاں شیعہ خود خدا کی صفات و کمالات میں شک و شبہ
کر کے مومن نہ رہے۔ جبکہ کسب قبیح بُرا کام ہے، خلق قبیح قبیح نہیں ہے۔

س ۱۶: رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ کہ کر ابلیس ملعون نے سنّی عقیدہ بتایا۔

ج: اغواء سے مراد نیکی کی توفیق نہ دینا ہے اور یہ اضلال کے ہم معنیٰ ہے جس کا مقابل
ہدایت و اہداء یعنی نیکی کی توفیق دے دینا ہے۔ ان دونوں کاموں کی نسبت بارہا خدا نے اپنی
طرف کی ہے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ (رعد)
(آپ فرمائیے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف
رجوع کرتا ہے) اور خیر و شر کی یہی قضاء و قدر ہے جس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے۔
شیطان نے خدا کو رب کہا تو ہم اس کی اتباع میں خدا کو رب نہیں کہتے بلکہ تعلیم خداوندی سے
کہتے ہیں۔ اسی طرح اغواء و اضلال کی بصورت خلق و تقدیر (نہ بطور سبب و عمل)، خدا کی طرف
نسبت کر کے ہم اتباع شیطان نہیں کرتے، اتباع رحمٰن کرتے ہیں۔

س ۱۷-۱۸: اگر بندہ فاعل اپنے افعال کا مختار نہیں تو وہ اس سے حسب مرضی کیسے
سرزد ہوئے۔ اگر خدا ذمہ دار ہے تو جزا و سزا کیوں کر معقول ہے؟

ج: بندے کے افعال دو قسم کے ہیں، اضطراری غیر اختیاری، جیسے نبض کا چلنا اور حرکتِ
قلب ارعشہ وغیرہ ان میں بندہ مختار نہیں ہے تو سزا و جزا کا بھی حق دار نہیں۔ جیسے دو سالہ
بچہ اور رعشہ دار بوڑھا کوئی برتن ہاتھ سے گرا کر توڑ دے تو ہر عقل مند اسے معذور سمجھے گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دوسرے افعال اختیاری ہیں جیسے اپنی آنکھ کو غیر محرم سے بچانا یا دیکھنا۔ ظلم کی نیت سے کسی کو پکڑنا یا ہاتھ نہ لگانا، قادر ہو کر نیکی کا کام کرنا یا نہ کرنا۔ ان میں بندے کی مرضی اور خواہش کو ضرور دخل ہے تبھی تو جزا وسزا کا حق دار ہے تو ایسے کام کا ذمہ دار ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں کہتے بلکہ کاسب، عامل اور ذمہ دار خود بندہ ہے۔ خدا تو خالق، قاضی اور تقدیر ساز ہے۔ سو خلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا۔ (فرقان ع ۱، آیت ۲، پ۱۸) اور یہ کسب سے جدا چیز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا۔ ائمہ اہلِ بیتؑ کا بھی یہی مذہب ہے۔ شارح عقدہ وغیرہ نے ایسی بہت سی روایات نقل کی ہیں "کہ بندوں کے کام خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں" (کذا فی التحفہ)۔ اصولِ کافی ص۵۵/ج۱ پر حدیثِ نبوی ہے: جو یہ عقیدہ رکھے

س ۱۹ کا جواب بھی اسی سے ہو گیا کہ خدا نہ بندوں پر ظلم کرتا ہے نہ مذہب اہلِ سنت خدا کو ظالم بتاتا ہے اور یہی قرآن وسنت کے مطابق خدا اور رسولؐ کا حقیقی اسلام ہے اور عقل و فطرت کے مطابق دین ہے۔

س ۲۰: بجلی دیکھنا جب ناممکن ہے تو دیدار خدا کیوں ضروری ہے؟

ج: نصوص کے مقابلہ میں ڈھکوسلہ بازی حرام ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: "اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔" (پ۲۹ ع۱۸، سورۃ قیامہ) عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ خدا بندوں کا سب سے بڑا محبوب ہے۔ محب محبوب کی زیارت کے لیے بے قرار رہتا ہے۔ محبوب جب محب سے راضی اور اس پر مہربان ہے خصوصاً قیامت کے دن تو ضرور ان کو اپنے جمال وانوار سے مشرف ومنور فرمائے گا۔ اور شیعہ وغیرہ منکرِ زیارت لوگ، اس نعمت سے محروم ہوں گے۔

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۔ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ۔ (پ۳۰، تطفیف)

یقیناً وہ اس دن اپنے رب سے پردے میں ہوں گے۔ پھر یقیناً دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

خدا عادل ہے دھوکہ نہیں دیتا

س ۲۱ تا ۲۴ کا جواب: ہم عدل کو پسند کرتے ہیں۔ رسولِ خداؐ نے عدل ہی کی تعلیم دی تبھی تو ہم

خیر اور شر اللہ کی مشیئت کے بغیر ہیں اس نے خدا کو اس کی بادشاہی سے نکال دیا اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ گناہ اللہ کی قوت کے بغیر ہوتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ بولا ... الخ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

آپؐ کے سب صحابہ کرامؓ اور شاگردوں کو عدول، راستباز اور پاک کردار مانتے ہیں کہ معلم کی تعلیم کا اثر دیر تو یقیناً شاگردوں پر پڑتا ہے۔ ہمارا خدا عادل ہے، ظالم نہیں، وہ تو ظلم سے لوگوں کو روکتا ہے تبھی تو ہم خدا کو ایسے ائمہ کا بھیجنے والا، اور ان کو خدا کا منصوص و نمائندہ نہیں مانتے جو اپنے مفادِ دُنیا کے تحت حق چھپاتے رہے، تقیہ کر کے، عوام کو امر معروف اور نہی از منکر کرنے کے فریضہ سے غافل رہے حتیٰ کہ غار میں جا چھپے اور دُنیا ان کی راہنمائی سے محروم و گمراہ چلی آ رہی ہے۔

س ۲۵: مذہبِ امامیہ کی اصل عدل پر آپ کو کیا معقول اعتراض ہے؟

ج: پہلا اعتراض تو یہی عقیدہ امامت ہے کہ خدا نے انبیاء و ہادی بھیجے تو ان کی پوری نصرت فرمائی:

۱۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ (پ ۲۴ ع ۱۱) — ہم یقیناً اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیا میں مدد کرتے ہیں۔

۲۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ (پ ۲۸، ع ۳) — اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر یقیناً غالب ہوں گے۔

مگر بارہ اماموں سے خدا نے ان کا جائز تخت بھی چھنوا دیا۔ دشمنوں کے مقابل مدد نہ کی، وہ عمر بھر تقیہ میں خائف رہے۔ اپنا مذہب بھی ظاہر نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ خدا کی ھُدًی لِّلنَّاسِ کتاب کو بھی چھپا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ دُنیا فیضِ امامت اور قرآن کی ہدایت سے یکسر محروم ہو گئی مع ہذا شیعہ کے اعتقاد میں وہ حجۃ اللہ ہیں کہ خدا نے اپنے بندوں پر حجت پوری کر دی ہے اور ان کی اتباع نہ کرنے پر سب بنی نوع انسان کو خدا دوزخ میں ڈالے گا کیا شیعہ عقیدہ کے مطابق معاذ اللہ ہدایت کے بارے میں لوگوں سے اتنا بڑا فراڈ کرنے والا خدا عادل ہو سکتا ہے؟ یا خدا کو عادل مانئے یا عقیدہ امامت و تشیع سے توبہ کیجئے۔

س ۲۶: خدا کو ابر سے زمین میں اُترنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے؟

ج: آپ نام نہاد مسلمان کہلا کر خدا کے قرآن سے ٹھٹھا کر رہے ہیں کیونکہ یہ بات قرآن میں یوں ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

هَلْ يَنظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ... الخ ۔ (پ ۲، ع ۹)

کیا وہ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے پاس بادلوں کے سائے میں آئے اور فرشتے بھی اور (ان کا) فیصلہ کر دیا جائے۔

ہر چند کہ یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔ بادلوں میں خدا کے آنے اترنے سے اس کا عذاب مراد ہو سکتا ہے مگر اسے صرف اہل سنّت کا عقیدہ مشہور کر کے "ضرورت پوچھنا" خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

س ۲۷ تا ۳۰ کا جواب اسی آیت سے ہو گیا کہ یہ زحمت بھی اس کی ایک شان ہے۔ بلاشبہ وہ لامحدود ہے، جسم سے مبرّا اور پاک ہے۔ سنّی مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے مگر شیعہ کو انکارِ قرآن نہ کرنا چاہیے۔ سورۃ انعام میں ہے هَلْ يَنظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۔ کہ کفار فرشتوں یا خدائے پاک یا اس کی کچھ نشانیوں کے آنے کے منتظر ہیں۔

نوٹ: یہاں تھوڑے سے الٰہیات کا بیان ہوا ہے۔ ہم تحفہ اثنا عشریہ سے بسلسلہ توحید تمام مسائل اختلافیہ کا خلاصہ اور فہرست نقل کر دیتے ہیں۔

توحید اور الٰہیات کے متعلق فریقین کے نظریات

مسلمانوں کے عقائد	شیعوں کے عقائد
۱۔ معرفتِ الٰہی شرعًا واجب اور کامل ہے۔	امامیہ کے نزدیک عقلی ہے۔
۲۔ حق تعالیٰ موجود یگانہ، زندہ، سنتا، دیکھتا دانا اور توانا ہے۔	اسماعیلیہ کے ہاں نہ خدا کی یہ صفات ہیں۔ نہ ان کی اضداد ہیں۔
۳۔ خدا واحد ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔	شیعوں میں سے خطابیہ، خمیریہ، اثنینیہ اور مقنیہ فرقے متعدد خدا کے قائل ہیں۔ (موجودہ شیعہ حضرات ائمہ کو خدا مانتے ہیں۔)
۴۔ صرف اللہ ہی ازلی قدیم ہے باقی سب	کاملیہ، زرامیہ، عجلیہ، قرامطہ، نزاریہ فرقے آسمان

www.sirat-e-mustaqeem.com

اشیاء مخلوق وحادث ہیں۔

۵۔ اللہ حیات سے موصوف اور زندہ ہے عالم بہ علم ہے۔ قادر بہ قدرت ہے یعنی اس کے لیے صفات ثابت ہیں۔

۶۔ خدا کی صفات قدیم ہیں وہ ہمیشہ ان سے موصوف ہے کبھی وہ صفات سے عاری یا عاجز و نہ ہوگا جیسے ارشاد ہے: كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ قادر و مختار مطلق اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)

۹۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا اندازہ ہے وہ تقدیر و علم کے مطابق ہر کام صادر فرماتا اور پہلے سے جانتا ہے۔

۱۰۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ لوگوں کی دست برد اور کمی بیشی سے پاک ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ ارادہ قدیم ہے۔ حکمِ خدا کے بغیر ذرّہ نہیں ہلتا جو خدا چاہے ہوگا جو نہ چاہے وہ نہ ہوگا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ جسم، طول، عرض، عمق، شکل اور صورت سے پاک ہے۔

۱۳۔ خدا تعالیٰ جہت، مکان، اوپر، نیچ

زمین کو قدیم اور دائمی مانتے ہیں۔

امامیہ گو خدا کو حی، سمیع، بصیر، قدیر و قوی کہ سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ سکتے کہ اس کی حیات، علم، قدرت سمع بصر وغیرھا کی صفات بھی ہیں۔

شیعوں کے مرکزی راوی زرارہ بن اعین، بکیر، سلیمان، جعفری، محمد بن مسلم خدا کو ازلی عالم، سمیع بصیر نہیں مانتے۔ حالانکہ کافی میں بھی ہے: لم یزل عالما سمیعا بصیرا۔

اسماعیلیہ خدا کو قادر و مختار نہیں مانتے۔ اس کے افعال بے اختیار ہیں جیسے سورج کی کرنیں۔

ابو جعفر طوسی، شریف مرتضی اور بہت سے امامیہ کے ہاں خدا بندوں کے تحت القدرت افعال پر قادر نہیں ہے۔

شیعہ تقدیر کے منکر ہیں۔ کام ہو چکنے کے بعد اللہ کو علم ہوتا ہے۔ جزئیات کو قبل وقوع نہیں جانتا۔

شیعہ قرآن میں تحریف کے لازمی قائل ہیں، یہ قرآن نہ پورا ہے نہ اصلی منزل ہے۔

اسمٰعیلیہ ارادہ کے قطعی منکر ہیں، امامیہ اور زیدیہ کے آٹھوں فرقے کہتے ہیں کہ خدا کی ارادہ کردہ بعض باتیں نہیں ہوتیں اور شیطان کی ہو جاتی ہیں۔

امامیہ میں سے حکمیہ، سالمیہ، شیطانیہ خدا کو مجسم مانتے ہیں۔

شیعوں میں سے حکمیہ، یونسیہ، سالمیہ، شیطانیہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے پاک ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتے نہ کسی کی شکل و روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۵۔ حق تعالیٰ میں اعراض محسوسہ کی صفتیں نہیں کہ رنگ و بو مزہ وغیرہ ظاہر ہو۔

۱۶۔ خدا کی ذات کا عکس و سایہ کسی چیز پر نہیں پڑتا۔

۱۷۔ خدا کو بداء نہیں ہوتا نہ وہ جاہل ہے۔

۱۸۔ حق تعالیٰ بندوں میں سے کسی کے کفر او ضلالت پر خوش نہیں ہوتا۔ (وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ)

۱۹۔ خدا کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں ہے وہ جو کچھ دے اس کا فضل ہے۔

۲۰۔ مخلوق سے صادر اعمال بھی خدا کے پیدا کردہ ہیں، ہاں بندے کاسب اور ذمہ دار ہیں۔

۲۱۔ بندوں کو خدا سے قربِ جسمانی اور اتصالِ مکانی ممکن نہیں۔

۲۲۔ مومنین کو جنت میں خدا کا دیدار ہوگا۔ خدا کا فرمان ہے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ۔ نیکو کاروں کے لیے جنت اور اس سے زیادہ بھی ہے۔ (پ ۱۱ ع ۲، حدیث مرفوع میں زیادہ کی تفسیر دیدار خداوندی کی گئی ہے۔ (مسلم ص ۱۰۰ ج ۱ بخاری)

ہیثمیہ خدا کے لیے مکان وغیرہ کے قائل ہیں۔

غالی شیعہ، بنانیہ، نصیریہ، اسحقیہ ائمہ میں حلول کے قائل ہیں۔ (موجودہ شیخی شیعہ بھی یہی کہتے ہیں۔)

حکمیہ اور غالی شیعہ اماموں میں حلول مان کر خدا کے لیے انسانی کیفیات و صفات کے قائل ہیں۔

غلاۃ شیعہ کہتے ہیں کہ پانی اور آئینہ پر اس کا سایہ و عکس پڑتا ہے۔

شیعوں کے ہاں بداء بڑا کمال اور لازمی عقیدہ ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ غیر شیعوں کی ضلالت و گمراہی پر خدا خوش ہے اور ائمہ بھی راضی ہیں۔

سب شیعہ کا اتفاق ہے کہ موافقِ عقل امور خدا کے ذمے واجب ہیں گویا خدا حکم عقل کا محکوم ہے۔

امامیہ اور زیدیہ بندوں کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہیں۔

اکثر امامیہ فرقے مکانی اور اتصالِ بدنی کے قائل ہیں۔

شیعہ منکر ہیں۔ کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ۔ (خدا کے دیدار سے محروم اور دوزخی ہیں۔)

مطاعن بر مذہبِ اہلِ سُنّت

س ۳۱ تا ۳۳: آپ کا مذہب مادی اقتدار کو اہمیت دیتا ہے یا روحانی اقدار کو؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسلمان ترقی یافتہ کیوں نہیں؟ بدعمل کفار کیوں خوش حال ہیں؟

ج: مذہبِ اہل سنت دونوں کی کامرانی کا ضامن ہے۔ سوال ۲۵ کے جواب میں مذکور ۲ آیتیں اس پر کافی دلیل ہیں۔ عہدِ رسالت، عہدِ خلافتِ راشدہ، عہد بنو امیہ، عہد عباسی، عہد آلِ عثمان ہزار برس سے زائد تک مغلیہ عہد سمیت، مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کے ادوار ہیں۔ بے شمار ان کی ایجادات ہیں، علوم و فنون کی کثرت ہے۔ اقتصادیات اور مادی ترقی میں کوئی قوم ان کی ہمسر نہ ہو سکی مگر جب سے ایران کے شاہانِ صفویہ نے داب کے خمینی کی طرح خونی انقلاب برپا کر کے اہلِ تشیع و اہلِ سنت کی جنگ مسلمانوں میں برپا کر دی، شاہ سلیم خاں سے غداری کر کے برطانیہ فتح نہ کرنے دیا۔ تیمور لنگ نے بارہ لاکھ مسلمان قتل کر کے سلطنتِ عثمانیہ تباہ کر دی اور مسلمان جہاد سے غافل رہ کر امامت و خلافت کے زخم چاٹنے لگے۔ اپنے لوگوں سے اپنے ہی مال و جان اور سرحدوں کی حفاظت کرنی پڑ گئی تو انگریز وغیرہ قوموں کو صنعتی ترقی کا میدان ہاتھ آگیا اور وہ بازی لے گئے تو اب مسلمانوں کی مادی ترقی میں پسماندگی، مذہب کی کمزوری کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ تشیع و اختلافات کا رہینِ منت ہے۔ بدعملی صرف مسلمان کے لیے نقصان دہ اس لیے ہے کہ یہ خدا کی فوج کا سپاہی ہے جس نے وفاداری کا عہد کر رکھا ہے اور فوجی سپاہی کو بہ نسبت سول کے سزا زیادہ دی جاتی ہے۔ اس کی کچھ تفصیل ہمارے رسالہ "سنی مذہب سچا ہے" میں ملاحظہ کریں۔

س ۳۴، ۳۵: آپ کے مذہب کی بنیاد اقوالِ اصحابؓ ہیں جو مختلف الاجتہاد و الرائے تھے تو یکجہتی کی ضمانت کیا ہے جب صراطِ مستقیم صرف ایک راستہ ہے؟ آپ کے مذہب کے اصولِ دین کا حقیقی معیار کیا ہے؟

ج: ہمارے مذہب کی اصل بنیاد اور حقیقی معیار تین چیزیں قرآنِ مجید، سنتِ نبویؐ، اجماعِ اُمت جس میں صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی آجاتا ہے۔ ان تینوں کی مکمل تشریح مع دلائل تحفہ امامیہ ص ۲۴۶ تا ص ۲۵۳ کر دی گئی ہے۔ ایک ظنی اصول قیاسِ شرعی بھی ہے یعنی جس نئے مسئلے میں قرآن و حدیث خاموش ہوں، اجماعِ اُمت بھی نہ ملے تو اہلِ اجتہاد و علماء اس جیسا مسئلہ قرآن و سنت اور اجماع میں تلاش کریں اگر مل جائے تو اسے اصل (مقیس علیہ) بنا کر نئے مسئلے پر بھی وہی حکم لگا دیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ اور ائمہ اجتہادیہ کام کرتے آئے ہیں اور قیاس کا یہ مختلف

www.sirat-e-mustaqeem.com

الغرض لچک آمیز اصول قانونِ اسلام کی وسعت، دیگر مذاہب پر اس کی برتری اور جدید سائنسی دور میں ترقی کا ضامن ہے۔ تعجب ہے کہ شیعہ اس قیاس شرعی۔ مبنی بر قرآن و سنت کے تو منکر ہیں مگر بہت سے مسائل محض عقل کے بل بوتے پر گھڑتے ہیں۔ خواہ صراحۃً وہ قرآن و سنت کے خلاف ہوں۔ جیسے رسومِ عزاداری، مذمتِ صحابہ کرامؓ اور ایجادِ امامت وغیرہ۔ مذہبی یکجہتی کی ضمانت یہ ہے کہ قرآن و سنت اور اجماعِ امت میں تو سب متفق ہیں ان سے ہم کسی کو اختلاف کا حق نہیں دیتے۔ اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کی رائے دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہے مگر عامی شخص کو یہ حق ہے کہ جس مجتہد کو اپنے عقیدہ و امانت کی رُو سے قرآن و حدیث اور اجماعی مسائل کے زیادہ قریب سمجھے اس کی تقلید کرے، باقی ائمہ مجتہدین کا احترام کرے۔ ایک امام کا مقلد دوسرے کے پیچھے اقتدا کر سکتا ہے اور یوں یہ امت ایک ہی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ تعجب ہے کہ زندہ اماموں کا سلسلہ ماننے کے باوجود شیعہ تقلید مجتہدین کے قائل ہیں پھر مجتہد کے مرنے پر اس کا فتویٰ مرجاتا ہے۔ نیا مجتہد تلاش کر کے پہلے فتویٰ کے برعکس اس کی تقلید لازم سمجھی جاتی ہے اور وہ دوسرے کے مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کا مجاز نہیں یہ تو ایک امامیہ کا حال ہے کہ صرف پاکستان میں ۹ مختلف فقہوں والے شریعت مداروں اور مجتہدوں کے مقلد شیعہ ۹ فرقے موجود ہیں۔ باقی آغاخانی، زیدی، تفضیلی شیعوں کو دیکھا جائے تو سب ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ ہر ایک کے امام جُدا جُدا بنے ہوئے ہیں تو شیعہ بے چاروں کو تو صراطِ مستقیم کی سمت کا بھی پتہ نہیں ہے کیونکہ صراطِ مستقیم منعم علیہم چار گروہوں کے راستے کا نام ہے۔

انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین۔ ان چاروں میں ائمہ نہیں ہیں، بلکہ شیعہ تو ائمہ کو انبیاءؑ سے افضل مانتے ہیں تو امامیہ صراطِ مستقیم کیسے پائیں؟ اور مذہبی یکجہتی کیسے حاصل ہو؟

س ۳۶: اگر قرآن میں ایمان با عدل نہیں ہے تو کیا ایمان بتوحید اللہ کا بھی حکم ہے؟

ج: بالکل غلط خیال ہے۔ قرآن میں عدل و انصاف کرنے کا حکم ہے مگر اصولِ دین میں "عدل" کا اضافہ کرنے اور اس پر ایمان لانے کا سائل کے اقرار کے مطابق کہیں ذکر نہیں ہے، جس سے اس کی رکنیت ختم ہو گئی ہاں سینکڑوں آیات میں اللہ کو ایک اور معبود یکتا ماننے کا حکم ہے اور دین و ایمان کا بڑا رکن یہی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۔ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۔ (پ ۱۴، ع ۱۳)

اور اللہ نے کہا دو دو معبود نہ بناؤ۔ اللہ ہی صرف ایک معبود ہے۔

۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ..... وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔ (پ ۵ ع ۱۷)

اے ایمان کے دعوے دارو! اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے پیغمبر پر اتاری ..... جس نے بھی اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے پیغمبروں کا اور آخرت کا انکار کیا وہ دُور کا گمراہ ہو گیا۔

۳۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا ۔ (پ ۵ ع ۳)

اور تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔

بعد از رسولؐ طریقہ ہدایت

س ۳۷: کیا بعد از رسولؐ ہادی و رہبر کی عقلاً ضرورت ہو گی جو جھگڑے نمٹائے اور دین و شریعت کی تعلیم دے؟

ج: عقل کا تقاضا ہے کہ حضورؐ کی ذات کے سوا مرکزی ہادی اور کوئی نہ ہو کیونکہ آپؐ خاتم النبیّن والمعصومین اور خاتم ہدایت الوحی ہیں۔ البتہ آپ کی نیابت میں قرآن و سنّت مرکز ہدایت رہیں گے اور ان کو نافذ کرنے کے لیے خلفاء و حکام اور فقہاء دین ہوں گے۔ جو منصوص نہ ہوں گے بلکہ لوگوں میں سے ہی سربرآوردہ اور منتخب شدہ ہوں گے۔ واولی الامر منکم اور لوگوں کے باہمی تنازعات کا فیصلہ یہ کریں گے لیکن اگر لوگوں کا خود ان سے کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو یہ ممکن ہو گا پھر اختلاف نمٹانے کے لیے مرکزی سرچشمہ قرآن و سنّت کی طرف فریقین رجوع کریں گے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے اور انجام کے لحاظ سے بہتر بات ہے۔ ملاحظہ ہو آیت: اولی الامر منکم پ ۵ ع ۵)

س ۳۸: ایسا ہادی منصوص بہتر ہو گا یا غیر منصوص؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج: غیر منصوص بہتر اور کامیاب ہوگا کیونکہ جب تا قیامت تمام خطۂ ارض کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رہے گی اور اربوں مسلمان شرق و غرب میں آباد رہیں گے تو ان کے لیے صرف ایک ایک ہادی ہر دَور میں ناکافی رہے گا اور ایسے چار۔ چھ۔ بارہ منصوص بھی کر دیئے جائیں تو وہ سب روئے زمین پر تو پھیل نہ سکیں گے تو تشنگیٔ ہدایت برقرار رہے گی اور شیعہ تو اس کا تلخ و ناکام تجربہ اپنے عقیدہ کی روشنی میں کر ہی چکے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنینؓ سے حضرت حسن عسکریؒ تک (ان کے بقول منصوص ہادی) صرف مدینہ، کوفہ، بغداد وغیرہ چند خاص شہروں میں رہے معمولی اقلیت نے ان سے فیض پایا تو باقی شہروں اور ممالک کے لوگ منصوص کی ہدایت و تعلیم سے محروم ہی رہے پھر ۲۵۵ھ کے بعد یہ سلسلہ ہدایت بالکل ہی بند ہو گیا اور بارھویں امام قرآن اور آثارِ نبوت لے کر باعتقاد شیعہ ایک غار میں ایسے روپوش ہوئے کہ ۱۲۰۰ سال تک عجل اللہ فرجہ (اللہ امام کو جلدی رہا فرمائے) کی ہزاروں دُعاؤں کے بعد بھی ظہور نہ ہوا اور اربوں مسلمان اس عرصہ میں قرآن و تعلیم امام سے محروم رہے اور معلوم نہیں کب تک رہیں گے۔ اگر خیال ہو کہ امام ظاہر ہوتا تقیہ نہ کرتا تو اپنے نائبین کی بدولت ساری دُنیا کا انتظام ہدایت کر لیتا تو ہم کہتے ہیں کہ "کاش ایسا ہوتا" کی فرضی تمنا سوائے حسرت و یاس کے کوئی فائدہ نہیں دیتی اور ان کے نائب در نائب فیضِ ہدایت بالفرض عام کر سکتے ہیں تو حضور علیہ السلام کے ہزاروں لاکھوں شاگرد در شاگرد یہ فریضہ کیوں سرانجام نہیں دے سکتے؟ آخر گنبدِ خضریٰ میں ایک خاص کیفیت کے ساتھ آپ زندہ ہیں، جو غار والے امامِ منصوص کی زندگی سے ہزار درجے بہتر ہے۔

الغرض سب دُنیا کے لیے تبلیغ ہدایت اور اتمامِ حجت کی خدا نے یہی سنّت قائم کی ہے کہ امت کے ہزاروں لاکھوں علماء، صلحاء، فقہاء، مبلغین قرآن و سنّت کی شمعیں لے کر دُنیا کے کونے کونے اور قریہ قریہ پہنچ جائیں ان کو اسلام و شریعت کی تعلیم دیں اور وہ منصوص نہ ہوں تاکہ کسی کی عملی کوتاہی سے اگر کچھ شکایت ہو تو وہ دوسرے سے قرآن و سنّت کا فیض پا سکے اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما گئے ہیں:

علماء امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل۔

میری امت کے علماء (فیض عام اور کثرت میں) بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور قرآن نے فرمایا "ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت و نور تھا۔ اس کے مطابق انبیائے مسلمین، یہودیوں کے لیے فیصلے کرتے تھے اور اللہ والے اور علماء بھی۔ کیونکہ وہ کتاب اللہ کے محافظ بنائے گئے تھے۔ (پ ۶ ع ۱۱)

تو جیسے یہ ربانیین اور علماء بکثرت تھے، غیر منصوص ہادئ عوام اور محافظ کتاب خدا تھے، اسی طرح امتِ محمدیہ کے ہزاروں علماء، فقہاء، مجتہدین، غیر منصوص طور پر ہادئ عوام اور محافظ کتاب بنے ہیں۔ کیونکہ یہ سُنّت اللہ ہے اور سنّت اللہ میں تبدیلی نہیں ہوتی۔"

س ۳۹: کا جواب بھی اس تقریر سے ہوگیا کہ ہر دور کے لوگ اپنے اختلافات اپنے حاکم یا فقیہ سے قرآن و سنّت کو کسوٹی بنا کر نمٹائیں گے۔

س ۴۰: حضرت سالمؓ کے پیچھے شیخین نے نماز پڑھی کیا وہ ان سے افضل نہ ہوئے؟

ج: "بصیر" نامی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہمارے یہاں افضل مفضول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے تو استدلال باطل ہوگیا۔ ہاں جب مستقل امام بنانا ہو تو افضل بنایا جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

یؤم القوم اقرؤھم لکتاب اللہ فان کانوا فی القراءۃ سواء فاعلمھم بالسنۃ ..... الخ۔	لوگوں کو امامت ان کا بڑا قاری کرائے۔ اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو سنّت کا بڑا عالم ہو وہ امامت کرائے۔ (مشکوٰۃ ص ، وکذا فی الفقیہ باب الامامۃ)

اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام نماز بنایا اور حضرت علی المرتضیٰؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلافت و امامت تفویض فرمائی کسی نے اختلاف نہ کیا سب نے نمازیں بھی پڑھیں اور جہاد بھی کیے۔ پھر مجلسِ شوریٰ نے مستقل طور پر حضرت عثمانؓ کو امام و خلیفہ منتخب فرمایا اور سب صحابہ کرامؓ نے ان کی اقتداء کی۔ اسی طرح حضرت علیؓ مہاجرین و انصار کے انتخاب و بیعت سے امام و خلیفہ قرار پائے تو یہ مستقل امامتیں افضل کی مفضول کے لیے تھیں اور سنّتِ پیغمبرؐ، تعلیم قرآن، اتفاق صحابہ کرامؓ کے مبینہ اصول کے تحت تھیں ان کو حضرت سالمؓ یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وقتی و اتفاقی امامتِ نماز پر قیاس نہ کیا جائے گا اور حضرت علیؓ کو خلفاء ثلاثہؓ سے افضل نہ مانا جائے گا۔ کیونکہ مستقل باضابطہ امامت میں امام افضل اور مقتدی مفضول ہوتے ہیں۔ نیز خلفاء راشدینؓ کی خلافتیں قرآنی موعودہ تھیں انکی افضلیت اسی ترتیب سے ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۴۱ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وارث قرار دیا۔ (غلامانِ اسلام) وراثت پیغمبرؐ ثابت ہوگئی۔

ج : "غلامانِ اسلام" ایک اردو کتاب ہے۔ اصل روایت کا علم نہیں کہ کہاں سے لی گئی ہے تاکہ اس کی سنداً اور معناً تحقیق کی جاتی۔ مؤلف اس کی صحت ثابت کرے ورنہ یہ مجاز ہے۔ حضرت زیدؓ نے اپنے والدین کو جواب دے دیا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں آسکتا، میں تو حضورؐ کو اپنا باپ اور بزرگ جانتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس محبت اور وفاداری کے جواب میں ان کو متبنّیٰ قرار دیا اور عرفِ عام کے مطابق ایسی بات فرمائی جو ان کی صاحبزادگی پر مُہرِ تصدیق ثبت کردے بعد میں جب قرآن نے اس نسبت کو ہی منسوخ کر دیا اور وراثت رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہوگئی۔ واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعضٍ فی کتٰب اللہ (احزاب چھٹی آیت) تو اس بات کو قرآن نے منسوخ کر دیا۔ علاوہ ازیں حضرت زیدؓ غزوہ موتہ میں آپ کی وفات سے تین سال پہلے شہید ہوئے اور کسی روایت سے کچھ ثابت نہیں کہ حضورؐ نے ان کا ترکہ وراثت پایا ہو۔ تو معلوم ہوا کہ پہلی بات منسوخ ہے اور یہ حدیث مشہور برحق ہے: "ہم گروہِ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔ ہمارا سب ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔" (بخاری) نیز یہ کیوں ممکن نہیں کہ وراثتِ علمی مراد ہو اگلا سوال اسکا قرینہ ہے۔

س ۴۲ : قولِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہے: "اگر حضرت زید رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ نہ بناتے۔" (البصیر)

ج : یہ مقولہ، فرضیہ اور شرطیہ ہے۔ جب شرط نہ پائی گئی تو موہوم جزا سے استدلال غلط ہوا۔ ورنہ ایسا ہے جیسے قادیانی اس حدیث سے اجراءِ نبوت پر استدلال کرتے ہیں: "اگر ابراہیمؓ (بن محمدؐ) زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔" یا قرآن میں ہے: "اگر رحمٰن کا بیٹا ہو تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کروں۔" (پ۲۵) اس مقولہ سے زیادہ حضرت زیدؓ پر اعتمادِ نبوی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اُمّت کو ان کی تلقین کر جاتے۔ اب شیخینؓ کے متعلق تلقین فرما گئے "میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا۔" (ترمذی) یہی اُمّت کو بیعتِ خلافت کی سپردگی ہے۔

س ۴۳ : حضرت اسامہؓ کی سرداری پر صحابہؓ کا طعن ظاہر کرتا ہے کہ انھوں نے حضرت علی

www.sirat-e-mustaqeem.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اہل نہ سمجھا۔

ج : یہ کچھ لوگوں کا خیال تھا جب حضورؐ نے اس کی تردید کر دی تو سب حضرت اسامہؓ پر متفق ہو گئے، مگر حضرت علیؓ کے لیے آپؐ نے ایسی نہ نص فرمائی تھی نہ تقرری کی تھی۔ اس لیے تاریخ کی کوئی روایت یہ نہیں بتاتی کہ کسی صحابی نے یہ کہا ہو "چونکہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوعمر ہیں ہم ان کی سرداری نہیں مانتے"۔ یہ سائل کا فرضی خیال ہے بالفرض اگر صحابہؓ نے ایسا کہا ہوتا تو سنّت کے خلاف تب ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کا تقرر کر دیا ہوتا۔ مگر جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے علانیہ تقرری نہ فرمائی تھی اور امرھم شوریٰ بینھم (اور ان کی حکومت وغیرہ کے کام باہمی مشورے سے ہوں گے) کے تحت صحابہؓ ہی مجاز و مختار تھے کہ جس کو موزوں ترین سمجھیں چنیں اور انھوں نے اسلام میں سبقت، اسلام اور خدمتِ نبوی میں بے نظیر مالی و جانی قربانیوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص رفاقت و تعلق، عمر کی پختگی و تجربہ کاری اور عوام میں ہر دلعزیزی کو دیکھ کر بالاتفاق ابوبکرؓ کا انتخاب فرمالیا، جو فی نفسہٖ درست نکلا۔ حضرت علیؓ کا حق ضائع نہ ہوا کہ ان کو اپنے وقت پر خلفاء ثلاثہؓ کی خلافتوں کی بنیاد پر ہی یہ حق مل گیا۔ اگر انصارؓ میں سے کوئی خلیفہ بن جاتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر کو یہ حق کبھی نہ ملتا اور اگر حضرت علیؓ پہلے خلیفہ بنتے تو خلفاء ثلاثہؓ اپنی اپنی اجل پر وفات پا کر اس خدمتِ جلیلہ سے محروم رہ جاتے۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ یہ خلافت کی تاریخی ترتیب مؤید من اللہ، مصدقہ عوام اور مفید اسلام تھی۔ نہ یہ خلافِ سنت ہے نہ اس پر کسی قسم کا طعن درست ہے۔

س ۱۲۲ : بھی اسی تقریر سے رفع ہو گیا کیونکہ حضرت اسامہؓ پر طعن چند لوگوں کا فعل تھا سب کا نہ تھا تو یہ پوچھنا کہ "بعد از رسول اصحابؓ کا خلاف منشاء رسول عمل کرنے کو آپ کس بنیاد پر ناممکن سمجھتے ہیں"۔ ایک لایعنی بات ہے۔ نص قرآنی یُطِیعُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ (وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں) کے تحت۔ حضرت علیؓ کی نامزدگی اور تقرری اگر ہوتی تو نشانہ طعن نہ بنا سکتے نہ ان کی اطاعت سے گریز کرتے کیونکہ گمراہی پر ان کا اجتماع محال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہج البلاغہ میں ارشاد ہے :

وما کان اللہ لیجمعھم علی الضلال۔ اور اللہ نے ان کو گمراہی پر جمع نہ کیا تھا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

نیز حضورؐ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۴۰)

اور خدا نے اس اُمت کو بہترین اُمت، پسندیدہ اُمت قرار دے کر یہ ضمانت بھی دی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (پ ۲، ع ۱۶)	اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (وعمل) کو ضائع کرنے والا نہیں بے شک اللہ (مومن) لوگوں پر بڑا شفیق و مہربان ہے۔

اس لیے سب صحابہ کرامؓ نے جو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر اتفاق کیا اور شیعہ کو بھی اقرار ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے تین ساتھیوں سمیت سب صحابہ کرامؓ نے خلفاء ثلاثہؓ کی بالترتیب بیعت خلافت کی۔ (اصولِ کافی، رجال کشی، احتجاج طبرسی) تو معلوم ہوا کہ یہ تینوں خلافتیں برحق اور عادلہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نامزدگی اور نص خلافت بالکل نہ تھی۔ ورنہ سب صحابہ کرامؓ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر متفق ہوتے کیونکہ اللہ نے ان کو گمراہی سے بچایا ہوا تھا۔ اور حضرت علیؓ یہ فرماتے مہاجرین اولین اپنی فضیلت پا گئے۔ (نہج البلاغہ اردو ص ۱۰ مکتوب)

س ۴۵ تا ۵۰: شفاعتِ کبریٰ اور مقامِ محمود کے متعلق اعتراضات۔

ج: مذہبِ سنیہ میں شفاعتِ کبریٰ سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن تمام اُمتوں کی سفارش فرمائیں گے۔ باقی قوموں کا حساب کتاب آپ کی سفارش سے شروع ہوگا اور اس اُمت کے گناہ گاروں کی بخشش ہو گی۔ نبیؐ کی بھی دُعا قبول ہوتی ہے اور عام اُمتی کی بھی۔ جیسے ہم درود شریف میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ کر ان کے لیے دُعائے رحمت طلب کرتے ہیں اور نہیں کہا جاتا کہ ہم لوگ اپنے رسُول اور آلِ رسُول کو اُمت کی سفارش کا محتاج تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح اذان میں دعائے وسیلہ میں قرب الٰہی اور مقامِ محمود پر جلوہ افروزی کی دُعا اُمت کو محتاجی پیغمبرؐ پر چسپاں نہ کیا جائے گا۔ یہ سائل کی زیغ قلبی اور دشمنیٔ رسُول کی آئینہ دار ہے۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (قریب ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے) مستقبل پر دال ہے۔ جس کا وقوع ابھی نہیں ہوا تو ایسی چیز کے ملنے کا یقین ہونے کے باوجود اس کے لیے دعا و اشتیاق معقول بات ہے اور اپنے سوا دوسرے

www.sirat-e-mustaqeem.com

بھی یہ دُعا کر سکتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ شفیع المذنبین نے ہم کو حکم دیا ہے جیسے درود پڑھنے کا ہم کو حکم دیا ہے (اور ہمارا درود ہمارے رفعِ درجات کے علاوہ حضورؐ کے مراتبِ عالیہ میں بھی اضافہ کرتا ہے) اُمّتی کی دُعا اس لیے بھی معقول ہے کہ بالآخر مقامِ محمود اور شفاعتِ کبریٰ سے فائدہ خود ان کے گناہ گاروں کو حاصل ہوگا جیسے ہم اللہ بے نیاز کی عبادت کرکے، اُخروی ثواب کا مفاد حاصل کرتے ہیں۔ شیعہ کی جلاءالعیون ص۲۰ پر ہے: کہ مقامِ محمود میں میں اپنی اُمّت کی شفاعت کروں گا۔

س ۱۵: سب قومیں اپنے اپنے پیغمبروں کی سفارش سے مایوس ہوکر آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کرانے کیوں آئیں گی؟ وہ پیغمبر ایک دوسرے پر ٹالنے کے بجائے براہِ راست حضورؐ کے پاس کیوں نہیں بھیجتے؟

ج: ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف عروج و ترقی ایک فطری اور معقول عام بات ہے۔ آپ دکان پر سودا لینے جائیں تو وہ پہلے معمولی نمونے دکھائے گا پھر آخر میں سب سے اعلیٰ دکھائے گا سب قوموں کا پہلے حضرت آدمؑ کے پاس یا پھر حضرت نوحؑ کے پاس جانا ایک معقول بات ہے کہ وہ سب کے جدِ اعلیٰ اور پدرِ اوّل ہیں۔ اولاد باپ سے رحم و سفارش کی درخواست کیا کرتی ہے وہ اپنے سے اعلیٰ شان والے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام، پھر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام اور عیسیٰ روح اللہ علیہ السّلام کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں تو ان پیغمبروں کی خصوصیّت اور عزت و عظمت کا بھی اظہار ہو رہا ہے جس کے وہ شایان ہیں۔ اگر اوّلاً ہی لوگ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف بھیجے جائیں تو نہ ان کے مراتب کا اظہار ہوگا اور نہ تقابل سے حضورؐ کی برتری ظاہر ہوگی پھر ہر ایک اپنی کسی لغزش کا ذکر فرما کر معذرت کر رہا ہے تو یہ اللہ مالک یوم الدّین کی ہیبت و جلال کا اظہار ہے۔ لغزش سے ان کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا۔ آخر میں حضورؐ جب ان کی درخواست قبول کرکے شفاعت کے لیے سجدہ الٰہی میں گر جائیں گے جو آٹھ دن رات لمبا ہوگا اور آپ اللہ کی وہ خوبیاں اور کمالات بیان فرمائیں گے جو ابھی تک کسی نے بیان نہیں کیے تو اس میں بھی ایک طرف تو جلیل القدر رُسل پر آپؐ کی عظمت ظاہر ہوگی اور دوسری طرف ربّ تعالیٰ احکم الحاکمین کے رعب و جلال کا اقرار ہوگا۔ عقلِ سلیم رکھنے والا کوئی بھی فرد شفاعتِ کبریٰ اور مقامِ محمود کے ان مراحل پر اعتراض نہیں کر سکتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

فضائلِ اہلِ بیت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

س ۵۲: حدیثِ نبوی ہے کہ جو علیؓ، فاطمہؓ اور حسنینؓ سے لڑے اس سے میری جنگ ہے اور جو صلح کرے میری اس سے صلح ہے" تو کیا اتباع کا تقاضا یہی نہیں ہے؟

ج: البدایہ والنہایہ کی اس حدیث کا اصل ماخذ ترمذی ہے اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اس کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور (راوی) صُبیح ام سلمیٰ کا غلام معروف نہیں ہے۔ (ترمذی مناقب فاطمہؓ)

تقریب التہذیب سے پوری سند کے راوی مع سند و جرح یہ ہیں:

۱۔ سلیمان بن جبار بغدادی صدوق ہیں۔ ۲۔ علی بن قادم خزاعی کوفی صدوق اور شیعہ ہیں۔ ۳۔ اسباط بن نصر الہمدانی ابویوسف یا ابوالنصر صدوق ہیں، بہت غلطیاں کرتے ہیں اور عجیب و انوکھی روایتیں کرتے ہیں۔ ۴۔ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن السُدّی، صدوق اور وہمی ہے تشیع سے متہم ہے۔ معلوم ہوا کہ پہلے راوی کے سوا آگے مسلسل راوی شیعہ، وہمی، کثیر الخطاء اور غریب الروایۃ ہیں تو یہ روایت بہت کمزور ہے۔ اس کی بنیاد پر کوئی عقیدہ یا طعن بر صحابہ کرامؓ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ مع ہٰذا جب حضرت حسنؓ نے صلح و بیعت کر لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت معاویہؓ سے راضی ہو گئے اب معاویہؓ کا دشمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی دشمن ہے۔ اس لیے امت اور اہلِ سُنّت نے اتباعِ نبوت کی۔

س ۵۳ کا جواب بھی اسی تحقیق سے ہو گیا۔ بالفرض اگر صحیح تسلیم کی بھی جائے تو حرب گناہ سے کنایہ ہے۔ محاربین سے مطلقاً بیزاری جائز نہیں۔ جیسے سُود خواروں کے متعلق وعید ہے" اگر تم باز نہ آئے تو خدا اور رسولؐ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ" (بقرہ) تو حکماً حربِ رسولؐ گناہ ہے۔ اسے تسلیم کرنے کے بعد ہم ان کی توبہ تاریخ سے ثابت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ہماری کتاب "فضائل صحابہؓ" ص ۲۷۷ تا ص ۲۸۰۔ حضرت علیؓ معاویہؓ اور اس کے لشکر کو ایمان و اسلام میں اپنے برابر مانتے ہیں۔ (نہج البلاغہ ص ۱۲۵ ج ۳) پھر حسن المجتبیٰؓ معاویہؓ سے صلح و بیعت کر لیتے ہیں۔ (جلاء العیون) تو جب ان کا انجام اہلِ بیتؓ کی شہادت و عمل

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے اچھا ثابت ہو گیا تو رسولِ خدا کے وہ دوست ہی ہوئے۔ ان سے دشمنی و بیزاری پیغمبر سے دشمنی ہوئی جو شیعوں کے مقدر میں آئی۔

س ۵۴: بروایت ترمذی حضرت علی و فاطمہؓ حضورؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ج: روایت میں تصریح ہے یعنی من اھل بیتہ۔ یعنی اپنے اہلِ خانہ میں سے یہ جوڑا زیادہ پیارا تھا۔ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور اہلِ سنت خاندانِ رسالت میں سے اس جوڑے سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

س ۵۵: کیا موذی رسولؐ پر آپ لعنت کرتے ہیں؟

ج: احزاب کی اس آیت میں خدا کے فعل کا ذکر ہے۔ فرمان یا حکم نہیں ہے۔ اتباع و تعیل فرمان و حکم کی ہوتی ہے فعل تو بسا اوقات بادشاہ کا خاصہ سمجھا جاتا ہے البتہ ہم موذیانِ رسول سے نفرت ضرور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ۔ قرآن کے اسی صفحہ پر مذکور ازواجک و بناتک۔ کا انکار کریں۔ ازواجِ طاہرات اور بناتِ طاہرات کی عظمت و شان بلکہ حسب و نسب کا انکار کر کے رسولِ خدا کو ایذا دیں آپ کی ساری جماعتِ صحابہؓ کو دچار شاگردانِ علیؓ کے سوا، مرتد کہیں، سب امتِ محمدیہ کو خنزیر اور ولد الزنا کہہ کر گویا پدرِ امت حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیں۔ رسولِ خدا کے ہم رتبہ معصوم و واجب الاطاعت بارہ امام مان کر رسولِ خدا کی ختمِ نبوت کا مذاق اڑائیں ایسے موذیانِ رسول کو ہم بہت بُرا اور دشمنِ اسلام جانتے ہیں۔

سوال ۵۶ تا ۶۳ کے جوابات

۵۶: حضرت فاطمہؓ کو ناراض کرنے کا طعن جھوٹا الزام ہے۔ جواب "ہم سنی کیوں ہیں؟" کے ص ۱۴۵ تا ص ۱۵۰ میں دیکھئے۔

۵۷: بی بی پاک کے والد مقدس کے جنازہ کو چھوڑنے کا طعن بھی جھوٹا ہے۔ دیکھئے تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۴۵ تا ص ۱۵۱

۵۸: خانہ بتول کو نذرِ آتش کرنے کا الزام بھی جھوٹ ہے۔ تاریخ طبری ص ۱۹۸ ج ۳ خوب دیکھ لی۔ دیگر متوقع مقامات میں بھی یہ الزام تلاش کیا کہیں نہیں ملا۔ الملل والنحل شہرستانی کو بھی

www.sirat-e-mustaqeem.com

دیکھا کہیں سراغ نہ ملا۔ در اصل یہ واہی تباہی بہتان ہے۔ عیار اور دروغ گو شیعہ اسی طوفان ہذیان سے سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات بھڑکاتے اور اسلام کی صداقت اور اہلِ بیتؓ کی مقبولیت پر حملہ کرتے ہیں۔ بالفرض والمحال اگر کچھ ہو بھی تو ان چند جوانوں کو ڈرایا دھمکایا ہوگا جو خلافت اور مسلمانوں کے اتفاقِ رائے کے برخلاف سیدہؓ کے مکان میں آکر سازشیں کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دھمکا دیا، سیدہؓ نے منع کر دیا تب انھوں نے بیعت کر لی اور اختلاف کا بیج ہی ختم ہوگیا۔ بتلائیے اب حضرت عمرؓ پر کیا اعتراض ہے۔ آپ تو خراجِ تحسین کے حق دار ہیں۔ کیا ایک ذمہ دار حاکم و افسر فتنہ بازوں کو ڈرا دھمکا بھی نہیں سکتا؟ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کو مع مکان جلا دینے کی دھمکی دی جو باجماعت نماز آکر نہیں پڑھتے تھے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کردہ امام اور جانشین تھے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابنِ اخطل شاعر کو خانہ کعبہ میں مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے ان ستر آدمیوں کو زندہ در آگ پھونک ڈالا جو حضرت علیؓ کی خدائی اور کارسازی و مشکل کشائی کے نعرے مار رہے تھے جو آج مشرک شیعوں کا دل پسند مذہب بن چکا ہے۔ خلافت و اجتماعیت کے وقار کو قائم رکھنے کے لیے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس سے کئی گنا اہم خطرناک اقدام کیے جنگِ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت، ام المومنینؓ سے لڑائی، صفین میں ہزاروں مسلمانوں کا قتلِ عام اگر درست ہے تو یہاں محض زبان سے دھمکی کوئی جرم نہیں۔ (خلاصہ تحفہ اثنا عشریہ طعن ۲ صفحہ ۶۰۶)

۵۹ : باغِ فدک کے مسئلہ کا تحفہ امامیہ از صفحہ ۱۵۲ تا صفحہ ۲۱۳ مفصل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

۶۰ : حضرت علیؓ سے لڑائی کا طعن ابھی مردود کر دیا گیا ہے۔

۶۱ : حضرت حسنؓ کو زہر کھلانے کا الزام بھی غلط ہے۔ آپ کی اہلیہ جعدہ بنت اشعث چونکہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھانجی بھتیجی تھیں تو ان کو بدنام کرنے کے لیے یہ قصہ گھڑا گیا۔ اس کو معرضِ تحریر میں لانے والا سب سے پہلا مؤرخ مسعودی شیعہ ہے جس نے رُوِی سے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے پہلے نہ طبری جیسی ضخیم اور موضوعات سے بھی لبریز، کتاب تاریخ الامم والملوک میں اس کا اشارہ ہے، نہ ابنِ قتیبہ دینوری اور الاخبار الطوال میں اس کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

تذکرہ ہے، حضرت حسنؓ کی وفات کے متعلق تاریخ الخمیس للاعثم کوفی، جو شیعہ کے ہاں بڑی معتبر ہے۔ میں ہے کہ چالیس دن بستر مرض پر رہے (ص ۳۲۶ ج ۲) دمیری نے مدت علالت دو ماہ بیان کی ہے۔ ذیابیطس کا عارضہ تھا اور شہد کا شربت پینے سے بڑھ گیا۔

عقلی طور پر بھی یہ قصہ لغو ہے کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ اور حسنؓ کے تعلقات بہت اچھے رہے ہر سال دونوں بھائی دمشق جاتے اور لاکھوں روپے کے وظائف اور مال سے لدے اونٹ لاتے۔ حسنؓ سے آپ کو کوئی خدشہ نہ تھا، نہ حضرت حسنؓ وعدہ خلافی کرنے والے تھے۔ اہل کوفہ تو حضرت حسینؓ کو اکساتے تھے مگر آں محترم بھائی کی صلح و بیعت کا حوالہ دے کر ان کو ٹال دیتے تھے۔ (جلاء العیون) بالفرض اگر یہ حرکت کسی نے کی تو وہ شیعان کوفہ ہی تھے۔ جنھوں نے صلح کے انتقام میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اور حضرت حسنؓ شہزادۂ امن و صلح کو۔ اپنی مفسدانہ کارروائیوں کے سامنے روڑا سمجھتے تھے۔

۶۲: جو لوگ حضرت حسینؓ کو گھر بلا کر غداری سے لڑے، واقعی وہ رسول خدا کے بھی محارب ہیں۔ شیعہ اگر مان لیں تو صاف بات اتنی سی ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف بلوہ کرنے والے اور شہید کرنے کے مجرم، جمل و صفین میں غلط فہمیاں پھیلا کر مسلمانوں کو باہم لڑانے والے، خارجی بن کر حضرت علیؓ کے خلاف چڑھائی کرنے والے اور آپ کے قاتل، حضرت امام حسنؓ سے غداری کر کے پھر قاتلانہ حملے کرنے والے اور "السلام علیک یا مذل المؤمنین" پڑھنے والے پھر حضرت امام حسینؓ کو دارالامن مکہ سے بلا کر غدر کر کے شہید کرنے والے سب ایک ہی گروہ ہیں جو اہل تشیع اور حُب دار اہل بیت کہلا کر مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے رہے۔ تعجب ہے کہ قاتلان عثمان کو شیعہ اپنا ہیرو مانتے ہیں جب یہی حضرت علیؓ و حسنؓ پر ظلم کرتے ہیں تو ان کو خارجی بنا دیا جاتا ہے۔ شیعہ کہلا کر جب حسینؓ کو بلاتے ہیں تو مومن ہیں جب قتل کر دیتے ہیں تو بُرے پھر جب توابین بن کر اور مختار ثقفی کے ساتھ ہو کر کوفہ میں قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہیں تو ناصران حسین بن جاتے ہیں؟ فیا للعجب!

ان کے سب کرتوت ہم تحفہ امامیہ میں باحوالہ لکھ چکے ہیں۔

۶۳: یہ جس کیمپ میں بھی ہوں ہم ان کو دشمنان اہل بیت، موذیان رسول، یہود و

www.sirat-e-mustaqeem.com

مجوس کی سازش سے اہل تشیع و تفریق کا علمبردار اور مستحق نار سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو لعنت کا شغل پسند ہے تو ان سب پر ضرور کیجئے اور اپنی کمائی خود بھی کھائیے۔

س ۶۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابی بتائیں جس کے متعلق حضور نے فرمایا ہو۔ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق۔

ج: یہ حدیث ترمذی ص۲۳۵ کی ہے، مگر ضعیف ہے قابلِ حجت نہیں۔ کیونکہ پہلا راوی واصل بن عبدالاعلی تو ثقہ ہے، دوسرا محمد بن فضیل بن غزوان صدوق ہے مگر تشیع سے متہم ہے شیعہ صدوق کی روایت جب بدعت کی مؤید ہو تو قبول نہیں ہے، تیسرا ابو نصر کوفی ثقہ ہے مگر چوتھا مساور الحمیری مجہول ہے، پانچواں ام المساور الحمیریہ بھی مجہول ہے جس کا حال کہیں نہیں ملتا۔ (دیکھئے تقریب التہذیب)۔ البتہ مسلم شریف کی یہ حدیث مستند ہے۔

اسی کے ہم معنیٰ اسی صفحہ پر ایک یہ حدیث ہے "کہ ہم انصار منافقین کو حضرت علیؓ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔" امام ترمذیؒ کہتے ہیں حدیث غریب ہے اور امام شعبہؒ نے ابو ہارون عبدی پر جرح کی ہے تقریب التہذیب میں ہے کہ ہارون عبدی کا نام عمارہ بن جوین ہے یہ متروک ہے۔ بعض نے اسے کذاب کہا ہے۔ یہ شیعہ ہے، طبقہ رابع کا ہے، ۱۳۴ھ میں مرا ہے۔

شیعہ کا جب یہ قلعہ پاش پاش ہو گیا تو اس کے برعکس تمام انصار کے حق میں بلفظہ یہ حدیث ہے:-

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الانصار ولا یحبہم الا مومن ولا یبغضہم الا منافق من احبہم فاحبہ اللہ و من ابغضہم ابغضہ اللہ ھذا حدیث صحیح۔ (ترمذی ص۲۵۲ ج۲، مسلم ص۵۹-۶۰ ج۱)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصارؓ کے متعلق فرمایا ہے ان سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا جو ان سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا جو ان سے دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

مسلم شریف باب حب الانصار و علیؓ میں ۵ حدیثیں حضراتِ انصار کی محبت میں اور ایک

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت علیؓ کی محبت کے متعلق ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ مہاجرین کا درجہ انصار سے بڑا ہے تو بدرجہ اولیٰ ان کا محب مومن اور مبغض منافق ہوگا، بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبّت کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی محبّت اور ان سے دشمنی کو اپنے سے دشمنی قرار دیا ہے جس سے بڑھ کر مومن و منافق کی پہچان کا معیار نہیں ہے۔

"میرے صحابہؓ کے بارے میں لوگو اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبّت کی تو مجھ سے محبت کی اور جس نے صحابہؓ سے دشمنی رکھّی تو اس نے (در اصل) مجھ سے دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھّی اور جس نے صحابہؓ کو ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ستایا اور جس سے اللہ کو ستایا، عنقریب اللہ اسے پکڑ لے گا۔ (ترمذی ص ۲۴۹/ ج ۲)

س ۶۵: "اے علیؓ تو میرا دُنیا اور آخرت میں بھائی ہے" کیا غیر کے لیے بھی ہے؟

ج: حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بھی حضورؐ نے اپنا بھائی، مولا و محبوب اور صاحب و رفیق فرمایا، تفصیلاً احادیث بخاری ص ۵۱۶/ ج ۱ اور ص ۵۲۸/ ج ۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

س ۶۶ تا ۶۹: حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق فرمایا ہے: "اے اللہ میں ان سے محبّت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبّت رکھ جو ان سے محبت کریں"۔ کیا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دُعا قبول ہُوئی؟

ج: دُعا قبول ہے مگر محب صرف اہلِ سنّت ہیں کیونکہ شریعت میں محبّت اتباع اور موافق شرع مقبول ہے اور یہ صرف اہلِ سنّت میں پائی جاتی ہے کہ وہ بھی حضرت حسینؓ کی طرح تقیہ نہیں کرتے نماز کے پابند ہیں، ڈاڑھی رکھتے ہیں، قرآن کے حافظ ہیں ماتم سے ممانعت کی وصیّت حسینی کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں۔ شیعہ نہ محبِ حسینؓ ہیں نہ اللہ کے محبوب ہیں کیونکہ وہ عقیدۃً اور عملاً قرآن اور تعلیم حسینؓ کے برخلاف ہیں تو حسینؓ کے برخلاف لوگوں کا خدا دشمن ہے لہٰذا شیعہ کے مخالفین اہل سنّت ہی متبعینِ حسینؓ اور خدا کے دوست ہُوئے۔ حضرت حسینؓ نے خطبۂ کربلا میں فرمایا: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی کو فرمایا تم جنتی نوجوانوں کے سردار ہو اور اہل سنّت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ص ۶۲/ ج ۴)۔ جو لوگ حضرت حسینؓ کو باغی و مفسد

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہتے ہیں اور آپ سے دشمنی رکھتے ہیں وہ حضرت حسینؓ اور خدا کے محب نہیں ہیں۔

س ۴۰ک تا ۴۳ک مذمت یزید اور ردِّ ناصبیت سے متعلق ہیں ہمیں جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ مع ہٰذا ماثبت بالسنۃ کی روایت قابلِ تحقیق ہے جب تک ثابت نہ ہو تو مطاعن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ کتاب ہمیں مل نہ سکی۔

عترت واہلِ بیتؓ کا مفہوم

س ۴۴ک، ۴۵ک: عترتی اہل بیتی کا ترجمہ کریں۔ کیا بیوی بھی عترت ہو سکتی ہے؟

ج: کتب لغت میں عترت کے معانی یہ لکھے ہیں۔ اولاد، عزیز و اقربا، خویش و اقارب اپنے بیگانے۔ (فیروز اللغات ص ۱۳۴/۲) - ۲- کنبہ، اولاد، مشک خالص کا ٹکڑا وغیرہ (مصباح اللغات ص۵۲۰)

ان معانی کی روشنی میں ترجمہ حدیث یہ ہوگا۔ کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور میری اولاد و رشتہ دار، عزیز و اقارب میرے گھر کے لوگ ہیں، جو میرے پاس تا حوض پہنچنے تک جُدا نہ ہوں گے تو عترت جیسے اولاد پر بولا گیا جن میں چار بیٹیاں بھی ہیں، خویش و اقارب پر بھی صادق ہے۔ جن میں چچا اور چچا کی اولاد، بیویاں اور داماد بھی آ جاتے ہیں اسی لیے اہلِ بیتؓ کا اطلاق احادیث میں ان پر بکثرت ہوا ہے۔ زوجہ کو جب "خویش اور اپنا" کہا جا سکتا ہے تو اہلِ بیتؓ میں داخل ہوئی اور آیتِ تطہیر میں قرآن نے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ بار بار کہہ کر جمع مؤنث کے صیغے استعمال کر کے ان کو اہل بیت (نبیؐ کے گھر والوؓ!) سے خطاب کیا ہے شیعہ پر برسنا اس لیے ہے وہ قرآن کا انکار کرتے ہیں۔

س ۴۶ک: جب یزیدی بھی قرآن پڑھتے تھے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزیدیوں کے قرآن میں کیا فرق تھا؟

ج: دونوں کا قرآن تو ایک تھا مگر جب شیعانِ کوفہ (حامیانِ ابنِ زیاد و یزید) نے حضرت حسینؓ سے غداری کی تو قرآن نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ قرآن سے آج تک محروم ہیں، اس پر ہر قسم کے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ ۹۹ حملے صرف مشتاق دشمنِ قرآن نے اس کتاب میں کیے ہیں ان میں کبھی حافظ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ امام حسینؓ کے ہم شکل و ہم سیرت

www.sirat-e-mustaqeem.com

حافظوں اور قاریوں کو دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ شیعہ کی یہ قرآن دشمنی اور قرآن کی ان سے جدائی ان کے قاتلِ حسین ہونے کی وہ زبردست دلیل ہے جو ان کے اقرار سے ثابت ہے۔

س ۷۷: وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ بتلایئے ظالمین کے ساتھ یزید کا ذکر کیوں ہے؟

ج: یہ سوال جہالت یا خیانت پر مبنی ہے؛ یہاں یزید فعل مضارع کا صیغہ ہے۔ اسم نہیں ہے۔ ترجمہ یہ ہے؟ کہ قرآن ظالموں کو خسارے میں ڈالتا ہے۔" یعنی جب شیعوں نے ظلم کر کے امام حسینؓ کو شہید کیا تو قرآن ان کے دل اور ایمان سے خارج ہو گیا اور یہ نقصان میں پڑ گئے۔ اگر لفظ یزید سے ہی استدلال ہے تو (بطور لطیفہ نہ بطور تفسیر و استدلال) ہم کہتے ہیں کہ خدا کا فرمان ہے وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔" اللہ مومنین کو اپنے فضل سے بڑھاتا ہے۔" تو یزید تو خدا کا فضل ثابت ہُوا۔ اور ایک جگہ ہے: وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی (سورہ مریم)" اور ہدایت پر چلنے والوں کو اللہ ہدایت میں بڑھاتا ہے،" تو شیعی استدلال کے طرز پر معلوم ہوا کہ یزید کو خدا نے ہدایت میں بڑھا چڑھا دیا تھا تو شیعہ اس سے دشمنی کیوں رکھتے ہیں؟

نوٹ: یہ سوال و جواب بطور لطیفہ ہیں، تفسیر قرآن نہیں ہے۔ آیات میں یزید مُراد نہیں ہے۔ فعل مضارع ہے کہ" اللہ ان کو بڑھاتا ہے،" خسارہ نقصان کو کہتے ہیں کہ ظالم آخرت میں نقصان میں رہیں گے۔ اور اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ اہلِ ایمان، اعمالِ صالحہ بجالانے والے حق اور صبر کی تاکید کرنے والوں کے سوا سب انسان گھاٹے میں ہیں۔ بحمد اللہ ان چاروں صفات کے حامل اہلِ سنّت و جماعت ہیں کہ وہ قرآن، توحید، رسالت، قیامت، اہلِ بیت و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ ان کی پہچان ہے۔ حق گوئی ان کا شعار ہے۔ صبر ان کی ڈھال ہے۔ جب کہ شیعہ کا ایمان ناقص ہے توحید و قرآن کو مانتے ہی نہیں، رسولِ خدا کو کامیاب ہادی اور اعمالِ صالحہ کو ضروری نہیں مانتے۔ سب صحابہؓ کو تبرا کرتے ہیں۔ تقیہ کر کے حق پوشی کرتے ہیں ماتم کر کے صبر کو ختم کر دیتے ہیں تو آیتِ عصر بھی ظالموں کے ساتھ ان کا حشر و انجام ذکر فرما رہی ہے۔

س ۷۸ تا ۸۰: کیا معرکہ کربلا حق و باطل کا معیار ہے کہ نہیں؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : اس معیار پر پوری وہ جنگیں اترتی ہیں جو مسلمانوں کی کافروں سے ہوں، جیسے عہدِ نبوی اور خلفاء ثلاثہؓ کے زمانے کے غزوات وجہاد اور جو مسلمانوں کی آپس میں سیاسی حقوق اور اختلافات کی بناء پر واقع ہوں وہ اس کامل معیار پر نہیں ہیں اور شیعوں کو اقرار ہے کہ حضرت حسینؓ کے مقابل یزیدی بھی قرآن پڑھنے والے (یعنی مسلمان) تھے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے لیے وہ جنگ ہوگی جو اس کا کلمہ بلند کرنے کے لیے لڑی جائے۔ ہم اہلِ سنت تو ایک درجے میں کہ سکتے ہیں کہ امام حسینؓ نے اپنے اجتہاد میں یزیدی حکومت کو غیر عادل سمجھ کر اس کے خلاف خروج کیا اور مرتبہ شہادت پاکر نہ صرف جنت کے حق دار ہوئے بلکہ حق و باطل کا یہ فیصلہ بھی کر دیا کہ سابق چار خلافتیں (حضرت معاویہؓ اور خلفاء ثلاثہؓ کی) برحق تھیں تبھی تو حضرت علی و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے معاویہؓ کے خلاف خروج نہ کیا بلکہ تعاون کر کے ان سے مالی وظائف بھی حاصل کرتے رہے ۔

مگر شیعہ اصول پر یہ ذاتی اور محض سیاسی جنگ تھی ۔ اعلاء کلمۃ اللہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت سے بنو ہاشم و بنو امیہ میں سخت دشمنی چلی آ رہی تھی۔ اسلام بھی اسے ختم نہ کر سکا۔ عہد عثمانؓ میں حسد سے وہ مزید ابھری حضرت علیؓ کی معاویہؓ سے جنگ اسی بناء پر ہوئی اور اب حسینؓ نے یزید سے جنگ اسی لیے کی کہ بنو ہاشم کو بنو امیہ سے وہ سیاسی و مذہبی حق واپس مل جائے جو خلافت اوّل سے غصب ہو چکا تھا۔ ایک شیعہ شاعر کہتا ہے :-

فرزند فاطمہؓ کا ہے کربلا ٹھکانہ	قبضہ کیا فدک پر یاروں نے غاصبانہ
مولا علیؓ کے حق پر چھاپہ عمرؓ نے مارا	اتنی سی بات کا ہے کرب و بلا فسانہ

بعض شیعہ روایات اس کی یوں تائید کرتی ہیں کہ بیعت کے مطالبہ پر حضرت حسینؓ نے حاکمِ مدینہ ولید سے کہا :

حضرت گفت پس تاخیر کن تا صبح و ما رائے خود را	تو صبح تک بیعت ملتوی کر دے ہم بھی غور
بینیم و تو رائے خود را بینی و با یکدیگر مناظرہ کنیم	کریں اور تو بھی غور کرلے اور ہم ایک دوسرے
ہر یکے از ما و او کہ بخلافت سزاوار	سے مناظرہ کریں کہ ہم خلافت کے زیادہ حق دار
تر باشد دیگرے با و بیعت	ہیں یا وہ (یزید) زیادہ حق دار ہے۔ جو بھی

www.sirat-e-mustaqeem.com

نماید۔ جلاء العیون ص۳۴۹ و منتہی الآمال ص ۲۹۸/ج ۱۔ ہوگا۔ دوسرا اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔

مکالمہ ولید حاکمِ مدینہ و حسینؓ۔

۸۰۔ اہلِ سُنّت کے اصول پر امام حسینؓ کی مظلومیّت بحال ہے کیونکہ جب آپؓ نے تین باعزت شرطوں میں ایک واپسی کی یا یزید کے پاس خود جا کر تصفیہ کرنے کی شرط رکھی مگر پھر بھی کوفیوں نے جنگ چھیڑ کر آپ کو تلوار اٹھانے پر مجبور کیا تو مظلومیت سے شہادت پائی بنا بریں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مظلومیّت کی پیشین گوئی فرمائی۔

س ۸۱: خاکِ کربلا میں روزِ عاشورہ آج بھی خون گردش کرتا ہے۔

ج: یہ شیعی خطابت ہے۔ حقیقت اور واقعہ سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ ہزاروں شہداء مظلوم انبیاءؑ سمیت ہوئے کسی کی جائے شہادت میں خون گردش کرانے کی اللہ نے سنت قائم نہیں کی تو اب اللہ اپنی سُنّت کو کیسے تبدیل کرکے خاکِ کربلا میں گردش کراتا ہے۔ دراصل ایسی جعلی خطابت سے شیعہ مذہب چل رہا ہے۔ ورنہ خاکِ کربلا کی جو ٹکیہ (سجدہ گاہ) ہر شیعہ لیے پھرتا ہے اس میں بھی خون کسی نے دیکھا؟ یا وہ جعلی مٹی کا بت ہے؟ گردشِ خون کوئی سنۃ اللہ نہیں۔

س ۸۲: کیا کسی امام نے حضرت امام حسینؓ کی اس قربانی کو اجتہادی غلطی تصور کیا؟

ج: عمل اور حقیقت کے لحاظ سے تو کچھ بات ایسی ہے۔ کیونکہ حادثہ کربلا کے بعد یزید چند سال اور زندہ رہا پھر بعد میں دیگر خلفاء بنو امیہ اور بنو عباس گزرتے رہے۔ شیعہ سب کو ظالم غیر عادل کہتے ہیں۔ آٹھ ائمہ اہل بیتؓ تو ان کے دور میں گزرے۔ اگر امام حسینؓ کی قربانی واقعی ایسی ہوتی جیسی شیعہ باور کراتے ہیں تو وہ بھی اس سُنّت پر ضرور عمل کرتے یا کم از کم دوسروں کو نمائندہ بنا کر ان کی بالواسطہ مدد کرتے مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت زین العابدینؒ نے بروایت روضہ کافی ص۲۳۵ یزید کی مجبورانہ غلامی کو ترجیح دی۔ سیاسی پادرے سے مختار ثقفی اُٹھا تو حضرت سجادؒ نے اسے بدنیّت اور ظالم و منافق بتا کر بائیکاٹ کیا۔ حضرت زیدؒ اُٹھے اور شہید ہوئے تو حضرت باقرؒ نے ان پر جرح کی۔ نفس زکیہ وغیرہ جو علوی ہاشمی حکومت وقت کے خلاف اُٹھے شیعہ کے کسی امام نے ان کی تائید نہ کی۔ کیا یہ سب کچھ اس بات کا اعلان نہیں ہے کہ حضرت حسینؓ نے حکومتِ وقت کے خلاف جو کچھ کیا وہ شیعہ ائمہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے خیال میں نادرست اور ناقابلِ اتباع بات تھی۔ شہادتِ حسینؓ کے بعد کوفی شیعوں نے پھر زین العابدینؒ سے بیعت کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اے غدارو اور مکارو ہم پھر تمہارا دھوکہ نہ کھائیں گے اور تمہارے جھوٹوں پر یقین نہ کریں گے، تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ بھی وہی کرو جو میرے باپ دادا کے ساتھ کیا ہے۔ اس خدا کی قسم جو آسمانوں کا محافظ ہے۔ میں تمہاری گفتار پر ہرگز اعتماد نہ کروں گا...." الخ (جلاء العیون ص۴۲۷ طبع فارسی ایران)۔ یہاں حضرت سجادؒ نے دبی زبان میں یہ بات کر دی کہ میرے والد نے تمہاری پُر مکر و فریب باتوں پر اعتماد کر کے غلطی کی اور مصائب جھیلے۔ میں یہ غلطی ہرگز کرنے والا نہیں۔

○ ۶۳ھ میں جب یزید کے خلاف تحریک گرم تھی اس دوران منذر بن زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ اور عبداللہ بن مطیع سے کہا تم کو چاہیئے کہ علی بن الحسینؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرو۔ چنانچہ یہ سب مل کر علی بن حسینؓ کے پاس گئے انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ:

"میرے باپ اور دادا دونوں نے خلافت کے حصول کی کوشش میں اپنی جانیں گنوائیں میں اب ہرگز ایسے خطرناک کام کی جرأت نہیں کر سکتا میں اپنے آپ کو قتل کرانا پسند نہیں کرتا۔" یہ کہ کر مدینہ سے باہر ایک موضع میں چلے گئے۔ (تاریخِ اسلام نجیب آبادی ص۸۵ ج۲)

س ۸۳، ۸۴: کسی شخص کا معتمد دوست اگر بعد وفات اس کی اولاد کو جائیداد سے محروم کردے کیا وہ وفادار ہو گا یا بے وفا اور قابلِ مذمت ہو گا؟

ج: ایک فرضی کلیہ ہے رسولِ خداؐ کے بااعتماد دوستوں نے نہ آپؐ سے بے وفائی کی نہ آپؐ کی اولادؓ سے، نہ آپؐ کی جائیداد ہڑپ کی نہ اولاد کو تکلیف پہنچائی۔ یہ سب دشمنانِ صحابہؓ کا حسد ہے اور خود ساختہ قصے ہیں جن سے وہ بدگوئی صحابہؓ کا مشن چلا رہے ہیں۔

اسلام میں معیارِ فضیلت تقویٰ ہے نسب و نسبت نہیں

س ۸۵: جب اسلام میں معیارِ فضیلت تقویٰ ہے، رشتہ داری نہیں تو صرف صحابیت

www.sirat-e-mustaqeem.com

معیار کیسے ؟

ج: مقام شکر ہے کہ ایک حق بات تو آپ نے تسلیم کر لی واقعی اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ کا معیار قرآنی بلند رُتبی کا معیار ہے۔ مگر سُنیئے! رشتہ دار پیغمبرؐ ہونا کوئی اپنا کسب و عمل نہیں ہے جس پر ثواب اور فضیلت مرتب ہو۔ ہاں اگر اسلام ہو تو اس عمل کے توسط سے رشتہ داری باعثِ تکریم ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

اور "صحابیت" ایک اعلیٰ عمل کا نام ہے کہ جو مسلمان پیغمبرِ وقت کی زیارت کر کے اسلام قبول کرلے۔ سابقہ مذہب اور سب برادری سے بائیکاٹ کی قربانی دے اور تاحیات اسی پردہ قائم رہے تو بڑے اعلیٰ درجے کا مسلمان ہے۔ بعد والے بڑے ولی، غوث و قطب اس کی گردِ راہ کو نہیں پہنچ سکتے تو عمل و تقویٰ کا بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابیت بڑا معیار ہے جو خود اپنا عمل و کسب ہے اور خدا کی طرف سے رہبری اور توفیق اس پر مستزاد ہے۔ اس لیے ہم برملا کہتے ہیں صحابیت وہ معیارِ فضیلت ہے اور مقامِ تقویٰ ہے جو دوسرے غیر کسبی فضائل کے لیے معیار ہے مثلاً عہدِ نبوت کا رشتہ دار پیغمبر اگر صحابی نہیں ہے تو اس کی کچھ بھی عزت نہیں ہے۔ صحابیت اور اسلام آوری نے ہی رشتہ داری میں شرف و فضیلت کا حُسن پیدا کیا۔

س ۸۶، ۸۷: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اعمال کی ذمہ دار ہیں تو تمام اصحاب مغفور و جنتی کیسے ہوئے؟

ج: اصحابِ رسولؐ بھی اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ اور اعمال ہی کی بدولت ان سب کو اللہ نے مغفور و جنتی قرار دیا ہے جگہ جگہ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بعد رضا و جنت کا ذکر ہے۔ ہجرت و نصرت کے بعد فرمایا:

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ (پ۱۰ ع۲) — یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش اور اچھا رزق ہے۔

فتح مکہ سے پہلے اور اس کے بعد مسلمان ہونے والے صحابہ کرامؓ کے اعمال و درجہ کا ذکر کر کے فرمایا:

وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی — اور ہر ایک گروہ سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

(سورہ حدید ع ۱)   وعدہ فرمایا ہے۔

صحیحین میں جن لوگوں کا حوض سے دھکیلا جانا اور دوزخ کی طرف جانا مرقوم ہے وہ مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق صحابی نہ ہوں گے۔ کیونکہ انھوں نے آپ کی آخری دنوں میں زیارت تو کی تھی مگر اسلامی تعلیم وتربیت سے ابھی راسخ نہ ہوئے تھے کہ وفاتِ نبوی کا حادثہ درپیش آیا وہ سنبھل نہ سکے اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کی سازش سے فتنہ ارتداد کا شکار ہو گئے تو مرتدوں کو ہم صحابی وواجب الاحترام نہیں کہتے۔ یہ توجیہ تب ہے کہ بزعم شیعہ عہدِ نبوی کے کلمہ گو مراد ہوں۔ ورنہ ہمارے نزدیک قیامت تک ہونے والے وہ اُمتی مسلمان ہیں جو وضو کرنے سے چمکدار اعضاء نور رکھتے ہوں گے کہ آپ ان کو پہچان لیں گے۔ مگر انھوں نے ایسی بدعتیں اور نئے مذاہب ایجاد کیے ہوں گے کہ حوضِ کوثر و شفاعت سے محروم ہو کر دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)۔ یہ اطلاق ایسا ہے جیسے اصحابِ ابی حنیفہ و اصحابِ شافعی بعد کے فقہا کو کہا جاتا ہے۔

اجماع وقیاس کی حجیّت

س ۸۸: وحی کے بعد اجماع وقیاس کی ضرورت کیوں ہے؟

ج: اسلام تا قیامت اربوں، کھربوں مسلمانوں کا مذہب رہے گا۔ حادثات اور جدید مسائل غیر محدود ہوں گے۔ قرآن وحدیث کی آیات ونصوص بہر حال محدود ہیں تو ضرورت ہے کہ اجماع وقیاس کے دو اصولوں کے تحت وہ اسلام کی روشنی عام کریں کہ جس مسئلہ پر زمانہ کے سب علماء وصلحاء متفق ہو جائیں وہ واجب العمل قرار پائے اور جو نیا مسئلہ ہو تو اس کی نظیر قرآن وحدیث میں تلاش کر کے اس کا حکم حرمت وحلت اس پر بھی لگا دیا جائے۔ جب علت مشترک مل جائے۔

س ۸۹: قیاس واجماع کی اہمیت پر قرآنی آیت پیش کریں۔

ج: ۱۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (پ ۵ ع ۱۴)

ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد جو رسول اللہ کی مخالفت کرے اور مسلمانوں سے جدا راستے پر چلے ہم اسے جانے دیں گے۔ جدھر وہ جائے اور جہنم میں داخل کریں گے جو بُرا ٹھکانہ ہے

ؔ گویا ان کو بعض روایات میں باعتبار ماکان کے اصحاب واصیحاب سے آپ نے تعبیر فرمایا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہاں مخالفتِ رسول پر ہی جہنم کی وعید نہیں بلکہ مومنین کی راہ سے جُدا راہ چلنا بھی باعث جہنم ہے اسی کو ہم اجماعِ اُمّت سے تعبیر کر کے مخالفت کو خطرناک قرار دیتے ہیں۔

۲۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔ (نساء ع ۱۱)

اور اگر وہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اپنے صاحبانِ اختیار کی طرف لوٹاتے تو ان میں وہ حضرات جان لیتے جو باریک مسائل نکالتے ہیں۔

صاحبانِ امر سے مُراد یہاں اہل اجتہاد، حکام و فقہار مراد ہیں نئی بات کو ان تک پہنچانا تاکہ وہ اس کا مل قرآن و سنّت سے استنباط کر سکیں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی کا اصطلاحی نام قیاس ہے۔ ان دو اصولوں کی مزید اہمیّت و تشریح تحفہ امامیہ سوال ۱۳ کے تحت پڑھیں۔

مطاعن بر عصمتِ انبیاء علیہم السلام

س ۹۰ تا ۹۳: آپ کیوں کہتے ہیں نبی سے گناہ ممکن ہے؟

ج: ہم ایسا نہیں کہتے بلکہ خدا نے انبیار کا سانچہ اور نمونہ بلا عیب و نقص درست بنایا اس کے تمام مقررہ ہادی انبیار و رسلؑ باکمال اور گناہوں سے پاک دامن تھے ہم ان سے بالفعل گناہ ناممکن مانتے ہیں چونکہ وہ محترم انسان تھے تو تمام انسانی تقاضے اور خواہشات ان میں تھیں پھر انھوں نے خلاف پر قدرت ہوتے ہوئے بھی کسی تقاضا و خواہش کو خدا کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کیا تو یہ بڑا کمال اور درجہ ہوا تو فرشتوں کا معصوم از گناہ ہونا اتنا کمال نہیں کہ ان کی فطرت میں ایسا تقاضا یا قدرت سے ہی نہیں، جتنا حضرات انبیار کرام کا ہے بلکہ اُمّت کے صحابہ کرامؓ اور اولیار عظامؒ بھی تقاضا کے باوجود گناہ سے بچ کر بڑا درجہ رکھتے ہیں لیکن ہم انکو محفوظ مانتے ہیں معصوم نہیں۔

س ۹۴ تا ۹۶: کیا اجماع و قیاس سے نبی بن سکتا ہے؟

ج: نہیں، خود اپنے کہنے سے بھی نہیں بن جاتا۔ اسے اللہ تعالیٰ بغیر کسب اور مطالبہ کے بنا دیتا ہے۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۹۷ تا ۱۰۰: عقیدہ سُنّیہ میں نبی عام بشر کی مانند ہوتا ہے۔ دُور سے سُنتا نہیں تو نماز میں ایھا النبی سے ندا کیوں؟ کیا یہ رسمی صیغہ ہے یا مشرکانہ حرکت ہے؟

ج: کئی باتوں میں عام بشر کی مانند نہیں بھی ہوتا۔ معجزات، خدا سے ہم کلامی، عصمت وغیرہ خصوصیات بھی رکھتا ہے لفظوں کے لحاظ سے تو تشہد حکایت ماسبق ہے کہ شب معراج میں آپ نے دربارِ الٰہی میں التحیات کا نذرانہ پیش کیا۔ جواب میں خدا نے السلام علیک ایھا النبی کا تحفہ دیا۔ اب بعینہٖ یہ الفاظ ہم پڑھتے ہیں۔ جیسے قرآن کے ہزاروں ایسے خطاب والے کلمات ہم تلاوت میں پڑھتے ہیں۔ ان کے حاضر ناظر ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔ یہاں بھی نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ معنًا یہ ہمارا انشاءِ سلام ہے کہ ہم سلام کی نیت کر رہے ہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق لاتعداد فرشتے زمین میں گھوم پھر رہے ہیں وہ ہمارا اسلام لے کر حضورؐ تک پہنچا دیتے ہیں۔ تو نہ رسمی صیغہ ہے نہ دُور سے حاضر ناظر و سمیع مان کر مشرکانہ حرکت ہے۔ ریاکاری، فرقہ وارانہ نمائش کے تحت نہیں بلکہ غلبہ تعشق کے ساتھ یا روضہ اقدس پر حاضری کے وقت بصیغہ ندا درود و سلام پڑھنا جائز ہے مگر اذان کے وقت اور حاضر و ناظر کے عقیدہ سے ممنوع ہے جس کا رواج اب پڑ چکا ہے۔ نماز میں درود و سلام سنّت ہے۔ عمداً چھوڑنا گناہ ہے احیاناً چھوڑنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں

س ۱۰۱: شیعہ تمام انبیاء کو معصوم کہتے ہیں۔ آپ کو کیوں اختلاف ہے؟

ج: ہم شیعوں سے بڑھ کر انبیاءؑ کو معصوم اور پاکباز کہتے ہیں۔ یہ ناجائز بہتان ہے۔

س ۱۰۲: آپ کے ہاں حضرت آدمؑ کا گناہ جنت پر ہُوا یا زمین پر؟

ج: یہ بھی بہتان ہے حضرت آدمؑ نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیونکہ گناہ کے لیے نیت و عمد شرط ہے۔ البتہ بنص قرآنی آپ جنت میں ایک پھل بھول کر کھا بیٹھے تو اللہ نے زمین پر بھیج دیا۔ ہاں شیعہ کے ہاں حضرت آدمؑ ڈبل کافر ہو گئے۔ (معاذ اللہ) کہ حرص و حسد جیسے اصول کفر کا ارتکاب کیا۔ جب کہ شیطان نے صرف تکبّر کا اصولِ کفر اپنایا تھا۔ ملاحظہ ہو اصولِ کافی ص ۲۸۹ ج ۲۔

س ۱۰۳: کیا حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے کافر ہونے کا علم تھا؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج: علم تو تھا مگر مسلمان رحمتِ خداوندی سے مایوس نہیں ہوتا۔ آخر وقت تک امید رہی کہ اللہ اسے ہدایت دے دے اور اسے کشتی میں سوار ہونے کو بھی کہا۔ جب وہ نہ مانا اور غرق ہوگیا تو اس تصور سے دعا مانگی کہ یہ میرے گھر کا فرد ہے۔ گھر والوں کو بچانے کا آپ نے وعدہ کیا ہے بچا لیجیے۔ مگر اللہ نے منع فرمادیا کہ یہ بدعمل و بداعتقاد تھا۔ تیرے اہل بیت سے نہیں معلوم ہُوا کہ شرف اہل بیت ایمان اور عمل صالح سے ملتا ہے۔ بیوی اور بیٹے میں جب یہ خوبی نہ تھی تو اہلِ بیت سے خارج کیے گئے اور غیروں کو ایمان و عمل کی وجہ سے کشتی میں بٹھا کر آپ کے اہلِ بیت بنادیا گیا۔ کاش شیعہ بھی اہلِ بیت کے قرآنی مفہوم کو مانتے ؛ تو صحابہؓ سے محبت کر لیتے۔

س ۱۰۴: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے۔

ج: یہاں کذب کے عام عرفی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ خطا و تجاوز کے معنی ہیں جیسے ارشاد ہے ما کذب الفؤاد ما رای (دل نے جو دیکھا اس میں خطا نہیں کی) اور یہ صورۃً سامع کے ذہن کے لحاظ سے خلافِ واقعہ بات تھی فی نفسہٖ سچ ہی تھا۔ کیونکہ بڑے بُت کی شان و شوکت اور چودھراہٹ نے آپ کو آمادہ کیا کہ بت خانہ توڑا جائے تو نسبت ادھر کر دی۔ قوم کی بت پرستی دیکھ کر واقعی دل و دماغ سے پریشان اور ذہنی مریض تھے۔ اپنی بیوی حضرت سارہ واقعی اسلامی اور چچا زاد بہن تھی تو یہ باتیں حقیقۃً جھوٹ نہ تھیں۔

ہاں شیعہ عقیدہ میں یہ صراحۃً جھوٹ تھا۔ جیسے امام باقرؒ نے تقیہ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:
"کہ ابراہیمؑ نے خود کو بیمار کہا حالانکہ بیمار نہ تھے۔ یوسفؑ نے بھائیوں کو چور کہا حالانکہ وہ چور نہ تھے۔" (اصولِ کافی، باب التقیہ صفحہ ۲۲/۲)

س ۱۰۵: اگر گریہ و بکا منافی صبر ہے تو حضرت یعقوبؑ نے ایسا کیوں کیا؟

ج: آواز سے بکا اور رونا، بین کرنا، ماتم کرنا، ہاتھوں سے پیٹنا، سیاہ لباس پہننا، ہائے فلاں، ہائے فلاں کرنا، منافی صبر ہے جو شیعوں کے خاص اعمال ہیں، صرف آنکھوں سے رونا، آنسو بہانا اور دل میں غمناک رہنا منافی صبر نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دوسرے کام کیے پہلے منافی صبر کام ہرگز نہیں کیے۔

س ۱۰۶: زلیخا کی جانب قصد کرنے پر آپ حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ گار کیوں کہتے ہیں؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج: ہم ہرگز ایسا نہیں کہتے۔ یہ قصد وَهَمَّ مشروط ہے یعنی اپنے رب کی برہان (نبوت یا باپ کی زیارت) نہ دیکھتے تو قصد کر لیتے۔ جب برہان دیکھ لی تو قصد بھی نہ کیا۔ یہ صحیح ترین تفسیر ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ کی۔ (پ۱۲، ع ۱۳)

س ۱۰۷: آپ کے ہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری گناہوں کا نتیجہ تھی؟

ج: غلط بہتان ہے یہ آزمائش تھی جس کا سبب یہ ہوا کہ شیطان نے ایک مرتبہ کہا" ایوبؑ اس لیے عابد و شاکر ہے کہ وہ مالدار اور آسودہ ہے" اللہ نے فرمایا میں اگر یہ نعمتیں چھین بھی لوں تب بھی صابر و شاکر رہے گا۔ چنانچہ یہی ہوا وہ صابر ہی نکلے۔ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ (ہم نے اسے صابر پایا بہت اچھا بندہ تھا) حاشیہ ترجمہ مقبول ص۵۴۶ پ۲۳ پر بھی یہی بات لکھی ہے۔

س ۱۰۸: بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی، کیوں؟

ج: اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے بارعب اور جلیل القدر پیغمبر تھے۔ فرشتہ (غالباً) انسانی صورت میں بلا اجازت اندر پہنچ گیا تو آپ نے تھپڑ لگا دیا اور آنکھ جاتی رہی پھر اللہ نے فرشتے کو آنکھ دے دی اور دوبارہ بھیجا کہ بیل کی پشت پر ہاتھ رکھیں۔ جتنے بال ہاتھ کے نیچے ہوں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا پھر کیا ہوگا اللہ نے فرمایا: موت آئے گی۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ابھی موت دے دیجئے۔ فرشتے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان زیادہ تھی۔ بڑا چھوٹے کو غلطیاً مار سکتا ہے یہ گناہ نہیں خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ کا لاڈلا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عتاب کے بجائے عمر بڑھوانے کا اختیار دیا۔ نیز آنکھ بھی مثالی جسم کی پھوڑی تھی اصلی جسم کی نہ تھی۔

س ۱۰۹: آپ کے مذہب میں سب انبیاء اولوالعزم گناہ گار ہیں جیسے حدیث شناعت میں ان کا اقرار ہے؟

ج: اللہ کے مقامِ ہیبت و جلال کے سامنے کسرِ نفسی کے طور پر اپنی لغزشوں کا ذکر فرمائیں گے جیسے خود قرآن نے ان کی دعائیں ذکر کی ہیں۔ ۱۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا "اے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا" دعائے آدمؑ۔ ۲۔ وَاِنْ لَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ: "اے اللہ اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور رحم نہ کیا تو نقصان پاؤں

www.sirat-e-mustaqeem.com

گا" دعائے نوحؑ۔ ۳۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ "اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے والدین اور ایمانداروں کو" دعائے ابراہیمؑ۔ ۴۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ "اے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے" دعائے موسیٰؑ۔ ۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لغزش تو نہ ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے گئے۔ دربارِ الٰہی میں آنے سے گھبرائیں گے کیونکہ خدا یہ پوچھے گا" اے عیسیٰؑ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود اور کارساز بنا لینا" (مائدہ پ۷)

اب معترض بخاری کے بجائے قرآن پر بھی اعتراض کریں کہ کیوں انبیاء اپنی طرف ظلم کی نسبت کر کے معافی مانگ رہے ہیں؟ دراصل یہ لغزشیں نہ گناہ ہیں نہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ایسا استدلال درست ہے۔ جذبۂ خشیت اور تقویٰ سے معافی مانگنا ہی کاملین کی شان ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔* (پ۱۸ ع۴)

س ۱۱۰: بخاری میں ہے ایک نبی نے چیونٹیوں کا گھر جلا دیا۔ فرمائیے کیوں؟

ج: حدیث ہذا میں یہ لفظ بھی ہیں: فلدغته نملة کہ چیونٹی نے آپ کو کاٹا تو موذی جانور کا جلانا اب بھی جائز ہے۔ جب امام نوویؒ وغیرہ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ ان کی شریعت میں چیونٹیوں وغیرہ ہوام کو قتل کرنا درست تھا کیونکہ اللہ نے عتاب نہیں کیا۔ ہماری شریعت میں حیوان کو جلانا درست نہیں۔

س ۱۱۱: آپ کے مذہب میں خدا کے معصوم ہادی "دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت" کا مصداق ہیں۔

ج: بہتان محض ہے۔ ہمارے عقیدہ میں انبیاءؑ گناہوں سے معصوم، زاہد، قانع، امین، خلیق معزز اور تاثیر ہدایت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ بعض کی کالی عینک لگا کر دیکھنے سے شیعہ کو معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی کالے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ طعن خود ان پر ہوتا ہے کہ اور انبیاءؑ کا تو کہنا ہی کیا۔ خاتم الرسل، امام الانبیاءؑ کے بارے میں ان کا مذہب یہ ہے "کہ نبوت کے زور پر ایک بڑی جائیداد جمع کی اور اپنی بیٹی کو ہبہ کر دی۔ اپنی نو بیوگان کے لیے کچھ نہ کیا۔ اپنے تخت پر بزعم خود داماد کو بٹھایا مگر اس میں مکمل ناکامی ہوئی۔ لیکن اصل کام تبلیغ و ہدایت تو آپ سے کچھ ہو ہی نہ سکا حتیٰ کہ ہاتھ کی پانچ انگلیوں کے برابر آدمی بھی مومن و ہدایت یافتہ نہ بنا سکے" (معاذ اللہ)

---

* اہلِ ایمان اپنے رب کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔ صحابہؓ کی بھی یہی کیفیت تھی جن پر شیعہ معترض ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

آج ہر شیعہ باغ فدک اور صحابہؓ کی ایمان کشی پر ہر مسلمان سے لڑتا ہے۔ (فیا للعجب) اور خمینی جیسا سنگ عدل وانصاف کے نفاذ میں حضورؐ کو ناکام کہتا ہے۔ معاذ اللہ۔ (پیغام بر ولادت مہدی)

مطاعن بر عصمت رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

س ۱۱۲: اہلِ سنت کے نزدیک خود سرور کائنات بھی معصوم نہ تھے؟

ج: بکواس ہے۔ آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ خود شیعہ سب سے بڑے گناہ نفاق اور دھوکہ بازی کا الزام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جلاء العیون ص ۴۳ اور حیات القلوب ص ۶۲۶/۲ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو جہاد کی مہم پر بھیجتے وقت جہاد کی ترغیب و تاکید تو خوب کر رہے تھے اور لوگوں کو نکالنے میں مبالغہ کرتے تھے مگر اپنا مقصد ان کو جنگ پر بھیجنا نہ تھا بلکہ صرف یہ تھا کہ مدینہ ان منافقوں سے خالی ہو جائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا نزاع خلیفہ بنالوں مگر یہ آخری تمنا اور بڑی کوشش بری طرح ناکام ہو گئی۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی خلیفہ بن گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی صدمہ سے رخصت ہوئے (معاذ اللہ)

س ۱۱۳: مذہبِ سُنیہ کے مطابق معاذ اللہ حضورؐ اپنی ازواجؓ سے بے انصافی کرتے تھے؟ بخاری پ ۱

ج: ہم نے بخاری عربی پ ۱ چھان مارا۔ پتہ نہ چلا کہ یہ مبہم و مجہول اعتراض کس حدیث پر ہے۔ شاید باب الھبہ کی یہ حدیث ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سفر پر جاتے تو بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے اور ہر بیوی کے رات اور دن بھی تقسیم کر رکھے تھے سوائے سودہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہ انھوں نے اپنے دن رات کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا مقصود تھا۔ (بخاری ص ۳۵۳/۱ج)

اگر اس حدیث پر اعتراض ہے تو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بخوشی حضورؐ کی رضا کے لیے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی اگر کسی اور حدیث سے بے انصافی کا بہتان تراشا ہے تو یہ حدیث اس کی تردید میں کافی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۱۱۴: آپ کی کتبِ صحاح میں رسولِ مقبولؐ کی شان میں گستاخیاں ہیں؟

ج: بہتانِ محض ہے ہنشاءِ اعتراض میاں بیوی کے معاملات میں ناجائز دخل دینا ہے۔

س ۱۱۵: حضورؐ پر الزام ہے کہ نعوذ باللہ آپ دورانِ حیض مباشرت کرتے تھے؟

ج: یہ بدفہمی ہے عربی میں لفظ مباشرت جماع کے لیے نہیں بولا جاتا۔ جیسے اردو میں مباشرت جماع کے ہم معنی ہے۔ یباشر لبشرہ سے بنا ہے۔ یعنی بدن کا بدن سے بلا پردہ ملانا، تو مسئلہ یہ ہے کہ حالتِ حیض میں ناف تا زانو آگا پیچھا نہ دیکھنا جائز ہے نہ بدن سے چھونا، ہاتھ لگانا وغیرہ۔ مگر باقی بدن سے بدن ملانا یا دیکھنا ہاتھ لگانا درست ہے۔ اُمّ المومنینؓ نے یہ مسئلہ بتایا ہے اور شیعہ معترض نے پرویزیوں کی طرح حدیث میں کیڑے نکالے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں صاف مذکور ہے: وکان یامرنی فاتزر۔ مجھے حکم دیتے تھے تو میں چادر کس کر باندھ لیتی پھر آپ مجھ سے (معانقہ کر کے) بدن ملاتے۔ ہمیں تو جواب لکھنے میں بھی حیا دامن گیر ہے مگر بے حیا شیعہ سائل حرم نبوی کی نہاں خانہ زندگی کو تاکتا جھانکتا اور ملعون حرکت کر رہا ہے۔

س ۱۱۶: بخاری ص ۳۲ پر ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں خوشبو لگاتے اور ازواج کا دورہ فرماتے تھے کیا یہ بے حرمتی اور خلافِ قرآن نہیں؟

ج: جب حیاء نہ رہے تو جھوٹ اور بددیانتی عادت بن جاتی ہے بخاری ص ۴۱ج۱ پر حدیث یوں ہے:

کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیطوف علی نسائہ ثم یصبح محرما ینضح طیبا۔	میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشبو لگاتی تھی آپ بیویوں کا دورہ کرتے پھر صبح کو احرام باندھتے تو خوشبو مہکتی ہوتی۔

یہ خوشبو و طواف بر نساء احرام باندھنے سے قبل ہے جس میں بے حرمتی اور قرآن کی خلاف ورزی ہرگز نہیں۔ احرام کے بعد پہلی خوشبو کا اثر رہ بھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہی مسئلہ مائی صاحبہؓ نے اپنے بھائی ابنِ عمرؓ کو سمجھایا۔

س ۱۱۷: حالتِ حیض میں ازواجؓ سے کنگھی لگواتے تھے۔ کیا یہ گستاخی نہیں؟

ج: حائضہ کے ہاتھ حسی نجاست سے تو پلید نہیں ہوتے کہ کنگھی لگانا بھی ممنوع ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۱۱۸: حضورؐ کسی کے پیر پر سجدہ فرماتے تھے۔ کیا یہ جائز ہے؟

ج: رش اور جگہ کی تنگی کی صورت میں کسی کی پشت پر بھی سجدہ جائز ہے۔ بالا واقعہ تہجد کی نماز کا ہے کہ مکان اور حجرہ تو کافی تنگ تھا اور چراغ بھی نہ ہوتا تھا تو سوئے ہوئے افراد خانہ میں سے کسی کے پاؤں کے ساتھ سر کبھی لگا ہوگا۔ جسے بد طینت شیعہ نے پاؤں پر سجدہ بنا ڈالا ورنہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی سمت میرے پاؤں ہوتے تھے جب آپؐ سجدہ کرتے تو مجھے انگلی سے دباتے، میں پاؤں کھینچ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پاؤں دراز کر دیتی تھی۔ فرماتی ہیں گھروں میں ان دنوں چراغ نہ جلتے تھے۔" (بخاری ص ۵۶ ج ۱ عربی)، مکان کی تنگی اور اندھیرے ایسی صورتِ حال پیش آنے پر اعتراض خبثِ باطنی کی دلیل ہے۔

س ۱۱۹: صحیحین میں ہے ایک بی بیؓ آپؐ کے سامنے جنازہ کی مانند پڑی رہتی تھیں؟

ج: وہ بالا واقعہ ہے کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے حضورؐ ایسی جگہ مصلیٰ بچھاتے جہاں سامنے بیویؓ سوئی ہوتی تھی۔ تہجد خوانوں کو گھروں میں اب بھی ایسی صورت درپیش آتی ہے کہ سامنے سونے والے کی چارپائی ہے اس پر اعتراض کیوں؟ اگر یہ خیال ہو کہ امّ المومنین کو حالت نماز میں اٹھ جانا چاہیئے تھا تو وضاحت یہ ہے کہ آپؐ با اوقات ساری رات، اکثر رات، آدھی رات جاگ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ مقامِ نبوت و عبدیت تھا تو مائی صاحبہ ساری رات کیسے جاگتی اور بیٹھی رہتیں؟ تو یہ ان پر تنگی ہوتی۔ اللہ تنگی کو پسند نہیں فرماتا۔

س ۱۲۰: صحیح مسلم میں ہے کہ ایک صحابی کو غسل کا مسئلہ بتاتے وقت "بی بی عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ خلوت کا مخصوص عمل کر کے دکھلایا" کیا ایسی نازیبا حرکت نبیؐ خلق عظیم سے متوقع ہے؟

ج: پاک پیغمبرؐ پر بہتان تراشوں پر بارہ اماموں کی لعنت ہو۔ یہ تو راجپال ہندو سے بھی بچو اس بازی میں بڑھ گیا۔ حدیث شریف میں تو یہ لفظ ہیں کہ حضورؐ نے ایک بیوی کی طرف ذہنی اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم نے ایسا کام کیا تو غسل کیا۔ (فعلنا ھا مع ھٰذا) کیا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ خلوت کا مخصوص عمل کر کے دکھلایا۔ (معاذ اللہ)

س ۱۲۱: بخاری کے مطابق حضورؐ کو چھینٹوں سے بچنے کی پروا نہ تھی کیوں؟

ج: یہ مجہول اور گمراہ کن سوال ہے تبھی تو خائن سائل الفاظ نقل نہیں کرتا۔ کیا اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

پیشاب کی چھینٹوں سے حضورؐ نہ بچتے تھے ؟ یہ بہتان ہے ، ایسی کوئی حدیث نہیں ہے ۔ بلکہ آپؐ نے قبر میں عذاب پانے والے دو شخصوں کے متعلق فرمایا "ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچتا تھا ، دوسرا چغلی کھاتا تھا " کیا آپ نے ایک دفعہ عذر اور مجبوری سے ایک ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا ؟ تو اس میں اپنے اوپر چھینٹے پڑنے کا کوئی ذکر نہیں کیا ایک بچے نے آپؐ پر پیشاب کر دیا ؟ تو آپؐ نے اسے پانی سے دھو لیا ۔ ایک شیر خوار بچے نے گود میں پیشاب کر دیا ؟ تو آپؐ نے پانی سے تر کر دیا مستقل دھویا نہیں ۔

اس باب کی جتنی حدیثیں طاعن کو جچھ سکتی ہیں ہم نے سب نقل کر دی ہیں ، کسی میں بھی یہ مضمون نہیں ہے " کہ رسول پاکؐ کو معاذاللہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی پروانہ تھی " فلعنة الله على الكذبين ۔

س ۱۳۲ : آپ کے مذہب میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام پاکیزہ نہیں ، گنہگار ہیں ؟

ج : جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو ۔

س ۱۳۳ : شبلی نعمانی نے حضورؐ کی زندگی دو حصوں میں تقسیم کی ہے ۔ نبوی ، غیر نبوی ہمیں کس کسوٹی سے معلوم ہو گا کہ یہ فعل رسول بحیثیت نبی ہے ، یہ بحیثیت غیر نبی ؟

ج : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمہ وقت نبی ہیں ۔ نبوت آپؐ سے کسی لمحہ جدا نہیں ہوتی لہٰذا جو کام آپ کرتے ہیں اس میں آپ معصوم ہیں ۔ خدا کی رضی کے مطابق کرتے ہیں البتہ آپؐ کے روزمرہ کے اعمال دو قسم ہیں یا تو قرآن پاک اور وحی خفی سنانے ، تشریح کرنے اور ان پر عمل کرنے سے متعلق ہیں ۔ یہ شعبہ تبلیغ سے تعلق رکھتے ہیں : مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ ۲۸ ، حشر) " جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں مان لو ، جس کام سے روکیں رک جاؤ " اور اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کے تحت ان کی اتباع واجب و فرض ہے ۔ انکار کرنے والا مسلمان ہی نہیں رہتا ۔ کچھ باتیں وہ ہیں جو دنیا کے احوال ، تجربہ یا عادات سے وابستہ ہیں جیسے مدینہ طیبہ میں تشریف آوری پر آپ نے لوگوں سے کہا کہ کھجوروں کی پیوند کاری نہ کیا کرو ۔ خدا نے جو پھل دینا ہے اس کے بغیر بھی دے دے گا ۔ صحابہؓ نے اس سال پیوند نہ لگایا تو فصل تھوڑا ہوا اور معیشت پر اثر

www.sirat-e-mustaqeem.com

پڑا تب آپؐ نے یہ فرمایا:

إنَّمَا انا بشر اذا امرتکم بشيءٍ من امر دينكم فخذوه واذا امرتکم بشيءٍ من رائي فانما انا بشر (مسلم، مشکوٰۃ ص۲۸)	میں ایک انسان ہوں جب تمہیں دین کی کوئی بات کہوں تو اسے پکڑو اور جب اپنی رائے سے دنیوی بات کہوں تو میں ایک انسان ہی ہوں۔ (بھول چوک ممکن ہے)

علیٰ ہذا القیاس آپؐ نے بعض پھلوں اور سبزیوں کو زیادہ پسند فرمایا، بعض کو کم پسند کیا کبھی ننگی چارپائی اور چٹائی پر لیٹے، کبھی بستر پر، اسی طرح بعض جانوروں پر سواری فرمائی۔ یہ عادات و مزاج سے وابستہ امور بھی سُنّت اور برحق ہیں ان میں عیب نکالنا خطرہ ایمان ہے مگر ان کی اتباع مسلمانوں پر فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب یا سنّت مؤکدہ ہے۔ علامہ شبلیؒ نے یہی مسئلہ بتایا ہے۔ جسے بات کا بتنگڑ بنایا گیا۔ موقع و محل اور قول و ذوق خود بتا دے گا کہ یہ دینی امر واجب ہے یا بحیثیت نیک انسان ایک دنیوی غیر واجب عمل ہے۔

س ۱۲۴ تا ۱۲۶: بھی اسی تشریح سے حل ہو گئے کہ عادی امور دنیوی میں اتباع فرض و واجب نہیں۔ تو ان کے نہ کرنے سے انکارِ نبوّت بھی نہیں اور مخالفت رسولؐ بھی نہیں۔ البتہ ان امور میں عیب نکالنا کفر یا زندقہ ہوگا۔ اب اگر بعد از نماز ظہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور کسی مسلمان نے اس وقت آرام نہ کیا کام میں لگا رہا تو اس پر یہ ظالمانہ فتویٰ نہ لگے گا کہ اس نے نبیؐ کی سنّتِ آرام ترک کر کے نبوّت کا انکار کر دیا۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

س ۱۲۷: سنّی مذہب کا رسول خاطی و گنہگار ہے؟

ج: گناہ کا الزام بہتان محض ہے کسی دنیوی بات میں بھول چوک غیر اختیاری اور جُدا چیز ہے۔

س ۱۲۸: فرمایئے آپ کے خیال میں حضورؐ سہواً گناہ کرتے تھے یا قصداً؟

ج: گناہ قصد و ارادہ سے ہوتا ہے نبی اس سے معصوم ہے اور سہو بات گناہ نہیں۔

س ۱۲۹: نسیانِ رسول وحی کے بارے میں تسلیم کیا جائے تو کتاب اللہ پر اعتماد نہ رہا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : قرآن اور وحی کی تعلیم و تبلیغ میں ہم نسیان کے قائل نہیں باقی باتوں میں احیاناً امکان عقلی ہے مگر وہ سنی شیعہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔ ملاحظہ ہو ہم سنی کیوں ہیں؟ ص ۲۷، ص ۲۹ اور ص ۱۶۳، ص ۱۶۴ (بحوالہ فروع کافی وغیرہ) دراصل تعلیم امت کے لیے تکوینی طور پر خدا نے آپ کو بھلایا۔

س ۱۳۰ : کیا ابوہریرہؓ حافظ میں حضورؐ سے بڑھ گئے تھے کہ کوئی بات نہ بھول سکے؟

ج : آپؐ سے دعا کرانے کے بعد بطور کرامت واقعی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ کوئی حدیث سن کر نہ بھولی مگر باقی باتوں سے ان کے نسیان کی نفی نہیں۔ حضورؐ کا وحی بھولنا ناممکن ہے۔ صرف تبلیغ کردہ کوئی آیت، کسی فکر و پریشانی سے ذہن سے اوجھل ہو جائے اور دوسرے سے سن کر فوراً ذہن میں آجائے تو روایت میں یہی مراد ہے۔

س ۱۳۱ : قرآن میں ہے شیطان کا قابو اللہ کے خاص بندوں پر نہ ہوگا، حالانکہ صحیحین میں ہے کہ حضورؐ پر شیطان نے قبضہ پالیا؟

ج : بہتان محض ہے۔ حدیث میں یہ ہے کہ ہر بنی آدم کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے میرے ساتھ بھی ہے مگر وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ نے مجھے اس پر قابو دیا ہے فامکننی اللہ منہ۔ دشمن رسول رافضی نے ترجمہ الٹا دیا۔

س ۱۳۲، ۱۳۳ : بخاری میں ہے کہ حضورؐ نے ظہر کی پانچ رکعتیں اور چار کے بجائے دو رکعتیں پڑھائیں؟

ج : سہواً ایسا ہوا جو عیب نہیں۔ شیعہ روایات میں بھی اس کی تصریح ہے۔ فروع کافی ص ۳۵۶ ج ۱، الاستبصار ج ۱ باب السہو۔

س ۱۳۴ : حضرت موسیٰ و آدم (علیہما السلام) کی ملاقات کہاں ہوئی؟ جس میں موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جنت سے نکلوانے کا الزام دیا۔

ج : بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مسلم میں بھی ہے۔ شارحین کہتے ہیں کہ یہ عالم الغیب میں روحانی ملاقات تھی عند ربہما۔ اس کی تائید کرتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جسمانی (مثالی) ہوئی ہو کہ اللہ نے دونوں کو زندہ کیا ہو یا حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں زندہ کیا ہو اور حظیرۃ القدس میں ملاقات ہوئی ہو جیسے

www.sirat-e-mustaqeem.com

شبِ معراج میں ملاقاتیں ثابت ہیں۔ (مرقاۃ ملا علی قاریؒ) اور یہ برزخی جسمانی حیات کے خلاف نہیں۔

س ۱۳۵، ۱۳۶: کیا آپ حضورؐ کو سحر زدہ مانتے ہیں؟ کیا آپؐ کی کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ خیال آتا وہ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ کام نہیں کرتے ہوتے؟

ج: سحر بھی اسبابِ عادیہ میں سے ہے۔ جیسے آگ جلاتی ہے۔ گرمی، سردی کا آپ پر اثر ہوتا تھا۔ اسی طرح یہودیوں کے سحر کا بھی اثر ہوا مگر صرف اسی قدر کہ بعض عادی باتوں میں نسیان ہوتا تھا، لیکن امورِ وحی، تبلیغِ احکام اور دینی مشاغل میں ایسا کوئی اثر نہ تھا۔ روایت میں یہ صراحت ہے۔ اگر آپ کو اہلِ سنّت کی حدیث پر اعتراض ہے تو قرآنِ پاک کی "مُعَوِّذَتَیْن" پر غور کیجئے کہ ان میں جن چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی گئی ہے وہ یہی حسد کی بناء پر سحر کا ٹونہ تھا جو گرہیں پھونک کر یہودی عورتوں نے کیا تھا۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ (گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں کے شر سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں۔)

(ترمذی)

س ۱۳۷: آنحضورؐ غسل فرمانے کے بعد اپنی بی بیؓ سے لپٹ کر کیوں گرم ہوتے تھے؟

ج: صرف یہ مسئلہ امت کو بتایا گیا کہ بعد از غسل بھی لحاف میں ہونا، لپٹنا درست ہے۔ سائل کا دماغ کتنا خراب ہے کہ بیوی کے ساتھ ان جائز باتوں کو نشانہ طعن بنا کر اپنے دینی ماں باپ کی سُبکی کر رہا ہے۔ (معاذ اللہ)

س ۱۳۸: بی بی عائشہ صدیقہؓ رسولؐ خدا کو اذیت دینے میں کوشاں رہیں۔ (بخاری) کیا فتویٰ ہے؟

ج: ایسا کوئی لفظ حدیث شریف میں نہیں ہے۔ یہ بہتان ہے۔ بالفرض بیوی کی کسی بات سے خاوند کو رنج و تکلیف پہنچے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ قصد و عمد کے ساتھ ہو جو باعثِ اعتراض ہوتا ہے بالفرض ایسا کچھ ہو تو یہ میاں بیوی کے معاملات ہیں خاوند کا حق ہے کہ جھڑکے، مارے یا علیحدہ کرے، کسی دوسرے کو ان کے معاملات میں ٹانگ اڑانے اور چہ میگوئیاں کرنے کا کیا حق ہے؟ اگر خاوند نے ایسی کوئی بات نہ کی بلکہ بدستور اس بیویؓ سے تا عمر بہترین سلوک کیا، سب سے زیادہ اسی سے محبت کی وقت

www.sirat-e-mustaqeem.com

وفات اس کے منہ کا چبایا ہوا مسواک استعمال کیا، اسی کی گود میں رفیق اعلیٰ سے وصال فرمایا اسی کے حجرہ کو آپؐ کا دائمی مسکن اور گنبد خضریٰ بلنے کا شرف حاصل ہوا۔ کیا ایسی محبوب زوجۂ پیغمبرؐ اور ماں پر آوازے کسنے والا مومن بیٹا ہے؟ اور کیا وہ رسولِ خدا کو تکلیف دے کر دنیا و آخرت کا ملعون ابدی نہ بن گیا؟

س ۱۳۹: حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم گلاس کے اسی مقام سے پانی پیتے تھے جہاں سے ایک بی بیؓ نے پیا ہوتا۔ (مسلم) اس حدیث کو نقل کرنے کا کیا جواز ہے؟

ج: تاکہ معلوم ہو جائے کہ بی بی کا جھوٹا اور لعاب دہن پاک ہے۔ خاوند پی سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بی بی سے یہ اظہارِ محبت یا اس کی تکریم اس لیے کرتے تھے تاکہ اس جوڑے کے دشمن شیعہ حسد و ماتم سے دم گھٹ کر مر جائیں۔

س ۱۴۰: صحیح بخاری میں ہے کہ ام المؤمنین زینبؓ و عائشہؓ کا جھگڑا حضورؐ کے سامنے ہوتا تھا؟

ج: یہ حدیث تلاش کے باوجود عربی نسخے سے نہیں ملی۔ دو سوکن بیویوں میں بتقاضائے بشریت اگر ایسی کبھی نوک جھوک ہو گئی تو رسولِ پاکؐ کو مؤاخذہ کا حق ہے نہ کہ ایک فاسق رافضی کو؟ اس طعن سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اپنی محبوب بیویوں کی اس لغزش کو رسولِ خدا نے تو معاف کر دیا مگر آپ کے اہلِ خانہ کے متعلق طعن و اعتراض کرنے والے شیعہ ایمان سے محروم ہو گئے۔

س ۱۴۱: حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو لہو و لعب یعنی ناچ گانا دکھایا، جو منع ہے؟

ج: مسجد نبوی میں اپنے حکم سے جنگ و جہاد کی تربیت اور مشق حبشیوں سے کروائی۔ خود دیکھی اور پس پردہ مائی صاحبہ کو بھی دکھائی، اسے ناچ گانے سے تعبیر کر کے طعن تراشنے والا ملحد ہی ہے۔ مزید تفصیل "ہم سنی کیوں ہیں؟" ص ۲۵ پر دیکھیں۔

س ۱۴۲: حالتِ روزہ میں حضورؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا منہ و زبان چومتے تھے، کیوں؟

ج: حالتِ روزہ میں بوس و کنار درست ہے جب تک جماع کا خطرہ نہ ہو ورنہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور یہی فعلِ پیغمبرؐ دلیل ہے۔ زبان چوسنے سے مراد یہ ہے کہ لعابِ دہن نہیں چوستے (نگلتے) تھے جو روزہ توڑ دیتی ہے۔ فقہ جعفریہ فرماتی ہے؟ جو روزہ دار منی نکالنے کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ارادے کے بغیر بیوی کو پیار کرے یا لپٹے چمٹے اور اسے بھروسہ ہو کہ منی نہ نکلے گی تو اس کا روزہ صحیح ہے اگرچہ اتفاقاً منی نکل آئے۔ (توضیح المسائل ۱۷۳) حالانکہ اہل سنّت کے ہاں منی نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان باتوں کو جو فقہی مسائل بتانے کے لیے محدثین نے اپنے اپنے مقام پر ذکر کی ہیں۔ نشانہ طعن بنانے والا یا اپنی بیویوں کے ساتھ جائز معاملات کو بے حیائی کے انداز میں اچھالنے والا کیا پاکیزہ ذہن والا اور لعنت سے محروم ہو سکتا ہے؟

س ۱۴۳: کیا حضورؐ دستر خوان پر بی بی عائشہؓ کے منہ والی ہڈی چوستے اور اسی جگہ سے پانی پیتے جہاں سے بی بیؓ نے پیا ہوتا۔ جب کہ وہ حالتِ حیض میں ہوتیں؟ کیا یہ باتیں اخلاقی ضابطہ کے خلاف نہیں؟

ج: حائضہ بی بی کا منہ ہاتھ پاک ہوتے ہیں۔ ہڈی کو دانت لگانے اور پانی پینے سے ہڈی اور پیالہ ناپاک نہیں ہو جاتا۔ یہی مسئلہ سمجھانے کے لیے حدیث بیان کی گئی ہے اگر مسئلے کا بیان ضابطۂ اخلاق کے خلاف ہے تو کیا فعلِ پیغمبرؐ، جو بالاتفاق جائز ہی تھا، کا مذاق اڑانا صریح بے ایمانی نہیں ہے؟

س ۱۴۴: نمازِ تہجد میں حضرت عائشہؓ کا حضورؐ کی سمت لیٹا ہونا؟

ج: یہی بات س ۱۱۸، ۱۱۹ میں بھی مفصل جواب دیکھ لیجئے۔

س ۱۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ ڈالتیں تو آپؐ نماز پڑھتے؟

ج: گاڑھی خشک منی، ناک کی آلائش کی طرح، جب کپڑے سے کھرچ دی گئی تو ناپاکی کے سب اجزاء دور ہو جانے سے کپڑا پاک ہو گیا اور نماز پڑھنا درست ہوا۔ شیعہ مسئلہ بھی یہی ہے؟ پس اگر کپڑے وغیرہ سے خون کو دُور کر کے پاک کیا جائے، لیکن خون کا رنگ یا بُو باقی رہ جائے تو وہ کپڑا پاک ہے۔ (توضیح المسائل ۲۴)

س ۱۴۶، ۱۴۷: ابوسلمہؓ کو غسل کا مسئلہ بی بی عائشہؓ نے غسل کر کے بتایا۔ زبان سے کیوں نہ بتایا؟ اس نے کسی مرد سے کیوں نہ پوچھا؟

ج: یہ ابوسلمہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی بھانجے ہیں اور مسئلہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

پوچھنے میں حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے برتن میں پانی منگوایا، پردہ لٹکایا اور سر پر پانی ڈال کر غسل کیا۔ (بخاری، مسلم۔ کتاب الغسل)

اپنے محرم اگر خالہ یا بہن سے مسئلہ غسل پوچھ لیں تو یہ کوئی عیب نہیں۔ اگر وہ باپردہ غسل کریں اور پھر بتائیں تو کیا اعتراض کی بات ہے؟

لیکن شیعہ سائل تو بے حیا ہو کر غسل و طہارت میں ایسے مطاعن کرنے سے اپنی زبان و دل کو ناپاک کر رہا ہے۔ حدیث میں لفظ "حجاب" ہے اس کا ترجمہ "باریک سا پردہ" کرنا کیا سائل کی بدباطنی نہیں ہے؟

س ۱۴۸ : حضرت عائشہؓ کے بستر پر حضورؐ کو وحی آتی باقی ازواجؓ سے روح الامینؑ کو کیا عداوت تھی؟

ج : خدا سے پوچھئے کہ اس وقت جبریل امینؑ کو کیوں بھیجتا تھا؟ اور جبریل امینؑ سے لڑائی کیجئے کہ وہ شیعہ کی دشمن امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بستر میں لیٹے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں وحی اتارتا تھا؟

آخر یہودیوں کو جبریلؑ سے بنصِ قرآن دشمنی ہے تو ابنِ سبا یہودی کی اولاد کو کیوں نہ ہو؟ شیعہ کی اعلام خصال صدوق ص ۳۱۶ میں ہے اکثر علماء اسلام کہتے ہیں کہ تشیع کی بنیاد اور غلو آمیزی ابنِ سبا نے کی ہے۔

س ۱۴۹ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی ازواجِ طہرات رضی اللہ عنھن کے ساتھ خاص محبانہ معاملات کو بے حیائی سے موضوعِ سخن بنا کر، محمد شاہ رنگیلا کو بھی شرمانے والا مشاق ننگ و عار رافضی مکّار اس سوال میں پھر گزری ہوئی سب باتوں کا اعادہ کرتا ہے، اور نئی بات یہ بتاتا ہے کہ ایک برتن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیوی کے ساتھ کیوں نہاتے تھے؟ اور بیوی کی چادر باندھ کر نماز کیوں پڑھ لیتے تھے؟ ایسے بے حیا خر دماغوں کے متعلق خدا نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے: وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ٥ (جوابِ جاہلاں خاموشی)۔

س ۱۵۰ : کیا یہ التفات کسی اور زوجہ کے لیے بھی تھے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : زوجہ کی حیثیت سے ہر بیوی کے ساتھ ایسے التفات ہو سکتے ہیں اور کسی کے لیے زیادہ بھی، مگر حلت وحرمت یا پاکی پلیدی کے مسائل معلوم کرنے کی غرض کے علاوہ ماوشما کو ان مخصوص باتوں کی تلاش یا ننگی شہرت کی بھی ضرورت ہے ؟ کیا آپ نے اپنے ماں باپ کے ان جنسی معاملات میں بھی تجسس کر کے ٹوہ لگائی اور حلالی بیٹا ہونے کا حق ادا کیا ؟ اگر نہیں، تو کیا اس مذموم مقصد کے لیے آپ کو حضرت رسُولِ خدا اور امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ملیں ؟ کیا اس سے بھی بڑھ کر اخبث اور کمینہ تر کوئی انسان ہوگا ؟ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ زجر و استفہام تم جیسے منافقوں کے لیے نہیں ہے :

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۔ (پ ۱۰ ع ۱۴) کیا تم خدا، اس کی آیات اور اس کے رسُول سے مذاق کرتے تھے ؟

اگر ہم اسی نگاہِ خیانت سے کتبِ شیعہ میں ائمہ اور ان کی بیویوں کے واقعات تلاش کریں تو اس سے زیادہ ملیں گے اور حضرت رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے محارم کے ساتھ بھی مثلاً یہ روایت کہ "جب تک جناب سیّدہ کو پیار نہ کر لیتے نہ سوتے تھے اور اپنا روئے مبارک سینۂ سیّدہ فاطمہؓ پر رکھتے .... الخ " (جلاء العیون $\frac{۱۵۶}{ج۱}$) ۔ لیکن شیعوں کی سی کمینگی سے خدا نے ہم کو مبرّا کیا ہے ۔ ع ولیکن زمردم نیاید سگی

خلیفہ نامزد نہ کرنے کی حکمت

س ۱۵۱ : کیا رسولِ خدا نے رحلت سے قبل اپنا خلیفہ و وصی کسی کو مقرر کیا یا نہیں ؟

ج : اشارات اور انفارمیشن لائن کے تحت کیا۔ مثلاً یہ فرمان : "میں چاہتا ہوں کہ کسی کو خلیفہ مقرر کر جاؤں تاکہ اور کوئی تمنّا نہ کر سکے ۔ لیکن ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ اللہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو نہیں بنائیں گے ۔" (بخاری $\frac{۸۵۶}{ج۲}$) پھر اسی لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مصلّیٰ کا خلیفہ، وصی اور وارث بنا دیا تاکہ لوگ خلافتِ کبریٰ پر اس عمل سے استدلال کریں ۔ عام تلقین یہ کی کہ "میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا ۔" (ترمذی) ۔ ایک خاتون کے سوال کے جواب میں کہا: "اگر تو مسئلہ پوچھنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آکر پوچھنا۔" (بخاری، مسلم)

مگر صراحتہً نامزدگی اور تقرری نہیں کی۔ تاکہ عوام کا حقِ انتخاب ختم نہ ہو جائے۔ جو وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (ان کے اہم معاملات باہمی مشورہ اور رائے سے ہوں گے) تحت خدا نے تا قیامت ان کو دیا ہے۔

یہاں سے اس مشہورِ عام اعتراض ومغالطہ کا بھی ردّ ہو جاتا ہے جو کہ وہ شیعہ کرتے رہتے ہیں کہ "رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب عارضی طور پر کچھ دن کے لیے کسی مہم پر مدینہ سے جاتے تو اپنا نائب وجانشین بنا جاتے۔ جب سب سے بڑے سفرِ آخرت پر گئے تو کسی کو خلیفہ کیوں نہ بنایا؟ تو جواب یہ ہے کہ عارضی غیر موجودگی میں واپسی یقینی تھی تو خلیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جواب دِہ تھا۔ آپؐ اس سے مواخذہ کر سکتے تھے۔ رحلت کے بعد جب آپؐ کی واپسی اور مواخذہ کرنے کا احتمال نہ رہا تو قوی امکان تھا کہ خلیفہ ڈکٹیٹر بن جائے اور خود کو کسی کے سامنے جواب دہ اور ذمہ دار نہ سمجھے اور کہتا ہے کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہوں، تمہارا منتخب یا نمائندہ نہیں تم مجھ سے بازپرس کا کیا حق رکھتے ہو؟ تو اس تصور سے سیاسی واجتماعی معاملات درہم برہم ہو جاتے۔ اسی لیے صراحتہً نامزدگی وتقرری نہ کی تاکہ عوام (مہاجرین وانصارؓ) مزاج شناسانِ رسولؐ اپنے میں سے سب سے افضل کو منتخب کریں اور بازپرس کر سکیں اور وہ بھی اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھے۔ جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی تقریرِ خلافت میں فرمایا:

"لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں (ابھی تک اپنے خیال میں) تم سے بہتر نہیں ہوں..... اگر سیدھا چلوں تو تعاون کرو۔ اگر غلطی کروں تو مجھے درست راہ پر لگا دو۔"

س ۱۵۲: اگر کیا تو کیسے اور اگر نہیں کیا تو غلطی کی یا ٹھیک کیا؟

ج: نصِ خفی اور اپنے عملِ ترغیبی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام وجانشین مقرر کیا اور صراحتہً تقرری نہ کر کے غلطی نہیں کی۔ ٹھیک کیا، کیونکہ عوام کو قرآنی حقِ شورائی استعمال کرنے کا موقع دیا۔

س ۱۵۳: سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافتِ ابوبکرؓ کے لیے جو کچھ ہوا وہ بُرا ہوا یا اچھا؟

ل اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ خدا نے انکو خلیفہ بنانا چاہا تو ناموں کے بجائے آیتِ استخلاف وتمکین میں علامات وصفات بنا کر وعدہ خلافت فرمایا اور ان کا انتخاب کرا کر پورا کیا تو نامزدگی کا کام اقتضاء النص سے لیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : اچھا ہی ہوا حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیم و رغبت سے صحابہؓ نے ایک اچھائی پر عمل کیا جو قصداً آپؐ ان کے کرنے کے لیے چھوڑ گئے تھے اور یہ خلاف شرع کام نہ تھا۔

س ۱۵۴ : بی بی عائشہؓ کے قول کے مطابق جن دس آیات کو بکری کھا گئی وہ کیا تھیں؟

ج : ابنِ ماجہ کی یہ روایت محدثین موضوع بتلاتے ہیں اور ایسی ۳۰ روایتیں ابن ماجہ میں موضوع و جعلی ہیں۔ تبھی تو صحاح ستہ میں سے اس کا درجہ سب سے کم ہے، اکثر کے لحاظ سے صحیح کہلاتی ہے۔

بالفرض بکری کھا گئی تو حفاظ کے سینوں سے تو نہ مٹ گئی تھیں۔ انا لہ لحٰفظون کا وعدۂ خداوندی اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ پھر موجودہ قرآن کی وہ آیات جو بھی ہوں ہمیں جاننا کیا ضروری ہے؟ دو گتوں کے درمیان محفوظ کتاب پر ہمارا ایمان ہونا چاہیئے۔ کسی روایت کی آڑ میں شک پیدا کرنا کفر ہی ہے۔

فضائلِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

س ۱۵۵ : آپ کے بقول ۴۰ سال میں حضورؐ کو نبوت ملی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں نبوت کا دعویٰ کیا، تو عیسائی جب حضرت عیسیٰؑ کو افضل کہیں تو آپ کیا جواب دیں گے؟

ج : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا، ابنِ مریمؑ ہونا، گہوارے میں ہم کلام ہونا اور بچپن میں نبی ہونا اور اب زندہ آسمانوں پر ہونا جیسی خصوصیات آپ کو جناب امام الانبیاء سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت نہیں کر سکتیں کیونکہ یہ جزوی مخصوص کمالات ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی اور ان سے کئی گنا کمالات و خصائص ہیں جو تمام انبیاء سے افضلیت پر قطعی دلیل ہیں۔ (۱) آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ (۲) امام الانبیاء ہیں۔ (۳) صاحب المعراج و قاب قوسین ہیں۔ (۴) کثیر الہدایت ہیں، لاکھوں افراد مذہب اہلِ سنت کے مطابق آپ کے ہاتھ پر مومن و ہادی ہوئے اور نبوت کا یہی بڑا کمال ہے۔ جس کے شیعہ منکر ہیں۔ (۵) آپؐ کی کتاب قرآن تا قیامت محفوظ و قابلِ عمل رہے گی۔ شیعہ اس کے بھی منکر ہیں۔ (۶) آپؐ کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

معجزات بعد از وفات بھی قائم و جاری ہیں۔ (۷) آپؐ شفاعتِ کبریٰ اور مقامِ محمود کے مالک ہیں۔ (۸) آپ کی سنّت اور مذہب زندگی کے ہر شعبہ میں ہادی و راہنما ہے۔ (۹) ظاہری و باطنی دشمنوں پر غالب رہے۔ (۱۰) سب زمین آپ کے لیے مسجد بنا دی گئی۔ (۱۱) آپؐ کی اُمّت خیر الامم ہے۔ (۱۲) لوا الحمد آپؐ کے ہاتھ میں ہوگا۔"

ان خصائص نبویہ کے شیعہ یا منکر ہیں یا ان میں خیالی اماموں کو معاذ اللہ شریک کرتے ہیں۔

شقِ صدر کا معجزہ

س ۱۵۶: جبریلؑ نے آپ کے مذہب میں حضورؐ کا اپریشن کیا جبکہ عیسیٰؑ کا نہ ہوا؟

ج: جب یہ بھی آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے اور ملا باقر علی مجلسی جیسے شیعہ کے خاتم المحدثین بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں: "بچپن میں حضورؐ کے رضاعی بھائیوں (پسران حلیمہؓ) کا بیان ہے کہ دو شخصوں (جو فرشتے تھے) نے محمدؐ کو پکڑا، پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔ ایک نے آپؐ کو لٹایا، دوسرے نے پیٹ پھاڑ کر آپؐ کا دل وغیرہ نکالا اور اسے دھو کر کوئی نورانی چیز بھر دی اور پیٹ سی کر چلے گئے۔ محمدؐ سہمے ہوئے واپس آئے۔" (حیات القلوب ص ۷۷ ج ۲)

اور یہ کوئی عیب نہیں، سب سے افضل ہستی کے لیے سب سے افضل کھانا ڈالنے کے لیے اعلیٰ ترین برتن کو مزید احتیاط سے دھویا جاتا ہے۔

اور عقلی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کا وجودِ مسعود بھی نوعِ بشر سے تھا جو عناصر اربعہ سے مرکب تھا۔ قلبِ مبارک کو مہبط ملائکہ اور روحانیت و لطافت کا منبع و مرکز بنانے کے لیے حکمتِ الٰہی نے یہ چاہا کہ اس عمل سے آپؐ کے سینہ مبارک کو مجلّیٰ اور مصفّیٰ کیا جائے۔ چنانچہ بچپن کے شقِ صدر میں بچگانہ لہو و لعب کے خیالات سے آپؐ کو پاک کیا گیا۔ پھر جوانی کے شقِ صدر میں ایسے جذبات کی تطہیر کی گئی اور علم و معرفت بھر دیا گیا۔ پھر معراج کے موقع پر حکمت و نور سے آپؐ کے قلبِ مبارک کو یوں بھر اگیا کہ عالمِ علوی اور مصدرِ تجلیات سے مناسبت پیدا ہوگئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اس مرتبہ و مقام تک نہیں پہنچے انکے ساتھ ایسا نہ کیا گیا۔

س ۱۵۷: "کنت نبیا و آدم بین الماء والطین" (میں نبی تھا جب

www.sirat-e-mustaqeem.com

آدمؑ گارے مٹی کی حالت میں تھے) کے ہوتے ہوئے آپ چالیس سال بعد کیوں آپ کو نبی مانتے ہیں؟

ج : اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح پیدا فرمائی اور حضرت آدمؑ میں نفخ روح سے پہلے میں عنداللہ نبی تھا۔ جیسے ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: "اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟" تو آپؐ نے فرمایا: کہ جب آدمؑ کی روح بدن میں نہ پڑی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اس وقت سے ہی اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں دنیا میں بالفعل نبوت کا چارج آپؐ کو چالیس سال بعد ملا اور تبلیغ و تعلیم کی ذمہ داری اس وقت آپؐ پر ڈالی گئی۔ قرآن شریف اسی کو بعثتِ نبوت کے عنوان سے تعبیر کرتا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ (آل عمران پ۴)

بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب کہ ایک رسول ان ہی میں سے مبعوث کر دیا جو ان پر خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو ظاہراً و باطناً پاک کرتا ہے۔

۲۔ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ (یونس ع پ۱۱)

تم یہ کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ نہ تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ خدا تم کو اس کی اطلاع دیتا۔ آخر اس سے پہلے سے میں نے ایک عمر تم ہی میں گزار دی۔

۳۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔ (شوریٰ پ۲۵)

(جبکہ پہلے) تم یہ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ (تعلیم) ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے اس کو ایک نور قرار دیا جس سے ہم ہدایت کرتے ہیں جن کو چاہتے ہیں۔

۴۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (والضحیٰ پ۳۰)

اور تم کو بھٹکتا ہوا[1] پایا اور منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ (تراجم مقبول)

حاصل کلام یہ ہے کہ آپؐ چالیس سال بالفعل نبوت سے مبعوث ہوئے اور پہلے صرف عنداللہ نبی تھے۔

---

[1] یہ شیعہ ترجمہ غلط ہے۔ ضالّ سے مراد تعلیمات سے ناواقف ہے جو آیت بالا ۳ کا بیان ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۱۵۸ : جب آپ کی محققین حضورؐ کے والدین کو ناقابلِ مغفرت کہتی ہیں تو حضورؐ کو "شفیع المذنبین" کس منہ سے کہہ سکتے ہیں ؟

ج : ہمارے ہاں کسی گروہ یا طبقہ کو مومن یا کافر قرآن وحدیث کی تصریحات کی وجہ سے کہا جاتا ہے محض رشتہ داری یا غیر رشتہ داری ایمان وکفر کی بنیاد نہیں ہے اور عقلِ سلیم بھی یہی چاہتی ہے اور خدا نے بار بار اپنی شان یوں بیان فرمائی ہے: "یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔" کہ اللہ زندہ (مومن) کو مردہ (کافر) سے نکالتا ہے اور مُردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔ کنعان بن حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ بن آزر کی مثالیں خود قرآن میں مذکور ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آباء واجداد کے ایمان وغیرہ کے متعلق قرآن تو خاموش ہے روایات میں تعارض ہے اس لیے ہم اہلِ سنّت اور علماء دیوبند تو خاموشی کو بہتر جانتے ہیں اور نہ اس کی ہم سے پوچھ گچھ ہو گی۔ اگر بخاری ومسلم جیسے علماء محدثین نفیِ ایمان کے قائل ہیں، تو وہ مذکورہ کلیۂ قرآنی کے مخالف نہیں۔ اور اگر علامہ سیوطیؒ جیسے علماء متقدمین بھی ایمانِ والدین کے یوں قائل نہ تھے کہ "وہ اپنے دور میں مسلمان ومومن تھے" بلکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے معجزہ کے تحت ان کا قبروں سے اٹھنا اور کلمہ شہادتین پڑھ کر مومن وقابلِ مغفرت بن جانا تسلیم کرتے ہیں چنانچہ شیعہ کے خاتم المحدثین ملّا باقر مجلسی حیات القلوب صـ ۳۵ / ج ۲ پر رقم طراز ہیں :

"سُنّی وشیعہ کی احادیث میں آیا ہے کہ ایک رات حضرت رسولؐ اپنے والد بزرگوار عبداللہ کی قبر کے پاس آئے دو رکعت نماز پڑھی پھر باپ کو آواز دی اچانک قبر کھل گئی۔ حضرت عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے پڑھنے لگے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّکَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ پھر والدہ ماجدہ نے بھی ایسی ہی گواہی دی۔"

اگر یہ روایات معتبر ہیں تو آپؐ والدین کے لیے شفیع بن گئے اگر معتبر نہیں تو آپؐ اپنی امّت کے گنہگاروں کے لیے شفیع المذنبین ہیں۔ ایسے افراد کے لیے نہیں جن کا اسلام وایمان ثابت نہ ہو۔ چنانچہ اللہ پاک نے اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے سفارش د

www.sirat-e-mustaqeem.com

استغفار سے روک دیا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُولِيْ قُرْبٰى۔ (توبہ ع ۱۴) حضرت نبیؐ اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے سگے ہوں۔

علماءِ مفسرین اس آیت کا نزول بھی حضرت ابوطالب وغیرہ کے حق میں کہتے ہیں۔

س ۱۵۹ : اگر عبدالمطلب مشرک تھے تو خدا نے ابرہہ کے خلاف انکی مدد کیوں کی؟

ج : بت پرستی کے باوجود قریش کا خصوصاً حضرت عبدالمطلب وغیرہ سرداروں کا خدا کی ذات پر اعتقاد مضبوط تھا۔ وہ خدا کو اپنا خالق، مالک، رازق، مدبر الامر اور (اپنے بناوٹی) سب خداؤں کا مالک و سردار مانتے تھے اور خدا سے دعائیں مانگتے تھے۔ خصوصاً دریائی سفر میں دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ "خدا کی پکار" ان کا خاص نعرہ تھا شیعہ کی طرح "یا علی مدد" کا نعرہ نہ لگاتے تھے اور خدا اسی دعا و پکار کی وجہ سے ان کے مصائب ٹالتا تھا جیسے ارشاد ہے: قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ "اگر تم خدا کو نہ پکارا کرتے تو وہ تمھاری کچھ پرواہ نہ کرتا" (تمھیں جلد ہی ہلاک کر دیتا مگر اب جرم تکذیب کی وجہ سے عنقریب تم کو تباہ کرے گا) تو یہ غیبی امداد کعبۃ اللہ کی حفاظت اور خدا سے دعا مانگنے کی وجہ سے تھی۔ جو اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ سردارانِ قریش بت پرستی اور شرک سے پاک تھے۔ نیز ہاتھیوں کی تباہی حضورؐ کی بعثت اور نشرِ اسلام کے لیے بطور ارہاص تھی۔

س ۱۶۰ : ابوطالب کے جنازہ پر ان کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہا تو مومن ثابت ہوئے؟

ج : ابوطالب کی وفات ۱۰ نبوت میں ہوئی۔ جنازہ چند سال بعد مدینہ میں چالو ہوا۔ اس لیے یہ کلمات خادم چچا جان کے بطور ہدیۂ تشکر اور احسان شناسی کے آئینہ دار ہیں ایمان کی شہادت نہیں ہیں۔ بہتر بدلہ آپؐ کی دعا سے یوں ملے گا کہ کلمہ نہ پڑھنے کی پاداش میں سب سے ہلکا عذاب آنجناب کو ہو گا۔ چنانچہ صحاحِ اہلِ سنت میں ہے: "کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سب دوزخ والوں سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہو گا کہ آگ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے وہ جوتے پہنے گا جن سے اس کا دماغ کھولتا رہے گا۔" (معاذاللہ) مسلم ص ۱۱۵/ ج ۱۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابوطالب آپ کے نگہبان اور مددگار تھے آپ کے لیے لوگوں پر خفا ہوتے تھے تو کیا اس کا فائدہ اس کو ہوگا تو آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے اسے دوزخ میں غوطے کھاتے دیکھا تو اسے ٹخنوں تک آگ میں سے نکال لایا۔ (ایضاً)

(یعنی میری خدمات کی وجہ سے اسے یہ ہلکا ترین عذاب ہوگا۔ ورنہ انکارِ کلمہ کی وجہ سے دوزخ میں غوطے کھاتا۔)

س ۱۶۱: بخاری آپؐ کے آباء واجداد کو جہنمی کہتے ہیں۔ سیوطی خصائص کبریٰ میں مرفوعاً سفارش کی روایت کرتے ہیں۔ جواب دیجئے دونوں میں سے سچا کون ہے؟

ج: ہم بتا چکے ہیں کہ اس نازک مسئلہ میں حتمی فیصلہ دینے سے ہم خاموش ہیں۔ شیعہ کے امام اول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امام بخاری کے ساتھ ہیں جواب دیجئے کہ آپ نے حضرت علیؓ کا دامن کیوں چھوڑ دیا۔ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگتے وقت حضورؐ صادق ومصدوق سے فرماتے ہیں:

وان اللہ ھدانی بک وعلی یدیکؐ واستنقذنی مما کان علیہ آبائی واعمامی من الحیرۃ والشرک۔	اور اللہ نے مجھے آپؐ کے ذریعے آپ کے ہاتھوں پر (اسلام وایمان کی) ہدایت دی اور اس گمراہی اور شرک سے چھڑا لیا جس پر میرے باپ دادے اور چچے تھے۔

(کشف الغمہ ۵۱ اردبیلی شیعی ص ۲۴/ ج ۱، جلاء العیون ص ۱۱۵، منتہی الآمال وغیرہ)

ابوطالب کے ایمان وکفر کی تحقیق

س ۱۶۲: حضورؐ کا خطبۂ نکاح ابوطالب نے پڑھا۔ اس کے الفاظ کفر دکھائیں؟

ج: سیرت ابن ہشام عربی میں ہمیں وہ خطبہ نہیں ملا۔ ہاں روض الانف سہیلی ص ۱۲۲/ ج ۱ سے بحوالہ سیرت المصطفیٰ ص ۹۳/ ج ۱ سے خطبہ نکاح کے اتنے لفظ ملے ہیں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

اما بعد فان محمدًا ممن لا یوازن به فتیً من قریش الا رجح به شرفا ونبلًا وفضلا وعقلًا وان کان فی المال قل فانه ظل زائل وعاریة مسترجعة وله فی خدیجة بنت خویلد رغبة ولها فیه مثل ذلک۔

محمد وہ ہیں کہ قریش میں سے جو جوان بھی شرف اور رفعت اور فضیلت اور عقل میں آپ کے ساتھ تولا جائے تو آپ ہی بھاری رہیں گے۔ مال میں اگرچہ آپ کم ہیں لیکن مال ایک زائل ہونے والا سایہ ہے اور واپس کی جانے والی مانگی ہوئی چیز ہے یہ خدیجہ بنت خویلد کو چاہتے ہیں اور وہ ان کو چاہتی ہے۔

اس خطبہ میں نہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار ہے نہ حضرت محمد بن عبداللہ کو رسول و نبی کہا گیا ہے جو مدارِ ایمان ہے تو محض خطبہ پڑھنے سے حضرت ابوطالب کو مومن نہ کہا جائے گا ہاں اس وقت کفر کی بھی صراحت نہیں ہے کیونکہ آپ نے توحید و رسالت کی ابھی دعوت بھی نہیں دی تھی تو وہ کس چیز کا انکار کر کے کافر کہلاتے جیسے پندرہ سال بعد بعثت کے وقت کلمہ توحید و رسالت کا انکار کرنے کی وجہ سے بشمول ابوطالب کئی قریش کافر بنتے گئے۔ اس توجیہ سے حضورؐ کے والدین سے بھی ہم کفر کی نفی کرتے ہیں۔

س ۱۶۳ : صحرا میں ابوطالب کو حضورؐ نے پانی پلایا اور حضورؐ سے بیماری میں ابوطالب نے دعا کرائی صحت پائی۔ (ابنِ سعد اصابہ خصائصِ کبریٰ ص ۱۸۵ ج ۱) کیا یہ مقام حق الیقین نہیں ہے؟

ج : سب قریش حضورؐ کو امین، صادق، نیک، بزرگ اور مستجاب الدعوات خدا کا بندہ جانتے تھے اگر ابوطالب نے کلمہ پڑھے بغیر آپؐ سے دعا کرائی اور چشمہ پھوٹنے کا معجزہ دیکھا تو اپنی قوم سے انوکھا کام نہیں کیا۔ اس سے حق الیقین کیا نفس ایمان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اگر دولتِ ایمان حاصل ہوتی تو طلب کے باوجود اپنی بیٹی اُمِّ ہانی کا رشتہ حضورؐ سے کرتے ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی سخت کافر سے نہ کرتے۔ (اصابہ وابنِ سعد) نیز گھر کا ماحول مومنانہ ہوتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے بیٹے جعفرؓ و علیؓ جو آپ کی ناداری کی وجہ سے حضرت عباسؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش میں تھے دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے اور اپنے زیر کفالت طالب اور عقیل کافر ہے۔ طالب بدر میں مقتول ہوا عقیل قید ہوا عقیلؓ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

جب آغازِ اسلام میں مکّے والوں پر تکذیب کی وجہ سے قحط سالی کا عذاب آیا جس کا ذکر پ ۲۵ ع ۱۲ میں ہے تو سب کفار آپ سے دعائیں کرانے آتے تھے اسی طرح فتح مکّہ سے پہلے ابو سفیانؓ معاہدہ کی تحریر کرانے آیا تھا تو قحط زدہ قوم کے لیے دعا کرانے کی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے درخواست کی تھی۔

س ۱۶۴: ابوطالب نے شعب کی قید سے خلاصی پاکر یہ دعا کی تھی اللّٰھمّ انصرنا علیٰ من ظلمنا و قطع رحمنا واستحل ما یحرم علینا۔ کیا منکرِ خدا ایسی دعا مانگتا ہے؟

ج: ہم بحوالہ قرآن پ ۱۹ فرقان آخری آیت و سورہ لقمان وغیرہ بتا چکے ہیں کہ سب کفار قریش خدا کو مانتے اور اس سے دعائیں کرتے تھے تو مشرک و کافر منکرِ خدا نہیں ہوتا ہاں خدا کا شریک بناتا اور شریعت و رسالت کا انکار کرتا ہے۔

س ۱۶۵: کوئی ایسی روایت بتائیں جس میں ابوطالب کی بت پرستی کا ذکر ہو؟

ج: اصولِ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوطالب کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے۔ جو ایمان کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے اور عملاً شرک کا اظہار کیا کرتے تھے۔ جس کے عوض خدا نے ان کو دوہرا اجر عطا فرمایا تھا۔

(ترجمہ مقبول شیعہ ص ۷۶۹ پ ۲۰ زیر آیت انّک لا تہدی الآیۃ)

امام صادقؑ کی اس سچی خبر سے پتہ چلا کہ آنجناب عملاً شرک کا ارتکاب کرتے تھے اور یہی قریش کا مروّجہ بت پرستی والا مذہب تھا۔ بت پرستی کے سوا شرک عملی کی اور کوئی صورت ہو تو شیعہ ہی بتائیں۔ اس میں اصحابِ کہف کی مثال بالکل بے ربط اور غلط ہے کیونکہ وہ ظاہراً اور باطناً موحّد تھے۔ خدا فرماتا ہے؟ بے شک وہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا جب کہ وہ کھڑے ہو گئے اور اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارا پروردگار تو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ (اگر ایسا کریں) تو اس صورت میں گویا ہم نے بہت ہی ناسزا بات کہی۔ ہماری قوم نے تو اس کے سوا بہت سے خدا بنا لیے ہیں۔ پھر ان خداؤں کے متعلق کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان

www.sirat-e-mustaqeem.com

باندھے اور اب جب کہ تم ان سے الگ ہو چکے ہو اور جن چیزوں کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان کو چھوڑ چکے ہو تو کسی غار میں چل رہو..... الخ (القرآن پ۱۵ کہف ع۲۔ ترجمہ مقبول شیعہ ص۵۹۲)

یہ ایک کھلی تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت ابوطالب نے نہ کلمہ توحید و رسالت پڑھا، نہ اتباع پیغمبرؐ میں اپنی قوم کی بت پرستی کی تردید کی نہ ان سے علیحدہ ہوئے، نہ کافروں نے ان کو اپنے مذہب کا مخالف اور مسلمان سمجھ کر تکلیف و ایذا پہنچائی جیسے انھوں نے آپ کے صاحبزادے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ہجرت پر مجبور کر دیا تھا تو وہ اصحاب کہف جیسے کیسے ہوئے۔ یہ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے جو شیعوں کے امام کو ہی زیب دیتا ہے۔

س ص۱۶۶: ایسی روایت بتائیں جو یہ ثابت کرے کہ فلاں وقت حضرت ابوطالب نے عقیدہ توحید کی مخالفت کی۔ ج: موافقت بھی نہیں کی تبھی تو آپ کا نام عبدمناف بت کے نام پر تھا اور بیٹے جعفرؓ نے ہجرت کی۔ سُنّی و شیعہ کی متفقہ قدیم ترین کتاب "سیرت ابن ہشام" میں ہے:

"اہل علم کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے وقت مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے، حضرت علیؓ بن ابی طالب، جبکہ دس سال کے لڑکے تھے، اپنے باپ، سب چچوں اور باقی قوم سے چھپ کر آپ کے ساتھ ہو جاتے اور نمازیں پڑھتے، شام کو واپس آتے ایک عرصہ تک جتنا اللہ نے چاہا ایسا کرتے رہے ایک دن ابوطالب کو ان کے نماز پڑھنے کا پتہ چل گیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ کون سا دین ہے جس کا پابند میں تم کو دیکھ رہا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا یہی اللہ کا، اللہ کے فرشتوں کا، اللہ کے پیغمبروں کا اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ نے یہی دین دے کر بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اے چچا جن لوگوں کی خیر خواہی کر کے میں ان کو ہدایت کی طرف بلاؤں اور وہ میری بات مانیں اور میری امداد کریں ان سب سے زیادہ اس دین کو ماننے کے آپ حق دار ہیں" تو ابوطالب نے کہا:

ای ابن اخی انی لا استطیع ان افارق دین آبائی وما کانوا علیہ۔	اے بھتیجے میں اپنے باپ دادے کا دین اور جس چیز (بت پرستی) پر وہ تھے اسے چھوڑ نہیں سکتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

لیکن میری موجودگی میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ پائے گی۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۴ ذکر اسلام علیؓ مطبوعہ بیروت ۱۳۵۵ھ)

اگر ابوطالب مخالفِ توحید نہ ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ سے چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر آپ نے صاف طور پر اس توحید و رسالت اور ایمان کو اپنے بیٹے حضرت علیؓ کی طرح قبول کیوں نہ کر لیا اور اپنے باپ دادے کے مذہب پر کاربند رہنے کا اصرار کیوں کیا۔ صرف سربراہِ خاندان کی حیثیت سے اتنی حمایت ظاہر کی کہ میری زندگی میں آپ کو تکلیف نہ پہنچے گی۔ ایسی حمایت کتنے شریف غیر مسلم آج بھی اپنے مسلم رشتہ داروں کی کرتے رہتے ہیں جو ان کے ایمان و اسلام کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

س ۱۶۷ : ایسا واقعہ بتائیں کہ ابوطالب نے غیر اللہ معبودوں کی حمایت و تعریف کی ہو؟

ج : آباء و اجداد کی مذکورہ بالا تصریح جواب کافی ہے کیونکہ بُت پرست آباء و اجداد کے مذہب پر اصرار، رسولِ خدا کی توحید و ہدایت کے بالمقابل، غیر اللہ کی حمایت و تعریف ہی ہے۔

س ۱۶۸ : کیا شعب ابی طالب میں ابوطالب نے غیر خداؤں کی عبادت کی؟

ج : اس کے متعلق کتبِ سیرت میں صراحت ہے؟ ابوطالب نے مجبور ہو کر مع خاندان کے شعب ابی طالب میں پناہ لی۔ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب مومن اور کافر سب نے آپ کا ساتھ دیا مسلمانوں نے دین کی وجہ سے اور کافروں نے خاندانی اور نسبی تعلق کی وجہ سے بنو ہاشم میں سے صرف ابولہب قریش کا شریک رہا۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۲، ابن سعد ص ۱۳۹ ج ۱ ص ۱۴۰، ابن ہشام ج ۱ ص ۱۲۲ طبع قدیم)

پتہ چلا کہ خاندانی لحاظ سے یہ شرکتِ شعب مؤید ایمان نہیں ہے۔ پھر غیر اللہ کی عبادت کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ بت ہر وقت پاس یا سامنے ہوں ان سے غائبانہ استعانت بھی شرک ہے۔ یہ کافر لوگ شعب میں بھی یقیناً اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوں گے اور حضورؐ کے پیچھے ان کے نمازیں پڑھنے کا تو کوئی ثبوت نہیں تو فیصلہ اصل بنیاد پر ہو گا کہ کافر اپنے مذہب پر رہے۔ خواہ بت پرستی کا ذکر نہ ملے اور مسلمان اپنے مذہب پر رہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۱۶۹ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر اللہ کا ذبیحہ نہ کھاتے تھے۔ ابوطالب کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے معلوم ہوا کہ ابوطالب مشرک نہ تھے۔

ج : ابوطالب کے دستر خوان پر ہمیشہ کھانا مسلم نہیں۔ تاریخ میں ہے کہ جناب عبد المطلب نے آپؐ کو اپنے بڑے مالدار صاحبزادے زبیر کے سپرد کیا ان کے ہاں آپؐ کی پرورش ہوئی جو معاہدہ حلف الفضول (جب حضورؐ کی عمر ۲۳ برس تھی) میں شریک تھے۔ پھر آپ مستقل صاحب روزگار اور تاجر بن گئے اور اپنا کھاتے تھے۔ علاوہ ازیں غیر اللہ کا ذبیحہ ان کے تھانوں اور مخصوص میلوں، عرسوں پر بٹتا تھا۔ حضورؐ نے واقعی ایسا گوشت اور تبرک کبھی نہ کھایا، گھر کا تیار شدہ کھانا ایسا نہ ہوتا تھا یا وہ بازار سے خریدا جاتا یا گھر میں بنام خدا ذبح کر کے تیار کیا جاتا تھا اور یہ تو معلوم ہے کہ اس وقت بھی مشرک ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے تھے اور تکبیر پڑھ کر ذبح کرتے تو اس کا کھانا حلال تھا۔ مشرک کے ذبیحہ کی حرمت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کے باوجود۔ وہ خالص اسلامی مسئلہ ہے جو بعد میں اسلام نے پیش کیا۔ اس کا اطلاق عہدِ جاہلیت کے عام ذبیحوں پر نہیں کیا جائے گا۔ جیسے شریعت ابراہیمی کے مطابق نکاح جائز تھے گھروں میں ذبیحے بھی درست تھے۔

نوٹ : ہم نے بادلِ نخواستہ ان دس سوالوں کے جواب میں حضرت ابوطالب کے متعلق شیعہ غلو کی نفی کی ورنہ ہمیں آپ کی ذات سے بغض و کدورت نہیں بلکہ ہم دعویٰ نبوت کے بعد ان کی کفار کے مقابل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت اور طرف داری کا پورا احترام کرتے ہیں اور لفظ حضرت، جناب وغیرہ کے ساتھ ان کا باادب ذکر کرتے ہیں مگر ان کا اسلام قبول نہ کرنا ایک تاریخی حقیقت ہے اور اہلِ سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

حافظ تورپشتی لکھتے ہیں کہ ابوطالب کا کفر حدِ تواتر کو پہنچ چکا ہے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی سیرت المصطفےٰ ص ۱۷۶ ج ۲ حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ اہلِ سنت میں ان کے کفر کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ روافض ابوطالب کے ایمان کے قائل ہیں۔ اہلِ سنت کے مختصراً دلائل یہ ہیں :-

۱۔ مسند احمد، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے کہ جب آپ نے ابوطالب کے سامنے مرتے وقت کلمہ پیش کیا کہ ایک مرتبہ پڑھ لو تاکہ تمہاری سفارش کر سکوں۔ اس وقت ابوجہل اور عبداللہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بن امیہ نے کہا کیا تم عبدالمطلب کی ملت کو چھوڑتے ہو؟ تو ابوطالب نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کہنے سے انکار کر دیا اور آخری کلمہ علٰی ملۃ عبد المطلب کہا۔ بعض روایات میں ہے کہ یوں کہا کہ میں نے آگ کو کلمہ پڑھنے کی شرمندگی پر (رؤسا کے سامنے) ترجیح دی۔ پھر حضورؐ تو کمال شفقت سے استغفار کرنے لگے مگر یہ آیت نازل ہونے پر چھوڑ دیا "نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں خواہ ان کے رشتہ دار بھی ہوں" (توبہ)

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ (قصص پ۲۰ ع۹) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

۲ — شیعہ تفسیر البرہان ص۲۱ ج۳ میں ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

۳ — اور ترجمہ مقبول شیعہ ص۷۶۹ حاشیہ آیتِ بالا میں تفسیر قمی کے حوالے سے مذکور ہے:

"کہ یہ آیت حضرت ابوطالب عمّ رسولِ خدا کی شان میں نازل ہوئی۔ آنحضرتؐ ان سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ چچا جان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ دیجئے میں قیامت کے دن اس کے ذریعے آپ کو نفع پہنچاؤں گا اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ پیارے بھتیجے میں اپنی ذاتی حالت سے خوب واقف ہوں۔"

۴ — "اہلِ سنت کی فتح الباری ص۱۴۸ ج۷ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب مر گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ کا گمراہ چچا مر گیا آپؐ نے فرمایا، جاؤ دفن کراؤ۔ میں نے عرض کی وہ تو مشرک مرا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں دفن کراؤ۔" یہ حدیث ابوداؤد و نسائی میں ہے۔ حافظ عسقلانیؒ اصابہ میں فرماتے ہیں: ابنِ خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے۔ (اصابہ ص۱۱۷ ج۴)

۵ — "مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا" اس مسئلہ پر فقہاء نے استدلال موت ابی طالب سے کیا ہے کیونکہ ان کے چار بیٹے تھے۔ طالب، عقیل، جعفرؓ و علیؓ۔ ابوطالب کی میراث صرف طالب اور عقیل کو ملی جو باپ کے مذہب (شرک) پر تھے اور علیؓ و جعفرؓ کو نہیں ملی کہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ (المعتمد فی المعتقد)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۶ شیعہ بھی ان کے صرف باطناً مومن ہونے کے قائل ہیں مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے کے قائل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی کسی رُوایت سے بھی ان کا کلمہ پڑھنا، خود کو مسلم کہنا یا مومن ہونے کا دعوے دار ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتے جب اسلام کے لیے اقرار شہادتین شرط ہے اور تبرّاء از کفار بھی ضروری ہے یہ دونوں باتیں ابوطالب میں نہ پائی گئیں تو ایمان کا دعویٰ بے بنیاد ثابت ہوا پھر شیعہ خدماتِ رسولؐ کی بنا پر آپ کو مومن نہیں کہتے بلکہ حضرت علیؓ کے باپ ہونے کی وجہ سے۔ کہ امام کا باپ بھی مومن ہوتا ہے اور بعض غالی تو ان کو نبی مانتے ہیں اور بے دھڑک "علیہ السلام" استعمال کرتے ہیں۔ خدا ایسے غلو اور شرک فی النبوت سے بچائے۔

س ۱۷۰: خصائصِ کبریٰ کے حاشیہ از خلیل ہراس پر یہ رُوایت ہے: ... منھم من ھو مشرک فابوہ وآباءہ من عبد المطلب الی اسمٰعیل بن ابراھیم۔ معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ بھی آپ کے مذہب میں مشرک تھے؟

ج: بہتان محض ہے۔ پیش کردہ عبارت میں "سب کے سب مشرک تھے" کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ من تبعیضیہ کا استعمال ہے کہ کچھ شرک کرنے والے تھے اور یہ بھی بعثت سے ڈھائی سو سال قبل تک ممکن ہو گا جب سے عمرو بن لحی نے شام سے بُت لا کر خانہ کعبہ میں رکھ دیئے۔ اس کے اثر ورسوخ اور ۱۰۰ - ۱۰۰۰ اونٹ روزانہ ذبح کر کے کھلانے کی وجہ سے عام عرب بت پرستی میں مبتلا ہو گئے ورنہ اس سے پہلے عرب و قریش بالعموم اپنی فطرت اور ملتِ ابراہیمی پر صحیح العقیدہ تھے۔ حضرت اسمٰعیلؑ صادق الوعد رسول و نبی تھے کسی کے وہم میں بھی نہیں آسکتا جو کفر یہ بات شیعہ سائل نے اہلِ سنت پر تھوپ دی۔ الیٰ کا مابعد۔ پہلے کے حکم سے خارج ہے جیسے ثم اتموا الصیام الی اللیل (روزہ رات تک پورا کرو) جیسے رات روزہ کے حکم سے خارج ہے۔

س ۱۷۱، ۱۷۲ بھی اسی غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ جس کا ازالہ ہو چکا۔

س ۱۷۳: ورقہ بن نوفل نے اعلانِ نبوت سے پہلے تصدیق کی۔ ان کو مسلم اوّل تم کیوں نہیں کہتے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : جب مسلمان سازی کا کام دعویٰ نبوت کے بعد شروع ہوا تو جن اہل کتاب عالموں یا راہبوں نے آپ صلعم کو پہلے دیکھ کر نبی ہونے کی پیشین گوئی کی تھی ان کو مسلم اوّل و دوم میں نہ گنا جائے گا کیونکہ معرفت کافی نہیں تصدیق مع تبری از دین سابق شرط ایمان ہے یہ علماء اہل کتاب سے ثابت نہیں۔

س ۱۷۴ : بھی اسی جواب سے حل ہوگیا ۔ کہ بحیرا کی تصدیق قبل از بعثت تھی ۔

س ۱۷۵ : امام بخاری نے امام ابوحنیفہ کو خادع المسلمین کہا، کون سچا ہے ؟

ج : حدیث وفقہ کے اپنے اپنے فن میں دونوں بزرگ امام اور یکتائے زمانہ ہیں ۔ اہلِ سنّت کے اعتقاد میں بڑے بڑے لوگوں میں کسی بات پر غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا یہ معاصرانہ چشمک یا اپنے برابر درجہ والے سے ایک قسم کی تنقید ہوگی جس میں ناقد کو ظاہری اطلاعات ملنے کی وجہ سے معذور تو سمجھا جائے گا۔ مگر دوسرے کے متعلق فی الحقیقت ایسا اعتقاد نہ رکھا جائے گا اور غلط فہمی کا منشار وہ اطلاعات اور اخبارات ہوتی ہیں جن کا مخالفین پروپیگنڈہ کر کے بڑے بڑے لوگوں کو اہم شخصیات سے بدظن کر دیتے ہیں ۔اس کی مثالیں ہمارے دور میں بھی بکثرت مل سکتی ہیں اس لیے اگر بعض فقہی مسائل میں امام ابوحنیفہؒ سے امام بخاریؒ کو اختلاف تھا تو یہ مطلب نہیں کہ وہ خادع المسلمین تھے ایسے اختلافات خود شیعہ کے معصوم ائمہ ،ان کے پیروکاروں اور اصولی و اخباری فقہار شیعہ میں لاتعداد ہیں ۔مثال کی ضرورت نہیں "عاقل را اشارہ کافیست" ۔

س ۱۷۶ : تاریخ الصغیر میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کو صرف تین حدیثیں حلاق سے ملیں تو ان کی کیسے تقلید کی جائے ؟

ج : یہ قول منقطع اور مردود ہے یہ حُمیدی سے مروی ہے اور حُمیدی نے امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ بالکل نہیں پایا۔ لہٰذا ایسے واہی قول سے امام اعظمؒ پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھئے (تانیب الخطیب ص۴۵ للعلامہ الکوثری)

س ۱۷۷ : کتاب مذکور کے ص۱۷۱ پر ہے کہ سفیان نے ابوحنیفہؒ کو اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا اور منحوس ترین شخص کہا ہے۔ کیا اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے ؟

ج : ہرگز نہیں ، کیونکہ پہلی کی سند میں نعیم بن حماد کے سوا اور کوئی وضاع راوی نہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بھی ہوتا تو خبر کو مردود بنانے کے لیے کافی تھا۔ اب تو نعیم کے ساتھ اور بھی ایسے ہیں اور یہ نعیم ابو حنیفہؒ کے حق میں خوب برائیاں گھڑتا ہے اور دوسری بات کی سند میں ثعلبہ بن سہیل قاضی ہے جو ضعیف ہے اور جریر بن عبدالحمید مضطرب الحدیث ہے جو سلیمان بن حرب کے ریوڑ چرانے کے لائق ہے اور بُرے حافظے والا ہے۔ ایک راوی سلیمان بن عبداللہ ابوالولید الرقی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کچھ بھی نہیں۔ سفیان ثوریؒ کی طرف ایسی باتوں کی اکثر نسبت اٹکل پچو کے طور پر ہے اگرچہ سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ میں معاصرانہ اختلاف آراء ممکن ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اختلافی مسائل میں امام ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ کے سب سے بڑھ کر مقلد تھے۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ نے اقرار کیا کہ ثوریؒ مجھ سے بھی زیادہ امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہیں۔ خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد ص۳۴۱ پر سفیان ثوریؒ کے امام ابوحنیفہؒ کے حق میں تعریف واحترام والے اقوال نقل کیے ہیں اور ابن عبدالبر نے الانتقاء ص۱۲۷ پر ایسی بہت سی روایات ذکر کی ہیں جو ثوری کے ہاں امام ابوحنیفہؒ کی قدر و منزلت پر صریح دلیل ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ثوریؒ ان بہتانوں سے بالکل بری اور پاک ہیں۔ (تانیب الخطیب ص۱۱ للزاہد الکوثری) امام بخاریؒ نے علو مرتبت کے باوجود ان جعلی اقوال کو بلا تحقیق ذکر کر دیا۔ اللہ ان کو معاف کرے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جلالت شان اور مرجع تقلید ہونے پر امام سفیان بن عیینہ کا ہی یہ قول کافی ہے "امام ابوحنیفہؒ سب لوگوں سے زیادہ (اور اچھی) نماز پڑھنے والے سب سے بڑے امین تھے۔ سب سے زیادہ شریف اور خوش اخلاق تھے" نیز فرمایا "ابوحنیفہؒ نے ہی مجھے حدیث کی گدی پر بٹھایا اور لوگوں میں اعلان کیا کہ عمرو بن دینار کی احادیث کو سب سے زیادہ جاننے والا یہ ہے" تو لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں ان سے حدیثیں بیان کرنے لگا۔ (تانیب الخطیب ص۱۰۸)

حدیث ثلاث کذبات کا مفہوم

س ص۱۷۸ تا ص۱۸۰: بخاری میں ہے "لم یکذب ابراھیم قط الا ثلث کذبات" اگر خلیل اللہ ایسے ہیں تو ان پر درود کیوں پڑھتے ہیں؟ ورنہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بخاری صاحب آیت لعنت کی زد سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

ج : یہ امام بخاریؒ کا قول نہیں، مرفوع حدیث ہے اور صیغۂ حصر کے ساتھ حضرت ابراہیم صدیقؑ نبی اللہ کی صداقت بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی بھی خلافِ واقعہ بات نہیں کہی بجز ان تین صورتوں کے جن میں سے دو کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو بطور توریہ مخاطب سے ذو وجہین کلام کرنا کہ وہ معنی بعید سمجھے ، ایسا کہنا پڑا اور ان کا عذر واضح تھا۔ ایک یہ کہ جابر بادشاہ کے سامنے بیوی کو بہن کہا، حالانکہ ایمان میں اور چچازاد ہونے میں وہ بہن بھی ہوتی تھی۔ ۲۔ بتوں کو توڑ کر کلہاڑا بڑے بُت کے کندھے پر رکھ کر کہا: بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا (الانبیاء پ ۱۷ ع ۵) "بلکہ اس کو کیا ہے اس بڑے نے" یہاں بھی نسبت مجازی کے طور پر بات سچی ہے کہ اس بڑے کی شوکت کو دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ غیرتِ توحید کے مارے بُت خانہ کو تباہ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ۳۔ قوم نے میلہ میں ساتھ لے جانا چاہا تو فرمایا: إِنِّي سَقِيمٌ۔ "میں بیمار ہوں۔" دراصل ذہنی خلش تھی کہ بتوں کو توڑنے کا سودا ذہن پر سوار تھا۔

اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سردارِ انبیاء کی حیثیت سے اپنے سے کم مرتبہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا ناقدانہ انداز میں اس طرح ذکر کر رہے ہیں کہ آپ کی صدیقیت بھی بحال رہے اور مجبوری بھی نمایاں ہو جائے کہ ایسا کیے بغیر وہ جائز شرعی مقاصد پورے نہ ہو سکتے تھے (یعنی بیوی کی عزت کی حفاظت اور بت شکنی کا فریضہ، خدا کی توحید اور بتوں کی بے بسی کی عملی تبلیغ) تو درحقیقت یہ باتیں جھوٹ ہرگز نہ تھیں بصورت یہ اختیار کی گئی۔

اہلِ سنت کے ہاں ان آیات، حدیثِ بالا اور واقعات کی یہ توجیہہ و تشریح ہر قسم کے اعتراض سے پاک ہے جبکہ شیعوں کی تفسیر و تاویل پر نہ قرآن سچا رہتا ہے نہ خلیل اللہ سچے رہتے ہیں کیونکہ اصولِ کافی باب تقیہ کی حدیث میں ہے "کہ ابراہیمؑ نے کہا میں بیمار ہوں، اللہ کی قسم وہ بیمار نہ تھے۔" یعنی حضرت ابراہیمؑ نے عمداً خلافِ واقعہ بات کہی اور اسے ہی لغت و شرع میں جھوٹ کہتے ہیں۔ مگر اس جھوٹ بنام تقیہ کو امام صادقؒ سب سے بڑی نیکی بتا رہے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبیست۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دوسرا توجیہی جواب یہ ہے کہ کذب جیسے جھوٹ بولنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لغت میں چوک جانے اور غلطی کرنے اور قادر نہ ہونے پر بھی بولا جاتا ہے۔ مصباح اللغات صفحہ ۷۳۲ مادہ کذب میں ہے کذبت العین دھوکہ دینا۔ کذب الرأی غلط ہونا۔ کذب القوم السیر ای لوگ رات کو چلنے پر قادر نہیں ہوئے اور قرآن شریف میں بھی اسی طرح اطلاق ہوا ہے۔ مثلاً قصہ معراج میں ہے۔ ما کذب الفؤاد ما رأی۔ یعنی دل نے جو کچھ دیکھا اس میں چوک اور غلطی نہیں کھائی اور سورت یوسف کے آخر میں ہے:

حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا۔ (پ ۱۳ ع ۶)

یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور گمان کرنے لگے کہ نصرت خداوندی ان سے چوک گئی۔ تب ہماری مدد آپہنچی۔

انبیاء و مومنین کو سنگین الزام سے بچانے کے لیے یہ ایک توجیہ و تفسیر ہے۔ ورنہ کُذِّبُوْا تشدید کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے کہ پیغمبروں نے گمان کر لیا کہ قوم کی طرف سے ان کی تکذیب کی گئی اور تیسری توجیہ یہ بھی ہے کہ ظنوا کی ضمیر امت کی راجع ہو یعنی کافر امت نے یہ گمان کیا کہ پیغمبروں کو خدا کی جانب سے جھوٹ کہا گیا۔

الحاصل جیسے آیت میں مقام رسل کو ان توجیہات کے ذریعے بچایا گیا۔ اسی طرح حدیث زیر بحث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کذب کے الزام سے توجیہ کے ذریعے بچایا جائے گا تو حدیث کا معنی یہ ہو گا "کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کبھی بات کرنے میں خطا اور چوک نہیں ہوئی بجز ان تین مواقع کے کہ یہاں ان کو صاف بات کہنے پر قدرت نہ رہی تھی" تو توریہ کیا جو شرعاً جائز ہے بلکہ بعض مواقع میں ضروری ہے۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

اس تشریح کی روشنی میں نہ حضرت ابراہیمؑ مجرم اور درود سے محرومی کے حق دار بنے، نہ امام بخاری مورد آیت لعنت ہیں یہ دونوں چیزیں سائل شیعہ کو نصیب ہوں جو انبیاء و مومنین کی بدگوئی سے اپنا ایمان برباد کر رہا ہے۔

س ۱۸۱ تا ۱۸۳: امام بخاری و محدثین کے نزدیک آیت "انک لا تھدی"

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابوطالب کے کفر کی دلیل ہے اور اہلِ سنت میں مشہور ہے کہ یہ آیت جبریلؑ سے حضرت ابوبکرؓ نے خود سُنی تو کیا ابوبکرؓ نے کسی بھی روایت و کتاب میں اس کا شانِ نزول حضرت ابوطالب سے بیان کیا ہے ؟

ج : حضرت ابوبکرؓ کی اہلیت اور قرآن دانی کا تو آپ نے اقرار کر لیا۔ جب شیعہ تفسیروں میں امام جعفر صادق حضرت علیؓ اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ کی زبانی اس آیت کا نزول حضرت ابوطالب کے حق میں ثابت ہو چکا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے تو ضروری نہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہی ہم تک پہنچے تب مانیں۔ پھر شانِ نزول بیان کرنے کا موقع و محل ہوتا ہے چونکہ صدیقِ اکبرؓ کے عہد میں ابوطالب کے ایمان کا کوئی قائل نہ تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی آیت کا شانِ نزول جتلانے کی نوبت نہیں آئی۔

س ۱۸۴ : حضورؐ کا حضرت عثمانؓ سے فرمانا: "اگر میری ستر بیٹیاں ہوتیں اور تیری بیوی فوت ہوتی تو میں تجھے اپنی بیٹی دیتا جاتا" تہذیبِ حاضرہ کے خلاف ہے ؟

ج : روایت کا حوالہ آپ نے نہیں دیا ہم نے بھی سنی نہیں۔ سنداً کچھ کہہ نہیں سکتے ایسی بات بالفرض کہی جاتی ہے — اس میں داماد کے اعلیٰ حسنِ اخلاق اور بہترین معاشرت کا اعتراف ہے۔ جب بیٹیاں یکے بعد دیگرے شرعاً دینی درست ہیں تو موجودہ تمدن سے مقابلہ کر کے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائز بات میں کیڑے نکالنا کہاں کی تہذیب و شرافت ہے اگر شیعہ روایات کے مطابق حضرت علیؓ خود حضورؐ سے فاطمہؓ کا رشتہ طلب کریں خلافِ حیا نہ ہو تو اگر حضرت عثمانؓ کی دوسری بیوی فوت ہونے پر بالا الفاظ میں حضورؐ اس کی دامادگی کی تعریف کریں تو حیاء کے خلاف کیسے بات ہوئی ؟ (فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ)

س ۱۸۵ : شیخینؓ کے گھر آنے پر تو حضورؐ اپنا کپڑا درست نہیں کرتے تھے۔ مگر عثمانؓ کے آنے پر درست کر لیتے اور فرماتے: "میں اس سے کیوں حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں"۔ خسر سے تو حیا نہیں، داماد سے حیا ہے۔ کوئی بے شرم و بے حیا ہی ایسا کرے گا ؟

ج : پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حیائی اور بے شرمی کا طعن کرنے والے رافضی

www.sirat-e-mustaqeem.com

دارین میں ایمان اور شرم وحیائے سے محروم دوزخ کا ایندھن ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ مرد کا اصل ستر ناف تا گھٹنا ہے یہ حصہ کبھی آپؐ کا ننگا نہیں ہوتا تھا۔ ٹخنوں سے گھٹنوں تک کبھی کھلا ہوتا تو شیخین رضؓ آجاتے ہم عمر اور بار بار آمد پر بے تکلفی کی وجہ سے کسی کی طبیعت پر گرانی نہ ہوتی تھی مگر حضرت عثمان رضؓ انتہائی شرمیلے تھے وہ اس حالت میں اندر آنے سے جھجکتے تھے مزاج شناس پیغمبرؐ ان کا خاص لحاظ کرتے اور کرتہ پہن لیتے یا چادر پنڈلیوں پر سرکا دیتے۔ اب بھی شرفار لوگ اپنے ہم عمروں اور بے تکلف دوستوں سے لباس کے معاملہ میں وہ تکلف وحجاب نہیں کرتے جو اپنے بیٹیوں یا دامادوں اور ان جیسی عمر کے نوجوانوں سے کرتے ہیں اس مثال کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اب بھی ستر سے زائد بدن کو چھپانے میں آدمی ماں باپ کے سامنے اتنا تکلف نہیں کرتا جتنا جوان بیٹی یا داماد سے کرنے میں اسے ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ شیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو پابند لباس بنانے کے لیے شیخین رضؓ کو حضورؐ کا نسبتی باپ واجب الاحترام اور رشتہ دار بزرگ مان لیتے ہیں مگر انہی حضورؐ کے نسبتی باپ اور واجب الاحترام رشتہ داروں کو تبرا بکتے وقت ذرا بھی شرم وحیار کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

فریقین کی اہل بیت رضؓ سے روایات

س ۱۸۶ : سُنی کتب میں ائمہ اہلِ بیت کی روایات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کیا خانوادۂ رسُول کی حدیث معتبر نہیں ہیں ؟

ج : بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارے یہاں اہل بیت رضؓ کا اولین مصداق ازواج مطہرات رضؓ ہیں۔ ان سے ہزاروں حدیثیں مروی ہیں، تنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں۔ شیعہ چونکہ اہل بیت رضؓ صرف ۴ افراد کو مانتے ہیں۔ تو ان چاروں سے جتنا علم اور روایات نبوی ہم اہل سنت نے روایت کی ہیں، شیعہ نے ہرگز نہیں کی ہیں "مسند اہل بیت رضؓ" ہماری کتب حدیث میں سے ایک کتاب ہے تقریباً دو ہزار حدیثیں صرف اس میں موجود ہیں۔ آپ لوگ حضرت علی رضؓ کی فضیلت علمی پر جو کچھ بھی استدلال بشرائط

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے قطع نظر ناجائز طور پر کرتے ہیں۔ وہ ہماری ہی کتب کے مواد سے کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ہم کو حضرت علیؓ یا کسی فرد اہلِ بیتؓ سے بغض نہیں۔ البتہ ہم دیگر غیر اہل بیتؓ صحابہؓ رسولؐ کو بھی شاگردانِ رسالت اور دبستانِ نبوت کے تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں جو دُنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور فتوحات و تعلیم و تربیت سے شمعِ اسلام روشن کی۔ برّ و بحر اور شرق و غرب کو سمیٹنے والا دین صرف چار حضرات کی روایات کا پابند نہیں ہو سکتا۔ اور پھر سے شیعہ ہماری اہلِ بیتؓ سے مروی رِوایات کو مانتے ہی نہیں اور خود ہماری بہ نسبت ہم احصہ بھی ان سے رِوایت نہیں کیا۔ سب سے بڑا عالم حضرت علیؓ کو مانتے ہیں بھلا اپنی کتب سے آپ کے ایک سو معتبر شاگرد ہی ہمیں بتا دیں۔ دو چار صد مرفوع احادیث (عن علیؓ قال قال رسول اللہ ... الخ) ہی اپنی کتبِ اربعہ سے دکھا دیں۔ صحیفہ مرتضویؓ "نہج البلاغۃ" جو چند مواعظ اور ضرب الامثال کے سوا اپنے مخالفین کی بدگوئی اور شکایات سے لبریز ہے، سے ہی ایک سو مرفوع احادیث نبویہؐ بروایت علی المرتضیٰؓ دکھا دیں۔ چلیے ۴۰۔ ۵۰ کے مبارک عدد میں حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی رِوایت کردہ احادیث نبویہؐ دکھا دیں۔ دیدہ باید ہے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

لے دے کر شیعوں کے پاس ۹۵ ہزار احادیث جعفری و باقری ہیں نبوی نہیں اور جو ۵ ہزار منسوب الی الرسولؐ ہیں وہ بھی مرسل، منقطع اور ضعیف ہیں کیونکہ حضرت جعفر و باقرؒ نے آنحضورؐ اور اہلِ بیت صحابہؓ کو بھی نہیں دیکھا۔ پھر شیعہ ان اماموں کو حلال و حرام میں مختار، عالم لدنی اور مفترض الاطاعت مانتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ احادیث جعفری و باقری سے شریعت محمدیہؐ کو منسوخ یا باطل تو کیا جا سکتا ہے مگر شریعتِ محمدیہؐ ان سے ہرگز ثابت نہیں کی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ شیعہ تمام اصول و فروع میں اور کلمہ طیبہ پڑھنے سے دفن ہونے تک تقریباً ہر بات میں ملّتِ محمدیہ اور تلامذہ نبوت سے جُدا مذہب رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو فخریہ "ملّت جعفریہ" کہتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیاتِ فاطمہؓ میں حضرت علیؓ کا دوسری شادی کا پروگرام

س ۱۸۷ : کیا حضورؐ آپ کے نزدیک کتاب و سنّت کے خلاف کسی اُمتی کو مجبور کر سکتے ہیں ؟

ج : سنّت آپؐ ہی کے عمل کا نام ہے آپ ایک حاکم یا طبیب کی طرح سابق امر کے خلاف حکم دے سکتے ہیں۔ یا عام قانون کے برعکس کسی کو شخصی حکم یا مشورہ دے سکتے ہیں۔ (یہاں سائل نے حضرت علیؓ کو اُمتی مان لیا)

س ۱۸۸ : اگر کر سکتے ہیں تو ایسا نبی واجب الاطاعت نہیں کہ اپنی قانون شکنی کرتا ہے۔

ج : شیعہ کے لیے واجب الاطاعت نہ ہو اور شیعہ واقعی خاتم الشریعہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاطاعت نہیں مانتے۔ تبھی تو ثقلین قرآن و اہلِ بیت کو مانتے ہیں مگر حضرت علیؓ سمیت تمام صحابہؓ اور مسلمان آپؐ کو واجب الاطاعت جانتے ہیں۔

س ۱۸۹ : اگر نہیں کر سکتے تو معاذ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود غرض ہوئے کہ دوروں کی بیٹیوں پر تین تین سوکنیں جائز ہوں مگر اپنی بیٹی کے لیے شریعت تبدیل کر دیں ؟

ج : شیعی ذہن پر ہزار تعجب و افسوس ہوتا ہے کہ جو چیز سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت اور احترام و راحت پر دلیل ہے۔ اسے ردّ کر کے اُلٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کر رہا ہے اور حضرت فاطمہؓ کی اتنی تعظیم واقعی اہلِ سنّت کا خاصہ ہے اگر شیعوں کا بس چلتا تو نہ معلوم حضرت علیؓ کے گھر میں کتنی منکوحہ و غیر منکوحہ متعائی عورتیں جمع کر دیتے آخر حُبّ دار جو ٹھہرے ؟

واضح رہے کہ یہ دوسری شادی کا قصّہ ہمارا مشہور کردہ نہیں۔ ایک تاریخی حقیقت ہے اور کتب شیعہ سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو جلاء العیون ص ۱۵۰ ۔

اسی موقع پر آپؐ نے فرمایا : " فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس سے اس کو تشویش اور تکلیف ہو اس بات سے مجھے بھی تکلیف و پریشانی ہوتی ہے " جیسے شیعہ حضرت

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابو بکرؓ پر استعمال کرتے ہیں اور اس کا شانِ نزول ہرگز نہیں بتاتے۔ حکم دینے کی وجہ اگلے سوال میں ہے۔

س ۱۹۰ : ابو داؤد ج ۲ میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: "فاطمہؓ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے دین میں فتنہ نہ آجائے" اور فتنہ کو قرآن نے قتل و غارت سے کہا ہے۔ مفصّل روشنی ڈالیں۔

ج : یہی روایت حضرت علیؓ کو روکنے کی وجہ اور حکمت بیان فرما رہی ہے: "کہ میں خدا کے حلالوں کو حرام یا حراموں کو حلال تو نہیں کرتا تاہم میرا مشورہ یہ ہے کہ مجھے فاطمہؓ کے دین پر آزمائش کا خطرہ ہے کہ شیرِ خداؓ جیسے خاوند سے ناراض اور بدظن رہے گی دشمنِ خدا کی بیٹی کو سوکن اور چہیتی دیکھ کر غمگین اور پریشان رہا کرے گی جس سے اس کی عبادت میں خضوع اور لذّت جاتی رہے گی۔ خاوند کی خدمت میں کوتاہی کا بھی امکان ہے اور یہ سب چیزیں دین کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لیے اگر علیؓ فاطمہ بنت ابوجہل سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے۔ ورنہ میں اجازت نہیں دیتا۔ یعنی اس پر خوش نہیں ہوں۔" (الحدیث) پھر اسی سلسلہ میں بنوامیّہ میں سے اپنے داماد (ابوالعاصؓ بن ربیع زوجہ زینبؓ بنت رسولؐ جو حضرت خدیجہؓ کے بھانجے بھی تھے کی خوب تعریف کی: "کہ اس نے میری بیٹی کا خوب خیال رکھا۔ جو بات کہی سچ کر دکھائی۔ جو وعدہ کیا پورا کیا۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ کی قسم، رسولِ خدا کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ کبھی جمع نہ ہوں گی۔" (ابو داؤد ص ۲۸۳ ج ۱)

اس میں کوئی خود غرضی نہیں بلکہ فاطمہؓ کے دین و آرام کا تحفظ ہے اگر وہ خوش ہوتیں تو آپؐ کو یہ خطبہ دینے کی حاجت نہ تھی مگر بتقاضائے بشریّت و انسانیت جب فاطمہؓ خوش نہ تھیں تو آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو یہ مشورہ تلقین کیا اور یوں نہ کہا کہ نکاحِ ثانی تمہارے لیے حرام ہے یہ بالکل جائز معقول اور فطری بات ہے۔ اب بھی سینکڑوں خسر دینی بیٹی پر سوکن دلی رضائے سے پسند نہیں کرتے اور نکاحِ ثانی نہ کرنے کا مشورہ اور ترغیب دیتے ہیں اور یہ کوئی شرعاً و عرفاً معیوب بات نہیں کیونکہ دوسرا نکاح کرنا کوئی فرض تو نہیں ہے کہ نہ کرنے کا مشورہ دینا جرم ہو۔ ہاں یہ عیب و گناہ اس وقت ہو گا جب دوسری شادی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہو جائے اور والدین بیٹی کو خاوند کے گھر نہ بسنے دیں ، خاوند کی خدمت چھڑوائیں اور سوکن کو اس کے ذریعے تکلیف پہنچوائیں۔

س ۱۹۱ : پھر دخترِ ابو سفیان امّ حبیبہؓ فاطمہؓ کے ساتھ کیسے جمع ہو گئیں ؟

ج : بالا تقریر سے یہ بھی حل ہو گیا۔ کیونکہ حضرت امّ حبیبہؓ دخترِ دشمنِ خدا ہو کر حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جمع نہ ہوئیں کیونکہ آپؓ تو حضرت علیؓ کے گھر میں تھیں اور کبھی والد کے گھر آئیں تو سوتیلی والدہ کے ساتھ حقوق میں تو کوئی شرکت نہ تھی جو باعثِ نزاع یا حق تلفی ہوتا۔ لہٰذا یہ معارضہ بالکل غلط ہے۔

س ۱۹۳ : یہ بھی اسی سے حل ہو گیا کہ حضرت فاطمہؓ کی نازک مزاجی کا یہی تقاضا تھا کہ حضرت علیؓ اگر بخیالِ شیعہ معقول و جائز بات پر منشاءِ رسولؐ کے خلاف عمل کریں تو حضرت فاطمہؓ کی طرف سے ناراضگی یا کوتاہی کا میدان صاف کر دیا جائے۔ اس میں کوئی توہینِ رسولؐ اور عداوتِ علیؓ نہیں ہے بلکہ حضرت فاطمہؓ کا احترام ہے اور علیؓ کے عشقِ رسولؐ کا اظہار ہے کہ اپنی خواہش کو منشاءِ رسولؐ پر قربان کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکیم و دانا ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔ وللہ الحمد۔

س ۱۹۴ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاملہ گھر کی چار دیواری میں کیوں نہ سلجھایا جو شرفاء کا قاعدہ ہے ؟

ج : ہو سکتا ہے ایسا بھی کیا ہو۔ مگر بمصداق ؎

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

بات جب مشہور ہو گئی تھی اور بنو مغیرہ رشتہ دینے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے تو خطابِ عام سے اپنی ناگواری ظاہر کی تاکہ ان کے بھی حوصلے پست ہو جائیں۔ چنانچہ ابو داؤد میں یہ الفاظ ہیں کہ ہشام بن مغیرہ کے بیٹے مجھ سے اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی علیؓ بن ابی طالب کو بیاہ دیں۔ میں تو اجازت نہیں دیتا پھر نہیں دیتا، پھر نہیں دیتا… الخ

اور شیعہ روایت میں بھی ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کیا ہے … "کہ حضورؐ حضرت فاطمہؓ کو واپس لے کر حضرت علیؓ کے پاس مسجد میں آئے اور فرمایا : اے ابو تراب اٹھو

www.sirat-e-mustaqeem.com

تم نے بہت سے آرام کرنے والوں کو بے قرار کیا ہے۔ جاؤ ابوبکر و عمر اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ ان تینوں کو بلا لائے۔ تب حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ تم نہیں جانتے کہ فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے اور میں اس سے ہوں۔ جس نے اسے دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا۔۔۔۔ الخ (حیات القلوب ص 151/2)

(شیعہ کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو کسی شقی نے یہ خواستگاری دختر ابوجہل کی قسمیہ خبر دی تھی تب وہ روٹھ کر میکے گئیں اور حضورؐ نے خواص کے سامنے یہ خطبہ دیا مگر یہ حقیقت پوشی کی کوشش ہے) گھر کی چار دیواری میں بات سلجھائی تو بھی شیخینؓ اور طلحہؓ کو بلا کر فرمائی کیونکہ شادی فاطمہؓ کے یہی گواہ تھے۔

س ۱۹۵، ۱۹۶ : اگر دشمنِ خدا کی بیٹی کو اپنی بیٹی کے ساتھ نہ دیکھ سکتے تھے تو دشمنِ خدا کے کافر بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو اپنا داماد کیوں بنایا؟

ج : یہ بالکل مغالطہ ہے۔ دعویٰ نبوت سے قبل صغر سنی میں ان بیٹیوں کی نسبت یا عقد اپنے سگے چچا ابولہب کے بیٹوں کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور شرفار کے ہاں اتنی بات بھی نکاح کی طرح پکی بات سمجھی جاتی اور دوسری طرف سے انکار گویا طلاق سمجھی جاتی ہے۔ مگر دعویٰ نبوت اور اعلانیہ تبلیغ سے بدقسمت چچا بھڑک اٹھا اور بیٹوں سے ان رشتوں کا انکار کرا دیا جو ابھی تک رخصت ہو کر ان کے گھر گئی بھی نہ تھیں بلکہ نابالغہ تھیں تو نہ کافر داماد بنے نہ طبیعت پر گرانی آئی الطیبات للطیبین کے تحت وہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آ گئیں۔

حدیث قرن الشیطٰن کا مصداق

س ۱۹۲ [1] : حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب سے شیطان کا سینگ نکلنے کا کیا مطلب ہے؟

ج : بددیانتی سے شیعہ اس طعن کو بھی خوب اچھالتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عائشہ

---

[1] مضمون سے بے ربطی کی بنار پر اسے یہاں لکھا گیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا حجرہ اس وقت مسکن نبوی تھا اب مزار نبوی ہے۔ یہاں شیطان کا سینگ ہونا اور اس کا نکلنا ماننا صریح کفر ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ سمت ہے جس طرف حجرہ عائشہؓ تھا اور وہ مشرقی سمت تھی۔ دینِ اسلام اور مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فتنوں کی آپؐ نے پیشین گوئی فرمائی کہ وہ مشرق سے شیطان کے سینگ کی طرح طلوع ہوں گے۔ فرمانِ رسولؐ برحق ثابت ہوا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ابنِ سبا یہودی اور مالک اشتر وغیرہ اس کے یاروں کا ہے جو مدینہ سے مشرقی سمت واقع کوفہ سے اٹھا۔ ربیعہ اور مضر کے مکانات اسی سمت میں ہیں۔ پھر فتنہ ابنِ زیاد کا اُٹھا اور امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ پھر مختار ثقفی کا ہے جس نے دعویٰ نبوت کیا اور ۷۰ ہزار بیگناہ مسلمان قتل کیے پھر معتزلہ کا بصرہ سے اٹھنا، قرامطہ کا سواد کوفہ سے، خارجیوں کا نہروان سے دجال کا اصفہان سے نکلنا مسلمہ بات ہے۔ یہ سب مقامات مدینہ سے مشرقی سمت میں ہیں اور ابنِ عباسؓ کی روایت سے کتبِ شیعہ میں صراحت ہے۔ سر کفر کا اس طرف ہے اشارہ مشرق کی طرف کیا۔ جہاں ربیعہ اور مضر میں شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (از تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۹۶)

حضرت علیؓ پر اعتراض

س ۱۹۷: حضرت علیؓ نے تہجد سے انکار کیا۔ رسولؐ کو دکھ پہنچایا۔ ایسا شخص مسلم ہے یا غیر مسلم؟ (بخاری)

ج: اسے کہتے ہیں "پرائے شگون کی خاطر اپنی ناک کٹوانا" اب حضرت علیؓ کی فرضی برائیاں ہماری کتب سے نقل کی جارہی ہیں تاکہ شیعوں کو مناظرہ میں غلبہ ہو حالانکہ ان کو ڈوب مرنا چاہیئے تھا اور یہ دشمنِ علی سائل روایت نقل کرنے میں اپنے باپ سے خیانت و غداری کرنے میں بھی نہیں چوکا۔ آخر یہ لفظ کس عربی لفظ کا ترجمہ ہیں؟ "خدا کی قسم میں ہرگز نماز نہیں پڑھوں گا مگر جو کچھ اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے" یہ بہتانِ محض ہے جو بخاریؒ کو بدنام کرنے کی نیت سے حضرت علیؓ پر باندھا گیا۔

روایت کے الفاظ یہ ہیں: کہ امام زہری حضرت زین العابدینؒ سے وہ حسینؓ بن علیؓ

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے وہ علیؓ بن ابی طالب سے خبر دیتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہؓ بنت النبیؐ کے پاس آئے اور کہا کیا تم نماز نہیں پڑھا کرتے ہو؟ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے نفوس خدا کے ہاتھ میں ہیں پس وہ جب اٹھانا چاہے تو ہمیں اٹھا دیتا ہے ..... الخ

اس میں نہ نماز کے انکار کا ذکر ہے، نہ اس سے حضرت علیؓ کے غیر مسلم ہو جانے کا سوال ہے۔ مفہوم صرف یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حقیقتِ واقعہ ذکر کی کہ جب خدا اٹھا دیتا ہے تو تہجد پڑھ لیتے ہیں، نہیں اٹھاتا تو نہیں پڑھتے۔ بجائے خاموشی یا معذرت کے حضورؐ کے طبعِ سلیم پر یہ فوراً منطقی جواب گراں گزرا تب آپؐ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا پڑھتے ہوئے واپس ہوئے "کہ انسان سب سے بڑا دلیل باز ہے۔"

یہ حدیث تو سلسلۃ الذہب اہل بیتؓ کی سند سے ہے۔ شیعہ کو مان لینی چاہیے تھی۔ مگر شیعہ کے ہاں اہل سنت بہر صورت مجرم ہیں خواہ صحابہؓ سے روایت کریں یا اہلِ بیتؓ سے حقائق بیان کریں۔ (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِھِمْ)

حق چار یار
رضی اللہ تعالیٰ اجمعین

www.sirat-e-mustaqeem.com

حق چار یار
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

مطاعنِ قرآنی

یعنی

ایک سو سوال کی صورت میں قرآن کا انکار

یہ ایک حقیقت ہے کہ شیعہ دعویٰ اسلام کے باوجود قرآن کے منکر ہیں۔ اس پر مفصل و ضخیم کتابیں انھوں نے لکھی ہیں۔ قرآن کے الفاظ و معانی پر غیر مسلموں کی طرح اعتراضات کیے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں حکومتِ ایران نے تحریف سے بھرپور قرآن شائع کیا اور حکومتِ پاکستان نے اس پر پابندی لگادی۔ عیسائی بھی قرآن کے وحی الٰہی نہ ہونے پر شیعوں کے عقیدہ اور روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ (دیکھئے سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر)

www.sirat-e-mustaqeem.com
اس مسئلہ پر کچھ بحث ہم نے تحفہ امامیہ" اور "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں کر دی ہے۔ یہاں مختصراً انکار قرآن پر مشتمل سوالات کے جواب میں چیدہ چیدہ باتیں عرض کی جائیں گی۔

س ۱۹۸ : اگر مذہب سنیہ مدعی ہے کہ قرآن مجید اصلی ہے تو حدیث متواتر سے ثابت کرے کہ قرآن اصلی ہے۔ حالانکہ بلاشک قرآن مجید اصلی کتاب ہے۔

ج : شیعہ بلاشک کہہ کر جھوٹی بات ہی بتاتے ہیں۔ قرآن (از الحمد تا والناس تیس پارے) کو شیعہ اگر اصلی کتاب مانتے تو اسے بے اعتبار اور غلط بتانے کے لیے ۱۰۰ - ۱۰۰ سوالات کیسے گھڑتے اور "الفصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب" جیسی کتابیں کیوں لکھتے؟ جو ابوالحسن نوری طبرسی ایرانی نے لکھی ہے۔

اہلِ سنت کی کتبِ حدیث میں "باب فضائل القرآن"، "ابواب القرآن" وغیرہ کی وہ سینکڑوں احادیثِ نبوی جو لفظاً و معناً متواتر ہیں۔ یہی بتا رہی ہیں کہ قرآن اصلی ہے نقلی اور جعلی نہیں ہے۔ چند ملاحظہ ہوں:-

۱۔ لوگو! فتنوں کے زمانہ میں قرآن کے ذریعے بچ سکو گے۔ اللہ کی کتاب میں اگلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں۔ تمہارے اختلافات کے فیصلے ہیں۔ حق و باطل کے درمیان فیصل ہے۔ دل لگی اور مزاح کی بات نہیں ہے جو جبار اسے چھوڑے گا، اللہ اسے توڑے گا جو اس کے بغیر ہدایت طلب کرے گا خدا اسے گمراہ کرے گا۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے ذکر حکیم ہے اور صراطِ مستقیم ہے ... الخ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۸۶)

۲۔ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: اے لوگو! تمہارے درمیان ایک چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کو مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ خدا کی کتاب ہے پس اسے مضبوط تھام لو۔ (شیعہ کتاب حیات القلوب ص ۵۳۶/۲)

(کتبِ اہلِ سنت میں یہاں سنت کا بھی ذکر ہے۔ شیعہ کتب میں ولایت علی یا تمسک بر اہلِ بیت کا بھی ذکر نہیں ہے۔)

۳۔ بخاری شریف میں کتاب فضائل القرآن میں ایک باب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن وہی چھوڑا جو دو گتوں کے درمیان ہے۔ پھر روایت ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ معقل نے حضرت ابنِ عباسؓ سے پوچھا کہ حضورؐ نے کچھ چھوڑا ؟ تو حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا دہی چھوڑا جو دفتین میں ہے۔ محمد بن حنفیہ بن علیؓ سے ہم نے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ قرآن دو گتوں میں چھوڑا۔ ایک اگلی روایت میں ہے :

اوصٰی بکتٰب اللّٰہ ۔ (بخاری صـ۷۵۱/۲۶) حضورؐ نے کتاب اللہ کے متعلق تاکید و وصیت فرمائی۔

یہ سب روایات دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دو گتوں کے درمیان (از الحمد تا والنّاس)، کو قرآن اصلی اپنا ترکہ بتا رہے ہیں اور اسی کی تاکید و وصیت فرما رہے ہیں اور یہ تعبیر صحابہ کرامؓ کی زبان سے ہے۔ ورنہ عہدِ نبوت میں گتوں کی جلدیں نہ تھا۔

س ۱۹۹ : حدیث متواتر بتلایئے کہ حضورؐ نے قرآن منزل لکھوایا تھا اور اسی ترتیب سے لکھوایا تھا جس طرح نازل ہوا تھا اور جس طرح کہ موجود ہے ؟

ج : موجودہ ترتیب لوحِ محفوظ کی ترتیب ہے مگر نزول بواقعات اور ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا ہوا۔ جب کوئی سورت یا آیت اُترتی تو آپؐ کاتبینِ وحی و قرآن کو بتا دیتے تھے کہ اس سورت یا آیت کو فلاں سورت یا آیت سے پہلے یا بعد لکھ دو۔ پھر اسی ترتیب سے یاد کرواتے اور نمازوں میں پڑھتے۔ دونوں ترتیبوں کی وضاحت اتقان میں موجود ہے۔ اسی کی حفاظت کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ؐ اور وہی پورا امت کے پاس موجود ہے۔

س ۲۰۰ : اتقان میں ہے کہ سب سے پہلے قرآن ابوبکرؓ نے جمع کیا۔ ثابت ہوا کہ حضورؐ نے جمع نہ فرمایا ؟

ج : حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا جمع صدری اور ترتیبی تھا۔ یعنی موجودہ ترتیب سے لوگوں کو قرآن حکیم یاد کرواتے رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عہدِ نبوی کی تحریرات اور حافظوں کی شہادت سے یکجا کتابی شکل میں جمع کیا۔

س ۲۰۱، ۲۰۲ : کیا زید دو عادلوں کی گواہی کے بغیر کوئی آیت نہیں لکھتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ان کو فرمانِ رسولؐ بھول گیا تھا، "اصحابی کالنجوم" میرے صحابی ستارے اور عادل ہیں ؟

ج : قرآن کی عظمتِ شان کی خاطر گواہوں کی پابندی لازم کی۔ عادل اور نیک تو سبھی تھے مگر تحریری ثبوت اور اس پر گواہی قائم کرنے سے خطار و غلطی کا امکان جاتا

www.sirat-e-mustaqeem.com

رہا جیسے اب بھی پریسوں میں قرآن کی پروف ریڈنگ بار بار ماہر علماء و حفاظ سے کرائی جاتی ہے۔

س ۲۰۳ : بھی اس تقریر سے کافور ہو گیا کہ عدالتِ صحابۂ کرامؓ پر شبہ نہیں، اہتمام قرآن مقصود ہے۔

س ۲۰۴ : زید جب خود حافظ تھے تو پھر دو گواہوں سے کیوں پرکھوایا ؟

ج : بلا شک حافظ تھے۔ عہدِ نبویؐ میں کاتب تھے اور انصار کے ۴ بڑے جامعینِ قرآن سے تھے۔ (بخاری)، تاہم وہ جمع و حفظ کی نسبت صرف اپنی طرف نہیں کرانا چاہتے تھے۔ انھوں نے بر سرِ عام ہر ایک حافظ و قاری سے رابطہ قائم کر کے بڑی ذمہ داری سے قرآن کو کتابی شکل میں مدون کیا۔

س ۲۰۵ : کیا ابو بکرؓ حافظ نہ تھے۔ انھوں نے خود کیوں نہ لکھوایا ؟ ورنہ دو گواہوں کے عادل ہونے کی کیا گارنٹی ہے ؟

ج : خود بھی حافظ تھے۔ (تہذیب نوویؒ و تاریخ الخلفاء ص۱۴۱) مگر حاکم و سربراہ ایسے کام اپنی نگرانی میں ماتحت ذمہ داروں سے ہی کرواتا ہے اور شہادت کے اصولِ عام کے تحت ایک صاحب کی تحریر، دو گواہوں کی گواہی اور پھر دیگر حافظوں سے تصدیق گارنٹی کی مکمل ضمانت ہے۔

س ۲۰۶ : جب خزیمہ بن ثابتؓ والی آیت ایک گواہ سے ثابت ہوئی تو طریقہ جمع محفوظ کیسے ہوا ؟

ج : اسی روایت میں وجہ مذکور ہے کہ حضورؐ نے ان کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا تو حفاظت و شہادت کا نصاب پورا ہو گیا۔

س ۲۰۷ : کیا عمرؓ، زیدؓ، خزیمہؓ عادل ہیں ؟

ج : تینوں عادل ہیں۔ صرف ان کا دشمن تبرائی غیر عادل اور ظالم ہے۔

س ۲۰۸ : حضرت عمرؓ آیت رجم لائے۔ زیدؓ نے تحریر نہ کی کہ عمرؓ تنہا تھے عمرؓ پر اعتبار نہ کرنا جائز ہے ؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : حضرت زیدؓ نے اصولِ شہادت کو اپنایا۔ یہی قرآن کا حکم ہے کہ دو گواہ بناؤ جیسے حضرت قاضی شریح نے حضرت علیؓ جیسے سچے کا دعویٰ قبول نہ کیا۔ حسنؓ اور امّ ایمن جیسے سچے گواہ قبول نہ کیے کہ وہ شہادت کا معیار نہ تھے بالآخر دعویٰ خارج ہوا اور یہودی اسلام کی یہ اصول پرستی دیکھ کر مسلمان ہُوا۔ جیسے قاضی شریح کے نزدیک فی نفسہٖ حضرت علیؓ و حسنؓ بے اعتبار اور غیر عادل نہیں اسی طرح زیدؓ کے ہاں حضرت عمرؓ، خزیمہؓ غیر عادل نہیں تعجب ہے کہ جمع قرآن میں اس محنت اور اصول پرستی کو دیکھ کر کافر تو مسلمان ہو جاتے ہیں مگر رافضی دشمنِ صحابہؓ و قرآن۔ کتاب اللہ پر تابڑ توڑ حملے کرتا ہے۔

س ۲۰۹ : جمع قرآن کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

ج : مفصّل وجہ ہم سنّی کیوں ہیں ؟ ۱۵۱ تا ۱۵۵ دیکھیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جمع ہونے سے اصلی شکل میں آیا جسے حقیقتہً کتاب اللہ کہا جائے۔ (وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ) اب وہ تحریف اور دست برد سے محفوظ ہو گیا۔ ورنہ احادیث کی طرح یہودی اور مجوسی نمائندے الگ الگ صحیفے اور سورتیں بناتے پھرتے جیسے شیعہ ان کی ترجمانی کرتے ہیں پھر ناکام ہو کر قرآن اور جامعین قرآن پر لعنت پیٹتے ہیں۔

س ۲۱۰ تا ۲۱۲ : کیا حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) آیت رجم کو جزوِ قرآن مانتے تھے؟ تو انھوں نے اسے قرآن میں داخل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ ورنہ کیا غیر قرآن کو قرآن میں داخل کرنا چاہتے تھے یا قرآن سے ناواقف تھے ؟

ج : یہ آیت نازل ہوئی تھی اور سنّی شیعہ کے اتفاق سے اب بھی رجم محصن کا حکم قرآنی باقی ہے مگر اسے منسوخ عن التلاوت کر دیا گیا تاکہ اس کی سختی اور شناعت نظروں سے اوجھل رہے۔ صرف ضرورت پر کام لیا جائے۔ اب بھی قانون کی کئی خاص جزئیات عوام سے مخفی رکھی جاتی ہیں۔

حضرت عمرؓ جزوِ قرآن مانتے تھے مگر نسخِ تلاوت کی آپ کو اطلاع نہ تھی اس لیے لکھوانا چاہتے تھے مگر جب شہادتِ دوم نہ ملی اور حکمتِ خداوندی سے نسخِ تلاوت کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہی دلیل ظاہر ہوئی کہ نہ کسی کو یاد ہے نہ تحریر ہے، تو نہ لکھی گئی۔ حضرت عمرؓ اتنے بے اصول نہ تھے کہ اپنی طاقت اور منشائے سے قرآن میں حک و اضافہ کرتے۔ صرف خطبات میں لوگوں کو تنبیہ کرتے رہتے تھے کہ رجم حکم قرآنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہم نے اس پر عمل کیا۔ کوئی اسے غیر قرآنی جان کر چھوڑ نہ دے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے حاشیہ قرآن میں لکھ دیتا۔ تاکہ کوئی غلط فہمی میں نہ پڑے (جیسے عصر حاضر میں پرویزی اور تجدد زدہ پڑ گئے ہیں، مگر اب ضرورت نہیں کہ یہ تنبیہ اور روایت در روایت رہنمائی کرتی رہے گی۔)

س ۲۱۳ : کیا حضرت علیؓ کو قرآن کا علم حاصل تھا؟

ج : یقیناً تھا۔ کیونکہ وہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (وہ پیغمبر ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی اور بے خبری میں تھے۔ آل عمران) کے عموم میں سب صحابہؓ کے ہم کلاس اور شاگرد رسول تھے۔ شیعوں پر ہزار افسوس ہے کہ وہ نادان دوستی میں حضرت علیؓ کو قرآن میں بھی شاگردِ رسول نہیں مانتے بلکہ پیدائشی عالمِ لدنی، تورات و انجیل و قرآن کا حافظ مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (جلاء العیون ص۱۸۰ حالات علیؓ)

ہوئے تم دوست جس کے — دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

س ۲۱۴ تا ۲۱۶ : کیا زیدؓ اور حضرت ابوبکرؓ نے جمع قرآن میں حضرت علیؓ سے مشورہ لیا۔ اگر لیا تو وہ کیا تھا؟ اگر نہیں لیا تو وجوہات سے آگاہ کریں۔

ج : کسی شخصیت کے نام سے ہی پارٹی بازی اور تشیع گناہ ہے جو اسلام میں نزاع کی جڑ اور بدترین جرم ہے۔ رسولِ خدا کو ایسوں سے ذرا تعلق نہیں۔ (اعراف پ۸)

ایک کام جب خلیفہ وقت ذمہ دار کمیٹی کے اہتمام سے کروا رہے ہیں اور اس سے کوئی صحابی اختلاف نہیں کرتا تو یہ سوال اٹھانے کی کیا ضرورت ہے کہ فلاں فلاں عالم و بزرگ سے کیوں مشورہ نہ لیا گیا اگر علیؓ سے بھی لیا جاتا تو کوئی منافق پھر سوال اٹھا دیتا کہ ترجمان القرآن عبداللہ بن عباسؓ سے کیوں نہ لیا گیا؟ اقرار الصحابہ ابی بن کعبؓ کو کیوں شامل

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہ کیا گیا؟ ابن مسعودؓ وغیرہ سے کیوں نہ پوچھا گیا؟ عثمانؓ کو شریکِ کار کیوں نہ بنایا گیا؟ یہ تشیع اور اشخاص کے نام سے دھڑے بندی کہیں رک سکتی تھی؟ معاف کیجئے! سب صحابہ کرامؓ اس مسئلہ میں متفق اور ہمزبان تھے کسی کو اس کمیٹی کے افراد سے اور جمع کے طریق کار سے اختلاف نہ تھا۔ نہ ان کی علمیت و بزرگی پر شبہ تھا۔ لہٰذا حضرت علیؓ سے مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ الاتقان کی ایک روایت بتاتی ہے کہ منجملہ اور صحابہؓ کے حضرت علیؓ نے بھی جمع قرآن کا خود مشورہ دیا تھا۔ جسے صدیقِ اکبرؓ نے قبول کر کے جمعِ قرآن کی کمیٹی بنا دی۔

اگر آپ "وجوہات" سے آگاہی چاہتے ہیں تو شیعی اصول پر، نقلِ کفر کفر نہ باشد، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو مسلسل حفاظ کے شہید ہونے کی وجہ سے اس قرآن کو جمع کرنے کی ضرورت تھی جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو پڑھایا اور حفظ کرایا تھا جبکہ حضرت علیؓ کا اس قرآن سے تعلق ہی نہ تھا، نہ انھوں نے لکھا پڑھا تھا بلکہ وہ تو باعتقادِ شیعہ ایک اور قرآن کو چالو کرنا چاہتے تھے جو ان کو پیدائشی یاد تھا اور جس میں تمام امتِ محمدیہ کی تکفیر و گمراہی، امہات المؤمنینؓ کو گالیاں، صحابہ کرامؓ اور بناتِ طاہراتؓ کے ایمان اور نسب پر حملے اور متعہ جیسی فحاشی وغیرہ کی تعلیم تھی تو تلامذۂ نبوت، صحابۂ رسولؐ کیسے اس حافظِ قرآن سے مدد لے کر صداقتِ اسلام، نبوتِ محمدیؐ اور حقانیتِ قرآن کو اپنے ہاتھوں ہی ذبح کر کے دفن کر دیتے۔ (معاذ اللہ)

س ۲۱۷: جو قرآن حضرت ابوبکرؓ اور زیدؓ نے جمع کیا اس کی ترتیب وہی تھی جو آج ہے۔

ج: وہی ہے۔

س ۲۱۸: اگر یہی ترتیب تھی تو ابوالحسن نے شرح بخاری میں یہ کیوں لکھا ہے "کہ آیتوں اور سورتوں کی ترتیب نہ تھی"

ج: ابوالحسن نامی شارح بخاری ہمیں معلوم نہیں۔ ان کی بات نادرست ہے۔

س ۲۱۹: عہدِ نبوت میں جب قرآن متفرق تھا مرتب نہ تھا تو حضورؐ نے قرآن امت کو پہنچانے کا فرضِ منصبی ادا کیوں نہ کیا؟

ج: آپ کے اعتراضات قرآن، صحابہؓ، خلفاءؓ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر گھوم پھر کر ان کو رُوند رہے ہیں جیسے گٹائی کے بعد گندم گاہی جاتی ہے اور ماشاء اللہ مسلمان بھی بنے پھرتے ہیں: "ہم سُنی کیوں ہیں" میں بتایا جا چکا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو قرآن یاد کرایا۔ کتابت بھی کرائی مگر جس ترتیب سے یاد کرایا اس ترتیب سے یکجا کتابت نہ کرائی کیونکہ آئے دن اضافہ ہو رہا تھا اور کچھ آیتیں منسوخ بھی ہو جاتی تھیں۔ آخری آیت تکمیلِ دین حجۃ الوداع کے موقع پر یا آیت سُود وفات سے چند دن قبل نازل ہوئی تھی۔ اب حضورؐ کو اتنی فرصت نہ ملی کہ تکمیل کے بعد دوبارہ ایسے مرتب لکھواتے کہ منسوخ آیات سے پاک ہوتا۔ اب قدرتی لحاظ سے یہ کام جانشینِ پیغمبرؐ کو ہی کرنا تھا جس کے شیعہ دشمن بنے ہوئے ہیں تو منصبِ نبوت میں کوتاہی کے ناپاک شیعی الزام سے حضرت رسولؐ پاک ہیں۔

س ۲۲۰ : آپ مذہب کی اساس اصحاب کو مانتے ہیں جو علم قرآنی سے واقف نہ تھے؟

ج : تلامذہ نبوت اور تعلیم نبوت ہی کو اساس مذہب مانتے ہیں۔ قرآن کی بارش ان کے سامنے جبل نبوت پر برستی اور اس سے ان کی ایمانی اور قلبی کھیتیاں سیراب ہوتیں وہ جاہل نہ تھے ان کے مرتبہ و مقام سے جاہل تبرّا باز کو جہالت نصیب ہو۔

س ۲۲۱ : فیض الباری میں قسطلانی کا قول ہے کہ حضورؐ نے مصحف کو جمع اس لیے نہ کیا کہ نسخ ہوتا رہتا تھا اگر جمع ہو کر پھر اُٹھایا جاتا تو اختلاف کی نوبت آتی۔ سوال یہ ہے کہ نسخ کا علم کس کو تھا؟

ج : یہ ساری روایت آپ کے شبہ کو حل کرتی ہے مگر قرآن دشمنی سے آپ اسے بھی نشانہ طعن بنا رہے ہیں۔ آنحضورؐ کو ناسخ کا علم پہلے ہوتا تھا پھر آپؐ صحابہؓ کو بتا دیتے تو وہ تلاوت چھوڑ دیتے۔ یوں قدرتی طور پر بھلا دی جاتی جیسے ارشادِ خداوندی ہے (فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) آپؐ ہمارا پڑھایا ہوا نہ بھولیں گے مگر جو اللہ بھلانا چاہے۔ اگر وہ باقاعدہ ترتیب وار کتابت کرا کر پڑھی جاتیں تو نہ بھولتیں اور شدید اختلاف ہوتا۔ حتیٰ کہ منسوخ آیات جزوِ قرآن بن جاتیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۲۲۲، ۲۲۳ : اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین (ان میں ایک کتاب اللہ ہے) اور عمرؓ نے کہا : حسبنا کتاب اللہ۔ (ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے)۔ جب کتاب مرتب ہی نہیں تو کیا چھوڑا اور کسے کتاب اللہ کہا ؟

ج : زندگی کے آخری دنوں میں یہ فرمایا اور ذہناً و حفظاً وہ مرتب و محفوظ تھا تو اس کے چھوڑ جانے اور کافی ہونے کا حوالہ بالکل درست ہے۔ قرآن نے بار بار کتاب اتارنے کا حوالہ دیا ہے (پ ۱-۸-۲۱) اَوَلَمۡ یَکۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡکِتٰبَ۔

س ۲۲۴، ۲۲۵ : جمع قرآن کا الہام پہلے حضرت ابوبکرؓ کو ہوا یا عمرؓ کو ؟ پھر ابوبکرؓ و زیدؓ نے اس الہامی خلیفہ پر اعتماد کر کے آیتِ رجم قبول کیوں نہ کی ؟

ج : حضرت عمرؓ کو جنگ یمامہ میں سات صد حفاظ و قراء صحابہؓ کی شہادت پر الہام ہوا۔ حدیث نبوی میں ہے کہ پہلی امتوں میں بھی ملہم من اللہ" ہوتے تھے میری اُمت میں ہوئے تو ان میں عمرؓ بھی ہوں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۵۶) آیتِ رجم قبول نہ ہونے کی وجہ بیان ہو چکی۔

س ۲۲۶ : حضرت علیؓ کو بھی الہام ہوا، ان کا جمع کردہ قرآن کیوں نہ لیا گیا ؟

ج : حضرت علیؓ صاحبِ الہام اور خلیفہ راشد تھے۔ مگر یہاں انھوں نے الہام کا کوئی دعویٰ نہ کیا۔" مدعی سست گواہ چست" نہ بنیے۔ "حضرت علیؓ قرآن جمع کر کے لائے مگر قبول نہ کیا گیا" یہی وہ گھڑنتو بات ہے جس پر غزا اکر آپ قرآن شریف کو نقلی اور جعلی محرف بتا کر ڈائنامیٹ کر رہے ہیں۔ بندۂ خدا ! ذرا انصاف و ایمان سے کہیے، اس افسانہ کا ذکر کس امام کی کتابِ حدیث، تاریخی تواتر، فقہاء کے کلام اور متکلمین کی ابحاث میں ہے۔ ۱۰۰ سوال کے تیر تو آپ نے قرآن پر چلا دیے ذرا دو مستند حوالے اسی بات پر آپ جمع کر دیتے تو غور کیا جاتا۔

س ۲۲۷، ۲۲۸ : کیا آپ کی رائے میں حضرت ابوبکرؓ کا جمع کردہ قرآن معتبر تھا یا نہ ؟

ج : یقیناً اسی پر تمام صحابہؓ اور امت کا اجماع ہے۔ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ ہم ہی محافظِ قرآن ہیں" والے خدا نے یہ بروقت کام اپنے نبیؐ کے جانشین سے لیا۔ تنہا یہی فضیلت آپؓ کو افضل الصحابہؓ قرار دیتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۲۲۹: اگر معتبر تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مروان نے یہی قرآن کیوں جلا ڈالا؟ (فیض الباری پ ۲) - ج: معتبر تھا تبھی تو اسی سے حضرت عثمانؓ نے مصاحف لکھوائے مروان نے اپنے عہد میں اس خدشہ سے معدوم کیا کہ کسی کو اختلاف کا وہم نہ ہو طباعت کے بعد مسودہ یا پلیٹوں کو ڈھونڈنا عجیب نہیں ہے۔

س ۲۳۰: حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ قرآن تین دفعہ جمع ہوا۔ پہلی مرتبہ حضورؐ کے سامنے، جواب دیں کہ عہدِ نبوت والے قرآن کو آپ قابلِ اعتبار سمجھتے ہیں؟

ج: یقیناً سمجھتے ہیں کیونکہ زیدؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پرچوں سے قرآن جمع کرتے تھے۔

س ۲۳۱: پھر اسی قرآن کی انقال کیوں نہ کر دی گئیں؟

ج: عہدِ صدیقی میں جن کاغذوں، پتھر کے ٹکڑوں، کھجوروں کی ٹہنیوں اور جانوروں کے چمڑوں وغیرہ سے حضرت زیدؓ نے جو آیات جمع کیں وہ حضورؐ کے سامنے ہی صحابہ کرامؓ نے لکھی تھیں۔ ان کو ہی نقل کر کے مجموعہ مرتب کیا گیا یعنی امام حاکم کی روایات کے مطابق جمع قرآن کے تین دور تھے۔ پہلی مرتبہ وہ جب تازہ وحی آتی اور حاضرین ہر قابلِ کتابت چیز پر لکھ لیتے تھے مگر وہ اپنی یادداشت کے طور پر لکھتے تھے جیسے آج بھی استاذ کے فرمودات قلمبند کیے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے سامنے تدوین یا قطعہ آیات تیار کر کے دوسروں کو پڑھانا مقصود نہ ہوتا تھا۔ اِلّا ما شاءَ اللہ! حضرت زیدؓ انہی چیزوں سے کوئی سورت بھی حسبِ ضرورت جمع کرتے تھے۔ صدیق اکبرؓ کے عہد میں باقاعدہ از الحمد تا والناس حفظ کی خاص ترتیب سے تمام اشیاء سے قرآن نقل کیا گیا اور کتابت پر کم از کم دو گواہ قائم کیے گئے اور پورا قرآن مرتب کر کے بیت المال میں محفوظ رکھ لیا گیا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کے عہد میں اشاعتِ قرآن کی دور دراز تک ضرورت سامنے آئی اور اختلاف الفاظ سننے میں آیا تو اسی مصحف کی چھ نقلیں ایک کمیٹی سے مزید کروائیں اور بڑے بڑے صوبوں میں پھیلا کر مزید نقلیں کروائی گئیں جیسے آج کل پرنٹنگ پریس سے کام لیا جاتا ہے۔

گویا آج کی اصطلاحی زبان میں عہدِ نبوی کا جمع ایک مسودہ کی شکل تھی۔ عہدِ صدیقی کا جمع خوشنویس کی کتابت کی شکل تھی اور عہدِ عثمان کا جمع اور اشاعت۔ پرنٹنگ پریس کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

خدمت وطباعت تھی۔

س ۲۳۲ : بھی ختم ہو گیا کیونکہ عہد نبوی میں لکھے ہوئے مستند اوراق ماخذ بنے۔

س ۲۳۳ : احزاب کی ایک آیت بروایت بخاری حضرت عثمانؓ کے عہد میں شامل کی گئی کیوں ؟

ج : اس کا مطلب یہ نہیں کہ فی نفسہٖ یہ آیت رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ .... الخ قرآن سے کم تھی اور لوگ اسے پڑھتے سناتے نہیں تھے۔ بلکہ وہ مکتوب شکل میں کسی کے پاس نہ مل سکی اور درج ہونے سے رہ گئی۔ پھر جب عہدِ عثمانؓ میں مصاحف کی کتابت شروع ہوئی تو حضرت زیدؓ کو یہ آیت یاد تھی۔ تفتیش وتلاش جاری رکھی تا آنکہ خزیمہؓ بن ثابت کے ہاں تحریراً مل گئی تو شامل کی گئی۔ اس آیت کے علیحدہ ذکر سے یہ حصر بتلانا مقصود ہے کہ قرآن کی ہر آیت باقاعدہ تحریری ثبوت اور گواہوں کی شہادت سے۔ تائید حفاظ کے علاوہ۔ ثبت کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی ہر آیت قطعاً قرآن ہے نہ کوئی آیت کم ہوئی ہے اور نہ زیادہ کی گئی ہے۔ اب اگر صحابہؓ کے اس اہتمام جمع اور حفاظت قرآن پر۔ جو اِنَّ علینا جمعہ و قرآنہ (پھر ہمارے ذمے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہے) کی عملی اور الیفائے عہد کی شکل ہے۔ کسی کو اعتبار نہیں۔ تو اس کے معتبر ماننے کی اور کوئی شکل نہیں وہ قرآن سے اور اس پر ایمان وعمل سے بدستور محروم رہے گا جیسے شیعہ کا وجود خود گواہ ہے۔

س ۲۳۴ : بخاری میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حفصہؓ سے مصحفِ صدیقی منگوا کر قرآن کمیٹی کو حکم دیا کہ اس کے متعدد نسخے لکھوا گر کسی آیت میں اختلاف پاؤ تو اسے لغتِ قریش میں لکھنا۔ کیا حضرت عثمانؓ اس قرآن کو مستند اور اختلاف سے پاک اعتقاد نہیں کرتے تھے ؟

ج : یہاں قرآن میں اختلاف یا غلطی ہونے کا تصور نہیں بلکہ رسم الخط اور کتابت کا فرق مراد ہے۔ یعنی کسی لفظ کی کتابت میں اختلاف ہو تو قریشی زبان والے رسم خط اور لہجہ میں لکھنا کیونکہ ان کی ہی زبان میں اُترا۔ چنانچہ ایسا ہی انھوں نے کہا۔ تو اب جو لکھا

www.sirat-e-mustaqeem.com

گیا وہ قرآن لغت قریش پر لکھا گیا جس پر اوّلاً اترا تھا۔ باقی لغات میں ادائیگی یا کتابت کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر اختلاف سے پاک رکھنے کے لیے اس اجازت کو نظر انداز کیا گیا۔

س ۲۳۵ : اگر جمع شدہ قرآن صحیح و مکمل تھا تو کمیٹی کیوں تشکیل دی گئی ؟

ج : مکمل تھا متعدد نسخے تیار کرنے کے لیے کاتبوں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

س ۲۳۶ : کیا حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے یہ خدمت لینے کی سعی فرمائی ؟

ج : نہیں ! یہ کام چھوٹے لوگوں کے مناسب سمجھا گیا۔ حضرت علیؓ تو عثمانؓ کے وزیراعظم تھے اس مشورہ میں شریک تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے خود فرمایا : "لوگو! عثمانؓ نے یہ کام ہمارے مشورے سے ہی کیا ہے اور اگر ان کی جگہ میں خلیفہ ہوتا، تو اسی طرح کرتا۔ (تاریخ الخلفاء، فتح الباری)

س ۲۳۷ بھی اس سے حل ہو گیا کہ اگر عثمانؓ کے اس عمل سے علیؓ کو اختلاف ہوتا تو برملا اظہار کرتے۔ وزارت سے استعفیٰ دیتے۔ پھر اپنے پنجسالہ دورِ خلافت میں قرآن کی نئی تدوین اور اشاعت فرماتے۔

س ۲۳۸ : کیا حضرت عثمانؓ حافظِ قرآن تھے ؟

ج : جی ہاں ! ایک رات میں ایک یا دو رکعتوں میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء)

س ۲۳۹ : اگر تھے تو جمع قرآن میں خود اپنی خدمات کیوں پیش نہ کیں ؟

ج : خلیفہ ہر کام خود نہیں کیا کرتا۔ اپنی نگرانی میں کرواتا ہے۔ خود حفظ کی وجہ سے مسودہ دے سکتے تھے مگر آپ جیسے لوگ اسے مداخلت قرار دیتے اور حکومت کا بناوٹی قرآن مشہور کرتے۔

س ۲۴۰، ۲۴۱ : درج بالا سوالات کی موجودگی میں آپ قرآن کو اصحاب کا متفقہ کیسے کہتے ہیں ؟

ج : یہ سب سوالات بوگس اور بغضِ قرآن کا آئینہ ہیں تمام صحابہؓ اسی بین الدفتین از الحمد تا والناس قرآن کے قرآن ہونے پر متفق تھے اور یہی تواتر کی دلیل ہے۔

س ۲۴۲ تا ۲۴۵ : کیا صحابہؓ کا اختلاف باطل چیز ہے ؟ پھر بتائیے کہ ان کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

مصاحف باطل تھے یا نہیں۔ پھر باطل پر ایمان رکھنے والا بے دین ہوگا یا نہیں۔ اگر اختلاف صحابہؓ برحق تھا تو پھر بتایئے اس حق کو عثمانؓ نے کیوں مٹایا؟ پھر مٹانے والا راشد کس طرح ہوا؟

ج: صحابہؓ کا اختلاف در قرآن تسلیم ہی نہیں۔ ان کے مصاحف بھی باطل نہ تھے۔ البتہ بعض حضرات کے مکتوبہ بیاضات، جن کو مصاحف کہا جا رہا ہے۔ ایسے تھے کہ وہ مکمل نہ تھے اپنی یادداشت کے لیے مشکل الفاظ کے فٹ نوٹ۔ معانی اور تشریحات نبوی بھی ساتھ لکھ دی تھیں۔ بعض کے پاس منسوخ آیات بھی تھیں۔ بعضوں کی ترتیب نزولی تھی۔ اب ان انفرادی مسودات کے مقابل وہ مجموعہ یقیناً جامع و مکمل تھا۔ جو ایک کمیٹی نے خاص شرائط اور اہتمام کے ساتھ جمع و مرتب کیا اور صدری حفظ کے مطابق تھا۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ نے اس سے مزید نقلیں کرا کر اسلامی ممالک میں پھیلا دیں۔ باقی سب کو مٹا دیا تاکہ وہ غیر قرآن سے مخلوط ہونے کی وجہ سے آئندہ اختلاف کا سبب نہ جائے اور یہ کام یقیناً راشد بلکہ امر برحق تھا۔ کیونکہ ابتداءً چند اختلاف کرنے والے صاحبان صحائف نے بھی پھر اس سے اتفاق کیا۔ اب موجودہ قرآن پر ایمان ہی برحق ہے اس کے برعکس کسی کی قدیم مرجوع ذاتی رائے کو اچھالنا اور قرآن کو مشکوک جتلانا کسی زندیق و بے ایمان شخص کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

آج بھی اہم مسائل پر قومی اسمبلی میں وزارتِ قانون میں یا ہائی کورٹ وغیرہ میں کسی مسئلہ پر اختلاف آراء، یا ردّ و قدح ہوتی ہے مگر جب فیصلہ طے ہو جائے تو اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر کوئی اختلاف کرے یا فیصلہ غلط بتلائے تو ملکی اور قومی مجرم سمجھا جاتا ہے جو کبھی قوم و ملک کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ آج شیعہ اگر تدوینِ قرآن کے وقت بعض معمولی جزوی اختلاف کو ہوا دیتے اور قرآن کو غلط بتلاتے ہیں۔ کیا وہ کافر یا دشمنِ اسلام نہیں ہیں؟

س ۲۳۶، ۲۳۷: قرآن کو جلانا ثواب ہے یا گناہ؟ اگر ثواب ہے تو بے حرمتی قرآن پر احتجاج کیوں؟

ج: قرآن کو بے حرمتی کی نیت سے جلانا، روندنا گناہِ کبیرہ بلکہ کفر ہے جیسے شیعوں کے جلوس جب مسلمانوں کی مساجد پر حملے کرتے ہیں تو الماریوں سے قرآن نکال نکال کر جلاتے ہیں اور پاکستان میں بارہا ایسے واقعات ہوئے۔ پھر یا مسلمانوں کے انتقام

www.sirat-e-mustaqeem.com

کا نشانہ بنتے ہیں جیسے گزشتہ سال ۱۹۸۲ء کراچی کے فسادات، نیو کراچی میں ایک مسجد پر قبضے اور قرآن جلانے سے شروع ہوئے تھے۔ یا پھر بدشگلی کی ناگفتہ بہ موت مرتے ہیں۔

قرآن کی بے حرمتی پر احتجاج مسلمانوں کا حق ہے کیونکہ ان کی ہی مقدس ترین جان سے بھی عزیز کتاب ہے۔ چونکہ شیعہ کو اپنی یہ کارروائی معلوم ہے اس لیے احتجاج سے چڑتے ہیں سوال از خود یہ بات بتا رہا ہے کہ شیعہ کا قرآن پر ایمان نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

س ۲۴۸: اگر گناہ ہے تو تم تجبین گنہگار ہوئے یا نہیں؟

ج: صحابہؓ نے یا حضرت عثمانؓ نے ایسا ارتکاب نہیں کیا۔ انھوں نے تو صحیح قرآن کو مدوّن و محفوظ کر کے پھیلایا جو چیز حفاظت قرآن کی انتظامی حکمتِ عملی کے تحت جلائی گئی، وہ خالص قرآن نہ تھی بلکہ غیر قرآن سے مخلوط شدہ اوراق و بیاضات تھے۔ فتح الباری میں ہے کہ اہلِ سنت کے جلیل عالم قاضی عیاض نے یقین سے لکھا ہے کہ ان اوراق کو انھوں نے پہلے پانی سے دھویا تھا پھر مبالغۃً جلا ڈالا تھا تاکہ کچھ اثر باقی نہ رہ جائے۔ توشیح میں ہے کہ ان اوراق کو جلانا اس لیے جائز تھا کہ ان میں منسوخ آیات، تفسیر، غیر قریش کی لغت اور قرائت شاذہ ملی جلی تھیں۔ (خالص قرآن نہ تھے۔ رہ جانے سے ذریعہ اختلاف بن سکتے تھے۔)

س ۲۴۹: جو شخص اپنی مرضی سے قرآن میں کمی بیشی کرے اسے شرع کیا کہتی ہے؟

ج: تحریفِ قرآن مذموم ہے ایسا شخص مجرم ہے۔

س ۲۵۰: حضرت عثمانؓ کو اس جرم سے کیسے بری الذمہ سمجھیں گے جنھوں نے حکم دیا کہ اختلاف کی صورت میں قریشی زبان لکھ دی جائے؟

ج: حضرت عثمانؓ نے قرآن میں تحریف نہیں کی۔ لغتِ قریش پر ہی اوّلاً قرآن اُترا تو اس میں کتابت بہر حال افضل تھی اور باقی لغتوں کا لکھنا سہولت کے لیے تھا جس کی اجازت بعد میں ملی۔ جب لوگ لغتِ قریش سے مانوس ہو گئے اور پڑھنا لکھنا آسان ہو گیا۔ اب دیگر لغات کی وجہ سے اختلاف اور جھگڑے پیدا ہو رہے تھے جیسے آرمینیہ سے حضرت حذیفہؓ بن یمان نے فوج میں اختلاف کی خبر دے کر کہا ادرک ھٰذہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

الامۃ قبل ان یختلفوا فی الکتٰب اختلاف الیھود والنصارٰی (بخاری ص ۷۴۶/۲)۔ (اس امت کا انتظام کر لو اس سے پہلے کہ یہ کتاب اللہ میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں) ۔ اب رہی یہ بات کہ لغتِ قریش پر اترنے کی کیا دلیل ہے ؟ تو ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اقرأنی جبریل علی حرف فلم ازل استزیدہ حتی انتہی الی سبعۃ احرف (بخاری ص ۷۴۵/۲) کہ مجھے جبریل نے ایک قسم کی ہی قرأت پڑھائی ۔ میں اور بھی طلب کرتا رہا یہاں تک کہ سات پڑھا دیں۔

سات حروف سے مراد سات قرائتیں ، سات لغتیں ، سات کیفیتیں ، سات معانی ، سات اعراب وغیرہا مراد ہیں ۔ تفصیل فتح الباری ص ۲۳/۹ وغیرہ میں ہے۔

اور صحابہ کرامؓ و محدثینؒ نے بھی یہی سمجھا ہے ۔ چنانچہ بخاری ص ۷۴۵/۲ پر باب ہے :

باب نزل القرآن بلسان قریش والعرب قرآنا عربیا بلسان عربی مبین ،

پھر حضرت عثمانؓ کا کمیٹی قرآن کو خصوصی حکم روایت کیا ہے کہ قرآن لسانِ قریش میں لکھنا کیونکہ قرآن ان کی ہی زبان میں اترا ، کاتبوں نے یونہی کیا

تو غیر قریش لغت یا انداز کتابت کی اجازت بعد میں حاصل کی گئی تھی وہ قرآن کا جزو نہ تھی جب اس سے بھی لوگوں نے غلط مفاد (قبائل و لہجہ پرستی) اٹھانا چاہا تو حضرت عثمانؓ نے بحیثیت خلیفہ راشد یہ کتابت ختم کر دی اور ان کو یہ اختیار اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے :

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین ۔ (ابوداؤد ، مشکوٰۃ ص ۳۰ ، احمد ، ترمذی) لوگو ! تم میرے طریقے پر اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے پر ضرور چلنا۔

س ۲۵۱ : المصاحف لابی داؤد میں حضرت عمرؓ کا مقولہ ہے : لو کانت ثلاث ایات لجعلتھا سورۃ علی حدۃ ۔ یعنی اگر یہ تین آیتیں ہوتیں تو میں الگ سورت بنا دیتا ۔

ج : یہ فرضی تمنا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تین آیتیں ہوتیں تو سورت بننے کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

لائق تھیں اور خدا ان کو ہماری دعا کی بدولت بنا دیتا یا یہ ممکن ہے کہ خلیفہ راشد کی حیثیت سے ایسا خود کرتے کیونکہ اس میں قرآن میں کمی بیشی کا تو تصوّر نہیں۔ یوں سمجھو کہ تین آیات کو الگ صفحہ پر لکھنا ہے اور باقیوں سے فصل کرنا ہے۔ جیسے رکوعات کے ذریعے فصل عارضی پایا جاتا ہے۔

س ۲۵۲: بھی اس سے حل ہو گیا کیونکہ غیر نبی انتظامی بات کر سکتا ہے اس میں تحریف قرآن کمی بیشی یا ترتیب کی تبدیلی نہیں۔

س ۲۵۳ تا ۲۵۵: بھی بے فائدہ بھرتی ہے۔ سورت بقرہ کی کون سی آیات ہیں جو حضرت عمرؓ بنی اسرائیل میں لگانا چاہتے تھے؟

اور پھر آخر برأت کی دو آیتیں لقد جآءکم رسول .... الخ برأت ہی کے آخر میں لگائی گئیں اور سورت توبہ یا برأت نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے۔

س ۲۵۶: معلوم ہوا جس قرآن کو عمرؓ مانتے تھے اس کی آخری سورت برأت تھی۔

ج: غلط فہمی بالا سوال میں حل ہو گئی کہ حضرت عمرؓ نزول کے اعتبار سے آخری سورت (توبہ) میں ان کو لگا رہے تھے جیسے اب ہے۔ ترتیبِ جمعی کے اعتبار سے آخری سورت مراد نہیں ہے۔

س ۲۵۷: بخاری جمع القرآن میں ہے کہ صدیق اکبرؓ نے فرمایا "ہم وہ کام کیسے کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟" ثابت ہوا کہ خلافِ سنّت ہے۔ کیا آپ کا قرآن بدعت ہے یا سُنّت؟

ج: سبحان اللہ! تعزیہ، عَلَم، شبیہ، ضریح، مزار، تابوت، ماتکیہ، ذوالجناح مہندی، امام باڑہ وغیرہ یادگاری بتوں اور بدعتوں کے پجاری قرآن کو بھی بدعت کہہ رہے ہیں۔ کیوں نہ کہیں؟ آخر یہ ان کا دشمن جو ہُوا، اور یہ اس کے دشمن ہوئے۔ بندہ کریم! اس میں کون سی بدعت کی بات ہوئی ہے؟ وہی ۶۶۶۶ آیات اور ۱۱۴ سورتوں والا قرآن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا پڑھایا اور صحابہؓ کو یاد کرایا تھا۔ انہی اوراق و مکتوبات سے صحابہؓ نے ناگزیر ضرورت کی بنا پر۔ جو عہدِ نبوّت میں پیش نہ آئی

www.sirat-e-mustaqeem.com

بھی نہ پیش آسکتی تھی۔ کیونکہ وحی جاری تھی۔ حفاظ کے شہید ہونے کی صورت میں حضورﷺ لکھوا سکتے تھے۔ اسے یک جا کتابی شکل میں لکھ لیا۔ اگر یہ بدعت ہے تو قرآن پاک کے ترجمے، تفسیریں اور قرآن فہمی کے لیے صرف و نحو، اصول تفسیر وغیرہا علوم سب بدعت ہو گئے۔ تاج کمپنی وغیرہ کے مطبوعہ قرآن مجید بھی بدعت بن گئے۔

س ۲۵۸ : زید نے جو کہا: واللہ اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے نقل کرنے کی مجھے تکلیف دیتے تو مجھے اتنا گراں نہ گزرتا کہ جمع قرآن کا حکم دیا۔ کیا زید اس کام کو فلاحی و جائز نہ جانتے تھے؟

ج : یہ کام کی سنگینی اور مشکلات کا احساس ہے اور ہر ذمہ دار اہم کام لیتے وقت یہ محسوس کرتا ہے۔ ورنہ اسے حضرت زیدؓ فلاحی اور مستحسن ضرور جانتے تھے خوشی کے ساتھ کیا۔ آپ نے ترجمہ میں خیانت کی ہے۔ اثقل علیّ کا ترجمہ یہ ہے۔ پہاڑوں کی نقل سے بھی یہ کام مجھ پر بھاری اور مشکل تھا۔ آپ نے گراں نہ گزرتا کہ کر یہ دل کی نفرت اور ناپسندیدگی جتلائی ہے۔ جو قائل کی مراد کے یکسر خلاف ہے۔

س ۲۵۹ : پھر زید نے حضرت ابو بکرؓ سے مکالمہ کیوں کیا؟ ان کی شرح صدر پر اعتبار کیوں نہ کیا؟

ج : کام کی نزاکت و اہمیت کا یہی تقاضا تھا۔ حضرت زیدؓ نرے شیعہ اور اندھے مقلد نہ تھے جب دلائل سے شرح صدر ہوا تو کام شروع کیا۔

س ۲۶۰ تا ۲۶۲ : اگر بعد از رسولﷺ زیادتی در دین کے الہام کا کوئی دعویٰ کرے تو قبول ہو گا؟ پھر مرزا قادیانی کا الہام کیوں نہیں مانتے؟ اور ان حضرات کا الہام کس دلیل سے مانتے ہیں؟

ج : اے دشمن قرآن و رسولﷺ! تو نے بدباطنی سے کتابت قرآن کی خدمت اور اس کی حفاظت کو دعویٰ نبوت کے برابر کر دیا اور قادیانی کذاب سے صحابہ کرامؓ کو جا ملایا۔ کیا یہی آپ کی رواداری اور ایمان بالقرآن ہے؟ تمہارے مسئلہ امامت امامی شریعت نے مرزا کو یہ راہ سجھائی کہ اگر بعد از محمد رسول اللہ بکے بعد دیگرے بارہ اشخاص یہ دعویٰ کریں۔ (کتب شیعہ سے ان تمام دعووں کی دلیل تحفہ امامیہ باب ہشتم امامت در پردہ انکار ختم نبوت ہے میں دیکھیے)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۔ کہ وہ مثلِ پیغمبر معصوم، واجب الاطاعت، صاحبِ احکام و شریعت ہیں۔

۲۔ مثلِ نبی ان پر ایمان لانا اور بنام شیعہ ان کی امت بننا ضروری ہے۔

۳۔ وہ مثلِ نبی مہبطِ ملائکہ صاحبانِ وحی، صاحبانِ کلمہ و صحائف اور مصدرِ شریعت ہیں۔

۴۔ مثلِ نبی ان سے ذرا اجتہادی اختلاف رکھنے والا بھی پکا کافر ہے۔

۵۔ وہ حرام و حلال میں مختار اور نئی شریعت ساز ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہوا قرآن اب منسوخ، غلط اور ناقابلِ عمل ہے اور ان کی الہامی شریعتِ جعفری ہی واجب الاتباع ہے۔

اور بھولے بھالے محبِ اہلِ بیت مسلمان ان دعوے داروں اور ان کے مذہب کو اسلام کی شاخ تسلیم کر لیں۔ تو وہ (مرزا) اگر ظلی، بروزی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور کلمہ، قرآن، رسالت و توحید میں کوئی کمی بیشی (جیسے ائمہ شیعہ نے کی)، نہ کرے تو وہ کیوں مسلمانی سے خارج ہوا۔ (معاذ اللہ)

ع اے باد صبا ایں آوردہ تست

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملہم من اللہ ہونے پر دلیل۔ حدیث نبوی سوال ۲۲۵ کے جواب میں بیان ہو چکی۔ مزید یہ ہے کہ فرمانِ رسولؐ ہے: "اے اللہ اسلام کو عمرؓ بن خطاب کے ذریعے عزت اور غلبہ دے۔" (احمد، ترمذی، شیعہ کتب احتجاج طبرسی) نیز فرمایا: "اللہ نے حق عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے وہ حق ہی بولتے ہیں۔" (مشکوٰۃ ص۵۵۷) نیز حضرت علیؓ کا فرمان ہے: "ہم یہ بات انوکھی نہیں جانتے تھے کہ سکینہ (امرِ غیبی و الہام) عمرؓ کی زبان سے بولتا ہے۔ (بیہقی)

س ۲۶۳: اگر یہ کام فی الواقعہ الہام سے ہوا تو حضرت عثمانؓ نے قبول کرنے میں احتیاط کیوں برتی؟

ج: الہام مثلِ وحی قطعی نہیں ہوتا۔ دوسرا عالم و مجتہد شرعی دلائل سے پرکھ سکتا ہے اور حضرت عثمانؓ نے تو یقیناً قدر کی کہ از سرِ نو پھر نہیں لکھوایا۔ اسی نسخہ کو امّ المؤمنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے منگوا کر مزید احتیاط سے نقلیں کرائیں اور اطرافِ عالم میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اشاعتِ قرآن کا زبردست فریضہ سرانجام دیا۔

س ۲۶۴ بھی حل ہو گیا۔ نہ از سر نو جمع ہوا نہ متضاد الہام ہوا۔

س ۲۶۵: سورت بقرہ میں عدت وفات کی آیتِ ناسخہ منسوخہ سے پہلے کیوں ہے؟

ج: عمل ناسخ پر ہوگا۔ منسوخ پر نہیں اس لیے اسے مقدم کیا گیا۔

س ۲۶۶-۲۶۷: فاما الذین اسودت وجوھھم۔ اس مبتدا کی خبر بتائیے اگر محذوف ہے تو کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محذوف کیا۔ حدیث متواتر سے ثبوت دیں ورنہ قرآن کو ناقص کہیں؟

ج: سنا کرتے تھے کہ آج سے ساٹھ سال قبل شیعوں کے مجتہد مرزا احمد علی لاہوری نے قرآن پر مسلسل اعتراضات کیے تھے اور پھر (معاذ اللہ) یہ کفریہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ "ایسا قرآن میں بھی بنا سکتا ہوں،" وہ تو وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ (جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں) کے تحت نارِ جہنم کا وقود اور ایندھن بن چکا۔ اب انہی گھسے پٹے کفریات کو ہمارے سائل نے بھی سو سوال میں پھیلا کر جہنم کی الاٹمنٹ کرا لی ہے۔ یہ اعتراض قرآن سے بغض اور ذوقِ عربیت نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ کسی غیر مسلم نے بھی یہ طعن نہیں تراشا۔ پوری آیت یوں ہے:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ	رہے وہ لوگ جن کے چہرے کالے ہوں
اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ	گے تو ان سے کہا جائیگا کیا تم نے ایمان کے
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ (پ۴ ع۲)	بعد کفر کیا تو اپنے کفر کی پاداش میں عذاب چکھو۔

یہ جملہ استفہامیہ ہی حکماً اور معناً خبر ہے کیونکہ خبر بنائے بغیر اس کا ماقبل سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ جب جملہ استفہامیہ خبر ہو تو اسے مادہ قول سے فعل مجہول کا نائب فاعل بناتے ہیں تو ترکیب نحوی میں "یقال لھم" محذوف سمجھا جائے گا اور اس پر دال یہی مقولہ (جملہ استفہامیہ سوالیہ) ہو گا۔ جیسے ترجمے سے واضح ہے اور خبر کی کمی و حذف کا کچھ نشان نہیں ہے۔ یہی بات ہماری تفسیر روح المعانی ص۴ اور جلالین، بیضاوی میں لکھی ہے۔ شیعہ کی مجمع البیان طبرسی ص۴۷۸ ج ۱،۲ پر ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور امّا کا جواب۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ میں "فیقال لھم اَکَفَرْتُمْ" الآیۃ محذوف ہے۔ کیونکہ چہروں کی سیاہی بطور جھڑک اس پر دلالت کرتی ہے گویا وہ خود ناطق ہے اور ماقبل بیان پر اعتماد کرتے ہوئے بہت سے مقامات میں قول محذوف ہوتا ہے جیسے وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا۔ یعنی یقولون محذوف ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا۔ کیونکہ مجرموں کا سر جھکانا بزبانِ حال یہ کہتا ہے اور اس کی مثالیں بہت ہیں۔
جب یہ عربی اسلوب کے تحت ہے تو یقال لھم کے حذف پر حدیثِ متواتر کی کیا ضرورت ہے۔ بالفرض یہ لفظ اکفرتم سے پہلے تلاوت کیا جائے تو کلام کی بلاغت اور اعجاز ختم ہوجائے گا۔ معمولی عربیت سے سُدھ بُدھ رکھنے والا اسے ناجائز اضافہ قرار دے گا۔ شیعہ بلاغت اور محاوراتِ قرآنی کو کیا جانیں؟ "بھینس کے آگے بین بجانے" والا مسئلہ ہے۔ الغرض نہ قرآن ناقص ہے نہ صحابہؓ کو غلطی لگی ہے۔

س ۲۶۸-۲۶۹: اتقان میں ہے کہ عثمانؓ نے برأت کو انفال کا جزو سمجھ کر دونوں کو ملا دیا اور بسم اللہ نہیں لکھی۔ کیا عہد ابوبکرؓ والے قرآن میں بھی ایسا ہی تھا؟ تو کیا معتبر نہ ہوا۔

ج: حضرت ابوبکرؓ والے صحیفہ میں بھی برأت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ تھی تو ابوبکر و عثمانؓ میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ قطع برید کا کسی پر الزام ہے۔ نہ کوئی نئے الہام کی فرضی داستان ہے۔

بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ قسطلانی میں یہ لکھی ہے "کہ سورت توبہ امان اٹھانے (اعلان جنگ) کے لیے نازل ہوئی ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم میں امان پائی جاتی ہے۔ (اس تعارض کی وجہ سے آنحضورؐ نے بسم اللہ نہ لکھوائی) یا یہ وجہ ہے کہ آنحضورؐ اس کا موضع محل نہ بتا سکے تھے کہ وفات ہوگئی۔ (کیونکہ یہ سب سے آخری سورت ہے) اور اس کا مضمون (جہاد) انفال کے مضمون کے مناسب تھا۔ کیونکہ اس میں کفار سے معاہدات کا ذکر تھا اور توبہ میں معاہدات اٹھانے کا تو اس کے بعد اسے رکھا گیا۔ (حاشیہ بخاری ص۲۶۷)

س ۲۷۰: عثمانؓ نے قطع و برید اور اضافہ کیوں کیا؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۲۷۰ : ج۔ یہ سالقہ تقریر میں دفع ہوگیا کہ عثمانؓ نے کوئی حکؔ اضافہ نہ کیا۔

س ۲۷۱، ۲۷۲ : ابنِ مسعودؓ سے قرآن پڑھو اسے (فرمانِ رسولؐ) تسلیم کرتے ہیں؟ اگر تسلیم کرتے ہیں تو اتقان میں لکھا ہے ان کے مصحف میں بسم اللہ تھی۔ اب کیوں نہیں؟

ج : فرمانِ رسولؐ تسلیم ہے مگر اس کے ساتھ تین اور بزرگوں سے بھی قرآن سیکھنے کا حکم ہے۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ، ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۵۷۰) حقیقت یہ ہے ان بزرگوں سے توبہ کے شروع میں بسم اللہ لکھنے کے متعلق کچھ منقول نہیں اور باقی صحابہؓ کا تو حال معلوم ہو چکا۔ تو فیصلہ نص از پیغمبر نہ ہونے کی صورت میں کثرت رائے پر ہوا۔

س ۲۷۳ : خدا نے قرآن کے قائم رکھنے کا حکم کس کو دیا؟ یہ حکم کس آیت میں ہے؟

ج : بعد از نبی حضرات صحابہ کرامؓ اور علماء امت کو یہ حکم ہے اور آیات بکثرت ہیں جو ملاحظہ کریں: ۱: وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ۔ (پ ۷ ع ۸ ۔ ترجمہ مقبول ص۱۵۳) اور یہ قرآن بذریعہ وحی میرے پاس اس لیے بھیجا گیا کہ اس کے ذریعے میں تم کو بھی ڈراؤں اور اس کو بھی جس تک یہ پہنچے۔

۲: وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ ..... الخ

ترجمہ: اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے، پس تم اس کی پیروی کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (مبادا) تم یہ کہہ دو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم ضرور اس کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے یا یہ کہہ دو کاش ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے کہیں زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ اب تو تمہارے رب کے پاس سے کھلی دلیل اور ہدایت اور رحمت آگئی ہے۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے یا ان سے روگرداں ہو۔ (پ ۸، ع ۸ ترجمہ مقبول شیعہ ص۱۷۷)

قرآن آئندہ نسلوں تک پہنچے گا اور فریضہ انذار ادا کرنے کرانے والے جانشینِ پیغمبر ہیں۔ کتاب اللہ کی پیروی سے ہی رحمت، ہدایت، اور ایمان و عمل کی دلیل حاصل ہوگی۔ کتاب اللہ کی یہ دولت صرف اہلِ سنت مسلمانوں کو حاصل ہے۔ شیعہ کے اعتقاد میں تو قرآن غار میں یا حضرت علیؓ کے ساتھ قبر میں دفن ہوگیا وہ ان تک کیسے پہنچے؟ یا ان کو کیسے رحمت و ہدایت حاصل ہو؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہ تو تکذیب و اعتراض کر کے سب سے بڑے ظالم (اور جہنمی) ثابت ہُوئے۔

س ۲۷۴-۲۷۵: کن کن اصحابؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُورا قرآن پڑھا؟ صرف پانچ کے نام لکھیے۔ جنھوں نے رسولؐ اللہ سے قرأت یاد کی؟

ج: لاتعداد ہیں۔ جب صرف جنگِ یمامہ میں ۷۰۰ حفاظ اور قاریوں نے شہادت پائی تو کثرت کا کیا کہنا۔ درج ذیل روایات میں جن جن اشخاص کا ذکر ہے، وہ بڑے بڑے قرار اور حفاظ کا بطورِ نمونہ اور اتفاقیہ ہے حصر نہیں کہ صرف انھوں نے ہی پڑھا۔ بخاری شریف ۷۴۸ باب القرار من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین احادیث میں سات بڑے قاریوں کا ذکر ہے۔

۱۔ چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ (بخاری)

۲۔ انصار میں سے چار حضرات نے عہدِ نبوی میں قرآن جمع کیا۔ ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوزید سعد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

۳۔ چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا۔ ابو الدرداء، معاذؓ بن جبل، زید بن ثابتؓ، ابوزیدؓ۔

ان سب میں حضرت زید بن ثابت موجود ہیں جو عہدِ صدیقی کی قرآن کمیٹی کے امیر تھے اور سائل کو قرآن مشکوک و غلط جتلانے کے لیے ان سے خاص دشمنی ہے۔

س ۲۷۶: جبریلؑ کی ترتیب سے جو کتاب حضورؐ نے تیار فرمائی وہ کیا ہوئی؟

ج: وہ زبانی ترتیب سے یاد کرانا تھا، یاد کرا دیا کتاب کی مکمل شکل نہ تھی۔

س ۲۷۷: قاضی ابوبکر کہتے ہیں ممکن ہے سورتوں کی ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دی ہو اور ممکن ہے کہ یہ کام اپنے بعد امت کے سپرد کیا ہو۔ دوسری بات زیادہ قریب ہے۔ فرمائیے جب آیات کی ترتیب وہی تھی تو سُورتوں کی ترتیب خود ہی وجود میں آگئی؟

ج: قاضی صاحب بطور شک فرما رہے ہیں جو معتبر نہیں ہمارے ہاں آیات اور سور کی ترتیب منجانب خدا اور رسولؐ ہے چنانچہ شرح لمعات میں ہے۔ رہی سُورتوں اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

آیات کی ترتیب تو تمام اُمّت کا اجماع اور نصوص لگاتار اس پر دلیل ہیں کہ ان کی ترتیب توقیفی یعنی خدا اور رسُولؐ کی طرف سے بتائی ہوئی ہے۔ اگلے سوال میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

س ۲۷۳: اگر حضورؐ نے اُمّت کے سپرد کیا تھا تو ابوبکرؓ و زیدؓ نے خلاف سنت کیوں سمجھا؟

ج: ترتیب آیات و سور امت کے سپرد نہ تھی۔ قرآن کے احکام کی طرح اس کی آیات اور سور کی ترتیب اور ان کے نام بھی الہامی ہیں اور حیات نبوی میں قرآن کی پوری ترتیب ہو چکی تھی موجودہ قرآن اسی ترتیب کے مطابق ہے۔ البتہ کتابی شکل میں پورا قرآن مدون نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں یہی کام ہوا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قول یتلوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ میں بیان فرما دیا ہے کہ قرآن صحیفوں میں جمع ہے۔ قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا موجود تھا لیکن اس کے اجزاء متفرق تھے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا جو ان کے بعد محفوظ رہا اور حضرت عثمانؓ نے اس کے متعدد نسخے نقل کرائے دوسرے شہروں میں بھیجے۔

(فتح الباری جـ ۱/۹)

حدیث کی کتابوں میں اس قسم کی بکثرت روایات ہیں کہ جب کوئی سورت آیت یا حکم نازل ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبِ وحی صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے اور جب ایک سورت ختم ہو جاتی تھی تو دوسری شروع ہوتی تھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بیک وقت مختلف آیات نازل ہوتی تھیں آپؐ انہیں مضمون اور معنی کی مناسبت سے مختلف سورتوں میں لکھواتے تھے اس طرح قرآن کے نزول کے ساتھ آپ کی ہدایت کے مطابق آیات و سور کی ترتیب بھی ہوتی جاتی تھی۔ آپ کی نمازوں کے سلسلہ میں اس قسم کی بہت سی روایات ہیں کہ فلاں فلاں وقت کی نماز میں آپؐ نے فلاں فلاں سورتیں پڑھیں اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کے نام بھی متعین ہو چکے تھے۔ بخاری کی یہ روایت عہدِ نبوی میں ترتیبِ قرآن کا نہایت بین ثبوت ہے کہ حضرت جبریلؑ ہر سال آپؐ کو ایک مرتبہ قرآن سنایا کرتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ سنایا۔

یہ مسلّم ہے کہ آپؐ کی وفات سے پہلے پورا قرآن نازل ہو چکا تھا اس لیے پورا قرآن سنانے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ مرتب بھی تھا بعض صحابہؓ کے پاس پورا قرآن جمع تھا اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

وہ اس کا دورہ کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرو العاصؓ کا بیان ہے کہ میں نے قرآن جمع کیا تھا اور اس کو ایک رات میں تمام کر دیتا تھا...... الخ۔ (تاریخ اسلام از مولانا سید معین الدین ندویؒ ج ۱ ص ۱۴۶)

س ۲۷۹: یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ۔ کیا اس حکم کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی؟

ج: یقیناً کی۔ کہ زبانی تبلیغ سے فرداً فرداً ہر ایک کو پہنچا دیا۔

س ۲۸۰: وہ قرآن چھوڑ کر امت نے دو مرتبہ جمع کی زحمت کیوں اٹھائی؟

ج: جس کو جو انعام ملتا ہے اس کی حفاظت ضروری ہے خصوصاً اگلی نسلوں تک جب پہنچانا ہو یہ اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ عہدِ نبویؐ کی تحریرات کو یکجا جمع کر کے ایک کتاب و جلد بنا دی جائے۔

س ۲۸۱: اگر نہیں پہنچایا یا ادھورا رہنے دیا تو حکمِ خدا کی خلاف ورزی نہ کی؟

ج: قرآن یقیناً پہنچایا ادھورا نہ چھوڑا، خلاف ورزی وہ ملعون تو کر رہا ہے جو قرآن کو ناقص، عیب دار اور مشکوک جتلا کر پورے دین پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔

س ۲۸۲: قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اب صرف لغتِ قریش پر کیوں ہے؟

ج: سوال ۲۵۰ کے تحت مفصل جواب ہو چکا ہے کہ اصلاً صرف لغت قریش پر اُترا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہولت کے لیے مزید لغتوں کی اجازت چاہی جو مل گئی پھر جب لغت قریش عام ہو گئی اور اسلام عرب سے نکل کر عجم میں چھا جانے لگا تو ان کے لیے سات لغتیں مزید مشقت اور اختلاف کا باعث تھیں لہٰذا صرف وہ لغتِ قریش لازم قرار دی گئی جس میں عرشِ معلیٰ سے اترا تھا اور کتابت تو صرف ایک حرف پر ہی ہو سکتی تھی تو لغتِ قریش کے رسم الخط کو ہی اپنایا گیا۔

س ۲۸۳: اتقان ص ۶۳ ج ۱ پر ہے کہ مصحفِ علیؓ نزولی ترتیب پر تھا، وہ خلفائے کیوں قبول نہ کیا؟

ج: یہ روایت شاذ ہے ہم اسے صحیح ماننے کے لیے تیار نہیں کہ حضرت علیؓ نے قرآن جمع کیا ہو اور خلفا نظر انداز کر دیں۔ فرض کیجئے انھوں نے قبول نہ کیا تو اس وقت

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے مسلم معاشرہ سے تاہنوز اس کا نام ونشان کیوں نہیں ملتا۔ کم از کم شیعوں کے پاس تو ہونا چاہیے تھا مگر یہ بے چارے بھی خلفاء ثلاثہؓ اور تمام صحابہؓ والے قرآن سے رسمی تعلق جتلا کر عوام کے سامنے مسلمانی کا بھرم قائم رکھے ہوئے ہیں۔

اور اگر حکمتِ خداوندی نے اسے موجودہ قرآن کے سوا بالکل معدوم کر دیا ہے تو اب نئے شوشے چھوڑنا اسلام وقرآن سے زبردست دشمنی ہوگی اور خدا کی سنّت اور تقدیر سے بغاوت سمجھی جائے گی۔

بالفرض والمحال اگر صحیفۂ مرتضوی کی ساخت اور پیشی تسلیم کی جائے تو قبول نہ ہونے کی مسئولہ تین وجوہات یہ ہیں:۔

۱۔۔۔ وہ ترتیبِ نزولی پر تھا بعض چھوٹی سورتیں تو اکٹھی نازل ہوئیں مگر بعض بعض کی متفرق آیات اتریں جو تاریخ وار ترتیب سے جمع ہوں تو ایک کی آیات دوسری سورت میں گڈمڈ ہو جاتیں۔

۲۔۔۔ حفظ تو ہر سورت کی آیات کا اپنی ترتیب پر کرنا ہوتا مخلوط شکل کا حفظ ناممکن تھا۔

۳۔۔۔ قرآنِ حکیم میں معنیٰ ومضامین کے لحاظ سے کوئی ربط واتصال نہ ہوتا متفرق سورتیں یا آیتیں ایک دوسری سے الگ الگ نظر آتیں۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ قرآنِ کریم مکّی ومدنی ۲۳ سالہ زندگی میں حسبِ ضرورت اور درپیش مسائل وحادثات کے مطابق ہوا جنہیں شانِ نزول کہا جاتا ہے وہ تقدیرِ ازلی کے مطابق آگے پیچھے رونما ہوئے۔ لوحِ محفوظ میں مکتوب قرآن محفوظ ان واقعات کے تابع نہ تھا اور نہ واقعات ترتیبِ لوحی سے رونما ہو رہے تھے تو پھر ترتیبِ نزولی کا ترتیب اصلی سے کوئی تعلق تھا۔ ورنہ وہ یومیہ خبرنامہ یا ڈائری بن جاتا۔ ایک قانونی، اصلاحی اور مکمل مرتب کتاب کی شکل نہ ہوتی اس کی ایک حسّی مثال یوں سمجھیے کہ مثلاً ایک دلہن کو اس کی سب زندگی کا ہر قسم کا سامان بطورِ جہیز دیا گیا اس نے تمام اشیاء کو ایک سلیقہ اور ترتیب سے رہائشی مکانوں میں سجا دیا۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ جس ترتیب سے اس نے رکھا ہے اسے استعمالی ضرورت بھی اسی ترتیب سے ہو بلکہ ایک چیز کی دن میں ۵ مرتبہ ضرورت ہو گی تو دوسری کی ۲۰ سال بعد ضرورت پڑ سکتی ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

اب اگر وہ ایک چیز استعمال کر کے اپنی جگہ واپس رکھ دے تو سلیقہ شعاری ہے اور اگر ہر چیز حسب ضرورت اٹھا کر استعمال کرتی رہے اور ایک سٹور روم یا صحن میں استعمالی ترتیب سے رکھتی رہے تو سب گھر کباڑ خانہ اور بھدا محسوس ہو گا۔ بس اسی مثال سے سمجھئے کہ قرآن مجید حسب ضرورت و واقعات لوحِ محفوظ سے تھوڑا تھوڑا اترتا رہا تو اس کی آیات و سور کی لوحی ترتیب حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کو بتلائی جاتی رہی جب وہ مکمل اتر چکا تو سب سورتوں اور آیتوں کو اسی طرح مرتب جمع کیا گیا جو لوحِ محفوظ میں تھی اور یہ حقیقت اسی آیتِ کریمہ سے ثابت ہے:

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ (بروج) بلکہ وہ قرآن مجید ہے جو ایک محفوظ تختی پر مکتوب و محفوظ ہے

تفسیر ابنِ جریر طبری ج ۹ ص ۱۰۰ پر اسکی تفسیر یہ ہے کہ لوح سے مراد عند اللہ محفوظ تختی ہے اور مجاہد اسے امّ الکتاب کہتے ہیں اور انس بن مالکؓ اسے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی قرار دیتے ہیں۔ تفسیر قمی میں حضرت صادق سے بروایت تفسیر صافی ملا کاشانی ج ۵ ص ۳۱۲ یہی تفسیر نقل کی گئی ہے نیز یہ کہ وہ تحریف و تبدیل سے محفوظ ہے۔

شیعہ تفسیر مجمع البیان ج ۵ ص ۴۶۹ میں ہے کہ قرآن ایک تختی پر ہے جو تغیر، تبدیلی، کمی اور زیادتی سے پاک ہے۔ نیز وہ اللہ کے ہاں امّ الکتاب میں محفوظ ہے جس سے قرآن اور دیگر آسمانی کتابیں نقل کی گئی ہیں جسے لوحِ محفوظ کہتے ہیں اور وہ ایک سفید موتی سے بنی ہے جس کا طول آسمان و زمین اور عرض مشرق و مغرب کو حاوی ہے۔ (از ابنِ عباسؓ و مجاہد)

س ۲۸۴: اہلِ سنّت تحریفِ قرآن کے معتقد ہیں یا نہیں؟

ج: ہرگز نہیں، تبھی تو شیعہ کو باطل پرست جانتے ہیں۔

س ۲۸۵: اہلِ سنّت تحریف کا اعتقاد رکھنے والے کو کیا سمجھتے ہیں؟

ج: جو شخص یا گروہ بعد از پیغمبر قرآن میں کمی بیشی یا تبدیلی کا قائل ہو یا وہ کسی دور میں ایسی تبدیلی کرنا چاہے یا لوگوں کو ناقص اور محرف قرآن باور کرانا چاہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس پر ہماری کتابیں اور فتاویٰ جات بالکل واضح ہیں۔ ہماری بنیادی کتاب "تعلیم الاسلام" از مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حصہ سوم ص ۱۲ بحث قرآن میں ہے:

"قرآنِ مجید کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک نقطہ کی بھی

www.sirat-e-mustaqeem.com

کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہو سکے گی اور پہلی کتابوں میں لوگوں نے تحریف کر ڈالی۔

پھر حصہ چہارم ص۱۱ پر اس قرآن کے اصلی ہونے کی پہلی دلیل یہ دیتے ہیں:

"قرآنِ مجید کا متواتر ہونا یعنی تواتر کے ساتھ حضورؐ کے زمانے سے آج تک نقل ہوتے چلا آنا ہے۔" (جو چیز تواتر سے ثابت ہو جائے اس کا ثبوت یقینی اور قطعی ہوتا ہے اسی میں کسی طرح شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔)

س ص۲۸۶: حیاتِ پیغمبر میں سلسلہ نسخ بند ہو گیا تھا یا نہیں؟

ج: آخر عمر میں جا کر رُک گیا جو اللہ کو منظور تھا۔

س ص۲۸۷، ص۲۸۸: کیا حضورؐ نے منسوخ شدہ آیات کو ناسخ آیات سے بدلا تھا یا نہیں؟ ورنہ نبیؐ نے خدا کے حکم سے سرتابی کی۔

ج: منسوخ کو ناسخ سے بدل دینا یہ اللہ کا کام تھا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں کیونکہ آپ خود تو آیتیں نہیں بناتے تھے۔ اللہ کا فرمان ہے: "ہم جو آیت منسوخ (یعنی اس پر عمل کرنے کا حکم واپس لیں یا مدتِ عمل ختم کر دیں) کریں یا وہ بھلا دیں تو اس سے اور بہتر ہم لاتے ہیں۔" (بقرہ ع ۱۳)

ہاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم منسوخ کی نشاندہی فرما دیتے اور صحابہؓ مشہور کرتے تھے پھر نسخ کی کئی قسمیں ہیں۔ نسخ فی التلاوۃ جیسے آیتِ رجم، نسخ فی الحکم جیسے آیتِ عدۃ۔ نسخ فی التلاوۃ والحکم معاً جیسے احزاب کی کچھ آیات، نسخ بالنسیان جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی پھر کچھ علماء حکم میں معمولی تغیر پر نسخ کا اطلاق کرتے ہیں اور کچھ علماء بالکل حکم اُٹھ جانے یا متضاد آ جانے کو نسخ کہتے ہیں۔ ان کے ہاں منسوخ آیات کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

س ص۲۸۹: جب آپ کے ایمان میں قرآن کو مکمل کہنا ہی منع ہے۔ (قولِ ابن عمرؓ در اتقان) پھر قرآن کے جامع و کامل ہونے پر آپ کا عقیدہ کیسے درست ہے؟

ج: وہ تمام منزل شدہ آیات، جو عہدِ نبوی میں ہی منجانب اللہ شہادت قرآنی سے منسوخ ہوئیں یا بھلائی گئیں کے لحاظ سے یہ مقولہ ہے کیونکہ اسے کل منزل کہنا خلاف

www.sirat-e-mustaqeem.com

واقع ہے لیکن منسوخ و منسی کے علاوہ یہ قرآن تا قیامت جامع و مکمل رہے گا۔ اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿پ ۱۴، ع ۱﴾

بے شک ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ آیت اس خدشہ کے ردّ میں اُتری کہ آئندہ نسلیں کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں تحریف نہ کر دیں۔ اللہ نے ضمانت دی کہ ہم ہی نے اتارا، ہم ہی یقیناً لوگوں کی دست برد اور تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔

۲۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ ﴿پ ۲۴، ع ۱۹﴾

یہ بڑی زبردست کتاب ہے اس میں باطل نہ سامنے آسکتا ہے، نہ پیچھے سے۔ یہ خدائے حکیم کا اتارا ہوا ہے جو خوبیوں والا ہے۔

قرآن میں انسانی تصرف سے کمی بیشی اور تحریف ایک باطل مداخلت ہے جس کی نفی خود قرآن نے کی ہے۔

۳۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ ﴿قیامہ پ ۲۹﴾

اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمّہ ہے پھر جب ہم اسے پڑھیں تو ہماری قرأت کی اتباع کریں پھر اس کی تشریح بھی ہمارے ذمّے ہے۔

جب جمع کی ذمہ داری خود خدا نے لے لی ہے تو حسبِ حالات۔ اپنے پیغمبر ؐ سے پھر خلیفۂ اوّل صدیقِ اکبرؓ سے پھر عثمان ذوالنورینؓ سے جمع، حفاظت اور اشاعت کی جو خدمت خدا نے لی وہ سب صحیح، گارنٹی شدہ اور خدائی جمع کی ہی شکل اور الفائے عہد ہے تو قرآن اسی طرح کامل و مکمل اور ہادی تا قیامت رہے گا۔ اس عقیدہ کے مخالف اور جمع قرآن پر اعتراضات کرنے والے۔ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھے جائیں گے۔

س ۲۹۰: جو دعویدار اسلام قرآن سے کراہت کرے اسے کیا سمجھیں گے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : اس کے ایمان میں خلل ہے جیسے شیعہ قرآن کے حفظ اور اشاعت کو ناپسند کرتے ہیں۔

س ۲۹۱ : کیا اللہ کا رسولؐ قرآن کو مکروہ سمجھ سکتا ہے؟

ج : یہ کراہت خاص قرآن سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے جس کا نہ ہونا ہی قرآن کی تعظیم ہے مثلاً کوئی شخص بول و براز کی جگہ یا غل غپاڑہ میں یا تیزی میں قطع حروف کے ساتھ یا تحریف اور غلط ترجمہ کے لیے قرأت کرے تو ایسی قرأت قرآن کو ناپسند کیا جائے گا۔

س ۲۹۲ : جو فرقہ سید الانبیاءؐ پر کراہت قرآن کا الزام لگائے وہ مفتری نہیں ہے؟

ج : یہ الزام کوئی نہیں لگاتا۔ البتہ جو فرقہ سید الانبیاءؐ پر یہ الزام لگائے کہ آپؐ نے پورا قرآن صرف حضرت علیؓ کو پڑھایا لکھوایا۔ علیؓ نے صرف اپنی اولاد کو پڑھایا اور دیا اور وہ ایک ایک امام کی دست بوسی کرتا ہوا جب مہدی العصر تک پہنچا تو وہ صاحب غار میں لے کر چھپ گئے اور اربوں، کھربوں مسلم دنیا اس قرآن کا نہ منہ دیکھ سکی نہ ایک لفظ سن سکی۔ یقیناً یہ فرقہ مفتری بر رسول اور غیر مسلم ہے۔

س ۲۹۳ : نبی پر افترا اور نسبت کذب کرنے والا مدعی اسلام فرقہ کس سزا کا مستحق ہے؟

ج : آپ کا بالا عقیدہ اگر درست ہے تو یہ شیعہ فرقہ دوزخی ہے مزید سزا تمام علماء کو اپنا عقیدہ لکھ کر معلوم کر لیجیے اور اخبارات میں شائع کرائیے اور اپنے شیعہ، دشمنِ اسلام و قرآن ہونے پر فخر کیجیے۔

س ۲۹۴ : اس روایت پر آپ کا کیا تبصرہ ہے کہ عمرؓ نے رسول اللہ سے کہا کہ آیت رجم لکھوا دیجیے۔ فکانہ کرہ ذلک۔ گویا آپؐ نے اسے مکروہ جانا؟

ج : "کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مردہ" یہ مثل آپ کی کاروائی پر صادق ہے۔ چار تمہیدی بالا سوال اسی لیے بنائے کہ رسولِ خداؐ کو یا اہل سنتِ نبی کو مجرم قرار دیں مگر خود اپنے کھودے ہوئے کنوئیں میں گر پڑے۔ کَرِہَ کا مفعول ذٰلِکَ اسم اشارہ مذکر ہے۔ جس کا مرجع اکتب کا مصدر کتابت اور لکھوانا ہے۔ آیتِ رجم نہیں ہے یعنی آیتِ رجم کو ناپسند نہیں کیا ہے کیونکہ اس کی طرف اکتبھا ضمیر مؤنث راجع ہے۔ بلکہ آیتِ رجم کی کتابت کو آپؐ نے ناپسند فرمایا۔ کیونکہ یہ منسوخ فی التلاوت والکتابت

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے اور یہی روایت اس کی دلیل ہے۔

س ۲۹۵: مسلکِ اہلِ سنت کے مطابق حقیقت و ماہیت قرآن کیا ہے؟

ج: ۱۰۰ ا میں صرف یہ آخری دو سوال کچھ معقول ہیں باقی سب لغویات کا پلندہ تھے۔ قرآن ان الفاظ، ترتیب اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام رسولِ خدا کے قلبِ مبارک پر نازل فرما گئے اور یہ خدا کا نفسی قدیم کلام ہے اس کی صفت ہے اس کے ساتھ قائم ہے۔ حادث و مخلوق نہیں ہے البتہ وہ واقعات و مسائل مخلوق ہیں جن کے بارے میں قرآن اُترتا رہا۔ بظاہر عربی کے لغوی الفاظ حادث معلوم ہوتے ہیں مگر قرآنی کلمات و الفاظ پھر بھی قدیم ہیں۔ لغتیں اور بولیاں بعد میں پیدا ہوئیں۔ قدیم الفاظِ قرآنی کی ان سے مطابقت اور یکسانیت ظاہر ہو گئی۔ ہماری تلاوت کے الفاظ و لہجے حادث ہیں کہ ہمارا کسب اور خدا کی مخلوق ہیں۔

س ۲۹۶: سنی مذہب کے مطابق قرآن کہاں سے نازل ہوا؟ حروفِ سبعہ سے کیا مراد ہے؟

ج: لوحِ محفوظ سے۔ آیت سورت بروج کا حوالہ گزر چکا ہے اور پہلی آیت اقرا باسم ربک نازل ہوئی۔ حروف سبعہ کی تشریح مختصراً سوال ۲۵۰ میں گزر چکی ہے۔ مزید وضاحت یہ ہے کہ حروف کے اختلاف سے مراد قراتوں کا اختلاف ہے اور سات حروف سے مراد اختلافِ قرأت کی سات نوعیتیں ہیں۔ متقدمین میں سب سے پہلے یہ قول امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ نے کیا۔ مفسرِ قرآن علامہ نظام الدین قمی نیشاپوری نے اپنی تفسیر غرائب القرآن میں امام مالک کا یہ مذہب نقل کر کے مفرد و جمع، تذکیر و تانیث، وجوہ اعراب، ادواتِ نحو، لب و لہجہ میں اختلاف قراۃ کی مثالیں دی ہیں۔

علامہ ابنِ قتیبہ، شیخ عبدالعظیم زرقانی، ابوالفضل رازی محقق جزری، قاضی باقلانی وغیرہ اسی مذہب کے قائل ہیں کیونکہ اس میں حروف و قرأت کو جدا جدا چیزیں نہیں ماننا پڑتا اور سات حروف کے معنیٰ بلا تکلف و تاویل درست ہو جاتے ہیں۔

(ماخوذ از علوم القرآن ص ۱۱۰-۱۱۱ مؤلفہ مولانا محمد تقی عثمانی جسٹس وفاقی شرعی عدالت)

www.sirat-e-mustaqeem.com

مطاعنِ صدیقی

س ۲۹۷ : کیا دعوتِ ذوالعشیرہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ شریک تھے ؟

ج : اس دعوت کے متعلق ہم مفصل کلام اور شیعی استدلال کا رد تحفہ امامیہ "سوال ۳۰ کے تحت کر چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک کمزور تاریخی روایت ہے۔ سیرت وحدیث کلمستند واقعہ نہیں۔ پھر بنو عبدالمطلب کی تعداد ۴۰ تک پہنچی ہی نہ تھی نیز بصورتِ صحت یہ جہری تبلیغ کا واقعہ ہے۔ جب آیت وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ نازل ہوئی تھی تو آپ نے تمام برادری کے غیر مسلم افراد کو بلا کر دعوتِ طعام دی، پھر توحید ورسالت کی تبلیغ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ تین سال قبل، پہلے دن ہی اسلام قبول کر چکے تھے اس لیے اس خانگی بنو اعمام کی دعوت میں شرکت کا سوال نہ تھا۔

مولانا آزادؒ اور غلام رسول مہرؒ "رسولِ رحمتؐ" میں لکھتے ہیں :

(پہلی وحی اور نماز و وضو کی تعلیم کے بعد) ساتھ ہی پیغامِ حق کی تبلیغ شروع ہو گئی یہ سری تبلیغ کا دور تھا جو تین سال جاری رہا۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ (جن کی عمر صرف آٹھ سال تھی)، حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مسلمان ہوئے۔ چند روز کے بعد بلالؓ عمرو بن عبسہ اور خالدؓ بن سعید بن عاص نے اسلام قبول کیا۔ (رسولِ رحمتؐ ص ۴۲)

س ۲۹۸ : اس دعوت پر رسولِ مقبولؐ نے کیا ارشاد فرمایا ؟

ج : جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا : کہ جو شے میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے کسی شخص نے بھی اس سے بہتر شے اپنی قوم کے سامنے پیش نہیں کی میں تمہارے واسطے دنیا اور آخرت کی خبر لے کر آیا ہوں۔ (ابن اسحٰق و بیہقی ابن نعیم خصائص ص ۱۲۳ ج ۱، بحوالہ سیرتِ مصطفیٰ ج ۱ ص ۱۳۶)۔

س ۲۹۹ : آپؐ کے پیغام کو کس کس نے قبول کیا ؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج : یہاں بالا کتب کی روشنی میں کسی نے قبول نہیں کیا۔ سیرت ابن ہشام میں اس دعوت و واقعہ کا کہیں ذکر نہیں ضعیف روایات کی روشنی میں یہاں شیعہ یہ کہلوانا چاہتے ہیں:

"کہ یہ دعوت تین دن تک ہوتی رہی۔ بنو عبد المطلب برادری میں سے کسی نے حامی نہ بھری تو تیسرے دن حضرت علیؓ نے اس پر لبیک کہی حالانکہ آپ صغیر سن تھے۔ ابولہب مذاق اڑاتا تھا۔ غالباً دیگر حاضرین نے خلیفتی فی اھلی (میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ ہوگا۔) کے منصب کو اپنے شایان نہ جانا اور خاموش رہے۔ (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)

شیعی تفسیر مجمع البیان تفسیر قمی، تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ میں یہ لفظ ہیں:

"کون اس شرط پر میری بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی ساتھی اور وارث بنے آپ نے تین مرتبہ یہ فقرہ دوہرایا جب کوئی نہ اٹھا تو میں سب سے چھوٹا تھا اٹھا تو آپ نے فرمایا بیٹھ جا، تیسری مرتبہ میں نے بیعت کی بس اسی وجہ سے میں چچا کے بیٹے کا وارث (علمی) ہوں اور چچا کا نہیں ہوں۔"

روایت سے ثابت چھ باتیں شیعہ کے خلاف ہیں

یہاں سے چھ باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ صرف اپنی غیر مسلم برادری بنو عبد المطلب کو دعوت تھی۔ حضرت ابوبکرؓ تیمی تو ۳ سال پہلے سے مسلمان تھے۔

۲۔ بنو ہاشم و بنو عبد المطلب میں سے کسی نے بھی اسلام اور پیغمبرؐ کی حمایت نہ کی۔

۳۔ جناب ابوطالب کا بھی مومن و مسلمان نہ ہونا ثابت ہوا ورنہ ضرور لبیک کہتے۔

۴۔ حضرت علیؓ نے بھی اسلام و ایمان کا اظہار تین سال بعد اسی موقع پر کیا۔

۵۔ اس خلافت و وزارت کا مقصد برادری اور خانگی امور میں جانشین بنانا تھا۔

۶۔ انبیاء کی میراث علمی ہوتی ہے ورنہ علیؓ چچا کے بجائے چچازاد کے وارث نہ بنتے۔

س ۳۰۰ : کیا اس دعوت سے پہلے آپؐ نے عوام پر اظہار نبوت کیا؟

ج : ہاں اپنے احباب اور خواص کو ضرور دعوت اسلام دی اور سابق افراد کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عثمانؓ، زبیرؓ، عبد الرحمٰن بن عوفؓ طلحہؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید، ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ یہ سات مبشر بالجنۃ،

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت اور تحریک سے ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ابو سلمہ عبد الاسد بن بلال عثمان بن مظعون، عامر بن فہیرہ ازدی، ارقم بن ابی الارقم، عمار بن یاسر، حضرت عباس کی اہلیہ ام الفضل، اسماء بنت ابی بکر، اسماء بنت عمیس، فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمرؓ کی بہن) رضی اللہ تعالیٰ عنہم صادقین اوّلین کا یہ گروہ کسی گھاٹی میں جاکر نماز بھی پڑھا کرتا تھا۔ (رسولِ رحمتؐ صفحہ ۴۷ بحوالہ رحمت للعالمین صفحہ ۵۵)

سیرت ابنِ ہشام صفحہ ۲۷۱ تا ۲۸۰ ج ۱ میں مذکورہ ناموں کے علاوہ ۳۲ مردوں، عورتوں کے نام نیز اسی طرح سیرت المصطفیٰؐ صفحہ ۱۲۶ ج ۱ پر اور ذکر کیے ہیں۔

دونوں سیرت نگار اس کے بعد لکھتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو علانیہ تبلیغ کا حکم دیا اور تین سال چھپی تبلیغ کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں:

۱۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۔ (پ ۱۴ ع ۶) خدا کا حکم دو ٹوک سنائیں اور مشرکوں سے اعراض کریں۔

۲۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔ (پ ۱۹ ع ۱۵) اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

س ۳۰۱: کیا اس دعوت سے پہلے حضورؐ نے کسی کو دعوتِ اسلام دی؟

ج: جی ہاں! خفیہ طور پر ضرور دی۔ تفصیل مذکور ہو چکی۔

س ۳۰۲: حضرت ابوبکرؓ دعوتِ ذوالعشیرہ کے موقع پر گھر میں تھے یا نہ؟

ج: یقینی طور پر پتہ نہ چل سکا جب کہ غیر موجودگی سے ان کا نقصان بھی تھا کیونکہ وہ اس دعوت بنو عبد المطلب سے تین سال پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور کافی لوگوں کو مسلمان کر چکے تھے۔

مولانا شبلی نعمانیؒ سیرت النبیؐ صفحہ ۲۰۷ ج ۱ پر رقم طراز ہیں "حضرت ابوبکرؓ دولت مند ماہر انساب، صاحب الرائے اور فیاض تھے" "ابنِ سعد نے لکھا ہے" کہ جب وہ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ (جو آپ نے تبلیغ اسلام اور مسلمان غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر ڈالے) غرض ان اوصاف کی وجہ سے مکہ میں ان کا عام اثر تھا اور معززینِ شہر ان سے ہر بات میں مشورہ لیتے تھے" ارباب روایت کا بیان ہے کہ "کبار صحابہؓ میں سے حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص

www.sirat-e-mustaqeem.com

فاتحِ ایران، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم سب ان ہی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے ان کی وجہ سے یہ چرچا چپکے چپکے اور لوگوں میں بھی پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا..... لیکن جو کچھ ہوا پوشیدہ طور پر ہوا، نہایت احتیاط کی جاتی تھی کہ محرمانِ خاص کے سوا کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔"

دعوتِ ذی العشیرہ تین برس کے بعد اعلانِ عام اور ۳ نبوت میں ہُوئی اس میں صرف خاندانِ عبد المطلب کے تمام افراد کو مدعو کیا گیا۔ حمزہؓ، ابوطالب، عباسؓ سب شریک تھے دیگر حضرت علیؓ نوعمر لڑکے کے سوا کسی نے حضورؐ کا ساتھ دینے کا اعلان نہ کیا، مع ہذا تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۱۷۱ اور تفسیر طبری ج ۱۹ ص ۶۸ میں عبد الغفار بن قاسم اور منہال بن عمرو کے واسطے سے اس کو روایت کیا ہے۔ پہلا راوی شیعی اور متروک ہے، دوسرا بد مذہب۔ اس روایت میں اور بھی وجوہ ضعف بلکہ وجوہ وضع ہیں تو نہ یہ شیعوں کو مفید ہے، نہ صدیقِ اکبرؓ کی غیر موجودگی کے لیے نقصان دہ ہے۔

شبِ ہجرت اور صدیقیؓ رفاقت

س ۳۰۳ : ایسی حدیث صحیح بتائیں کہ رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ کو ہجرت کا ہمسفری بنایا ہو؟

ج : حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ جبریل امینؑ نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد وقال الذہبی صحیح غریب۔ مستدرک ج ۳ ص ۵ و زرقانی ج ۱ ص ۳۲۶)

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپؐ عین دوپہر کے وقت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھ کو ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے۔ ابوبکرؓ نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کیا اس ناچیز کو ہم رکاب ہونے کا شرف حاصل ہو سکے گا۔" آپؐ نے فرمایا: "ہاں۔" (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۳۴۴) اور شیعہ کی تفسیر حسن عسکری میں ہے کہ حضرت جبریل وحی لائے کہ ابوبکرؓ اگر اس سفر میں آپ کے رفیق اور مونس ہونگے تو آپ کے مخلص دوست اور رفیقِ جنت

س ۳۰۴ : ابوبکرؓ کا قول بتائیں کہ شبِ ہجرت مجھے خصوصی طور پر حضورؐ نے بلایا کہ میں ان کے ساتھ جاؤں۔

ج : مذکور ہو گیا اور شیعہ کتاب حملۂ حیدری میں ہے: پئے ہجرت نیز او آمادہ بود۔ کہ سابق رسولش خبر دادہ بود۔ نبی بر درِ خانہ اش چوں رسید بگوشش ندائے سفر در رسید۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

چوں ابوبکر زاں حال آگاہ شد۔ زخانہ برون رفت وہمراہ شد۔[1] (سیرت المصطفیٰ ص ۲۹۱، ۱/۲)

س ۳۰۵: توبہ کی آیت میں ابوبکرؓ کے لیے لفظ صاحبہ استعمال ہوا ہے۔ بتائیے اہلِ عرب یا صاحب الحمار کس کو کہتے ہیں؟

ج: صحابہؓ کے دشمن گدھوں کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ جو خر دماغ۔ صاحب الرسول میں رسول کی جگہ حمار اور حمار کی جگہ رسول بول کر دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ کفار تو کجا اس میں گدھے جتنی عقل بھی نہیں۔

تاریخ طبری کے شروع میں ہے کہ شیعۃ الشیاطین بہت پہلے سے ہیں۔ بتلائیے! شیعۃ الشیاطین اور شیعہ امامیہ میں کیا فرق ہے؟ لفظ "اہل النار" قرآن میں جگہ جگہ آیا ہے کیا اس سے تمہارے اہلِ خانہ تو مراد نہیں؟

س ۳۰۶: حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ (قیدی ساتھیو!) اور قرآن پ ۱۵ باغ والوں کے قصہ میں ہے: قال لہ صاحبہ (اس سے دورانِ گفتگو اس کے ساتھی نے کہا) اگر اس لفظ میں خاص فضیلت ہے تو کفار کیلیے کیوں بولا گیا؟

ج: لفظ صاحب کے معنی، ساتھ دینے والے اور تعلق رکھنے والے کے ہیں۔ قیدی قید سے تعلق رکھتے تھے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھی تھے۔ پھر تبلیغ سے مسلمان ہو گئے۔ صاحبہ اس کافر کے پاس رہنے والا۔ اسے تبلیغ کر رہا تھا؟ کیا تو نے خدا کا انکار کیا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا؟" تو دونوں جگہ صاحب ایمان اور پر بولا گیا۔ جیسے قرآن میں "ماضل صاحبکم وما غوی" آیا ہے کہ تمہارا ساتھی (پیغمبر) نہ گمراہ ہے نہ بھٹکا ہے) اس سے پتہ چل گیا کہ لغۃً لفظ صاحب اپنے مضاف الیہ کے مطابق گو اعلیٰ یا ادنیٰ مفہوم دے سکتا ہے۔ مگر قرآن میں اور پیش کردہ مثالوں میں لفظ صاحب ادنیٰ چیزوں کی طرف نسبت کے باوجود اپنے اعلیٰ مفہوم سے گرا نہیں۔ لیکن اگر لفظ صاحب اشرف اور اعلیٰ کی طرف منسوب ہو تو پھر مضاف الیہ سے خیر اور مدح حاصل کرے گا۔ جیسے صاحب النبوۃ، صاحب القرآن، صاحب بیت اللہ، اہل ایمان، صاحب النبی، صاحب الجنۃ وغیرہ۔

[1] ہجرت کے لیے ابوبکرؓ تیار تھے کیونکہ رسول اللہ نے آپؓ کو خبر دے دی تھی خود حضورؐ ابوبکرؓ کے گھر گئے۔ جب ابوبکرؓ کو سفر کی اطلاع مل گئی تو ابوبکرؓ گھر سے نکل آئے اور آپ کے ساتھ چل پڑے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور یہاں صاحبہ (صاحبِ نبی) تعریف کے علاوہ اس لقب خاص کے طور پر بولا گیا۔ جس سے آنحضورؐ صاحب ابوبکرؓ۔ اور ابوبکرؓ صاحبِ محمدؐ۔ عوام کی زبان پر معروف تھے کیونکہ ہم دم، ہم راز، ہم قدم، ہم دعوت، ہم خیال، ہم مشن اور ہم دین تھے۔ اس جوڑے جیسا تعلق، کسی کا ان سے یا آپس میں نہ تھا۔

س ۳۰۷: کیا غار میں ابوبکرؓ کا حزن (غم) اطاعتِ خدا ورسولؐ میں تھا یا نہیں؟

ج: رسولِ خداؐ کی محبت میں تھا جو اطاعت سے بھی فائق ہے۔

س ۳۰۸: اگر اطاعت میں تھا تو امرِ حق سے "لاتحزن" (غم نہ کھا) سے منع کیوں کیا؟

ج: یہ نہی عاشقِ صادق کو "شفقۃً" تھی جیسے شہداءِ احد پر حضورؐ کے غم کھانے کو منع کیا گیا ولا تحزن علیھم (پ ۱۴ ع ۲۲)

س ۳۰۹: اگر یہ حزن ضعیف الاعتقادی اور خدا ورسولؐ پر یقینِ کامل کی کمی کا نتیجہ تھا تو پھر فضیلت کیسے ٹھہرا؟

ج: نہ ضعف اعتقادی تھا، نہ یقینِ کامل کی کمی۔ عشقِ صادق کا تقاضا تھا کہ دشمن معشوق کا سر کاٹنے دروازے پر آچکے ہیں۔ بے سروسامان تنہا عاشق وخادم اس تصور سے ہی بے قرار تھا۔ اگر یہاں یار اور حبیب کا غم اور فکر پیدا نہ ہوتا تو مولانا آزاد کے الفاظ میں "عشق و محبت کی عدالت کا فیصلہ ابوبکرؓ کے خلاف ہوتا"۔

س ۳۱۰: ارشادِ خداوندی ہے کہ اللہ کے ولیوں پر خوف وغم نہیں ہوتا، تو ابوبکرؓ اولیاءِ اللہ سے نہ ہوئے۔

ج: یہ آخرت سے متعلق بات ہے۔ دنیا میں اپنی ذات کا خوف اور اپنے پیاروں کا حزن وغم آتا رہتا ہے۔ آپ کے امام باڑے، مرثیے اور نوحہ خوانی کس چیز کی غمازی کرتے ہیں؟

س ۳۱۱: غارِ ثور میں حضرت ابوبکرؓ کو سانپ نے کیوں ڈسا جبکہ خدا کو حفاظت منظور تھی؟

ج: حفاظت کلی پروگرام کا فر دشمنوں سے بچانے کا تھا۔ راستے کی تکالیف، وڈا کانٹا چبھنا، موذی جانور کا ڈس لینا اس وعدے کے خلاف نہیں۔ پھر اس تکلیف میں خادم خاص یارِ غار صدیقِ اکبرؓ کے عشق اور صبر کا بھی امتحان تھا کہ سانپ کے ڈسنے کے باوجود نہ حرکت

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی نہ آواز نکالی حتیٰ کہ آپؓ کی گود میں سونے والے حبیبِ کبریاؐ تب جاگے جب زہر آلود آنسو آپؓ کے چہرے پر پڑے پھر آپؐ نے لعاب مبارک پاؤں پر لگایا تو اسی وقت تکلیف رفع ہو گئی جیسے خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھ دُکھن آپؐ کے لعاب سے جاتی رہی۔ یہ لطیفہ بھی ہو سکتا ہے کہ سانپ کے ڈسنے سے یہ اشارہ ہو۔ کہ بُغضِ صحابہ سے بھری ایک کالی قوم صحابہ کرامؓ اور یارانِ رسول کو ڈستی ہی رہے گی اور خدا ان کے زہرِ کفر کو پیغمبرؐ کے لعابِ سُنّت سے دفع کرتا رہے گا۔

س ۳۱۲: "ان اللہ معنا" (اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے ساتھ ہیں) سے آپ کیا فضیلت لیتے ہیں؟

ج: یہ سند پکڑتے ہیں کہ حضرت پیغمبرؐ اور صدیق اکبرؓ متقی، مومن، نیکوکار، صابر (یعنی جنتی اور خدا کے محبوب) ہیں کیونکہ بار بار ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ مع المومنین۔ ان اللہ مع المحسنین، ان اللہ مع الصّٰبرین نیز ان اللہ معنا۔ جملہ اسمیہ مؤکد ہونے کی وجہ سے دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ کی معیّت اور نصرت وحمایت ہمیشہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی اور خدا ان سے جدا نہ ہو گا۔ چنانچہ جیسے مدنی زندگی میں عمر بھر حضرت پیغمبرؐ اور صدیقِ اکبرؓ کو خدا کی معیّت ونصرت حاصل رہی۔ اسی طرح خلافت راشدہ میں بھی خدا کی نصرت ومعیّت صدیق کے شامل حال رہی اور تمام مرتدین منکرینِ زکوٰۃ، منافقین اور مسیلمہ کذاب وغیرہ پر مکمل نصرت حاصل ہُوئی۔

نیز خدا کی معیّت پیغمبرؐ وصدّیقؓ کو ایک ہی مشترک حاصل ہے علیحدہ علیحدہ نہیں ہے۔ یہ معیّت اگر پیغمبرؐ کے لیے فضیلت ہے تو صدیقؓ کے لیے بھی یقیناً ہے۔

س ۳۱۳: کیا جمع کا صیغہ تعظیماً رسولؐ کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا ہے؟

ج: ایسا ثبوت مستند تفسیروں سے درکار ہے۔ لغتہً واحد وتثنیہ کے لیے جب الگ الگ صیغے وضع کیے گئے ہیں تو بلا دلیل وقرینہ محض ابوبکرؓ سے بغض کی بنا پر لغت اور قانون بدلنا۔ بڑا ہی ظلم ہے۔ قرآن میں ایسی کوئی مثال نہیں۔ احادیث میں بھی صحابہؓ کو ساتھ ملا کر یہ لفظ بولا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے: انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔ (بخاری) "جب ہم کسی قوم پر حملہ کے لیے اس کے صحن میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اترتے ہیں تو ایسے ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بُری ہوتی ہے۔)

س ۳۱۴: قرآن میں ہے تین آدمیوں کے مشورہ میں چوتھا خدا، پانچوں میں چھٹا خدا، اور کم و بیش میں بھی خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ معیّت کافروں، مشرکوں، مسلمانوں کے ساتھ یکساں ہے؟

ج: یہ تنہائی اور سرگوشی میں معیّتِ الٰہی اور حاضر و ناظر ہونا یکساں درجہ رکھتی ہے مگر مقامِ نصرت و حمایت میں جو ان لا تنصروہ فقد نصرہ اللہ (اگر تم پیغمبرؐ کی مدد نہ کرو گے تو خدا تو ان کی نصرت کر چکا ہے ..... الخ)۔ میں مذکور ہے۔ وہ صرف مومنوں، پرہیزگاروں، صالحین اور صابروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ آیاتِ بالا شاہد کافی ہیں۔

س ۳۱۵: فانزل اللہ سکینتہٗ۔ یہ الفاظ کس کے لیے خدا نے استعمال فرمائے؟

ج: تفسیریں دو طرح کی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے پیغمبرؐ پر رحمت و تسلّی نازل فرمائی۔ اگلا جملہ اس کا مؤید ہے۔ دوم یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحمت و تسلّی نازل فرمائی کہ وہ اس کے (محبوب کے غم و فکر) کی وجہ سے زیادہ حق دار تھے۔ پہلی صورت میں اوّلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تسلّی نازل ہوئی پھر آپؐ کے توسط سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔ چنانچہ خصائص کبریٰ ص۱۸۵ ج۱ اور بیہقی میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ابوبکرؓ کے لیے دُعا کی تو اللہ کی طرف سے ابوبکرؓ پر سکینت نازل ہوئی۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ سکینت اہلِ ایمان کا خاصہ ہے۔ سورہ توبہ میں ہے: ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین "پھر اللہ نے اپنی تسلی حضرت رسولؐ اور مومنوں پر اتاری" دوسری تفسیر کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علیہ کی ضمیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے کیونکہ لفظ صاحبہ قریب ہے اور ضمیر قریب کی طرف لوٹانا زیادہ بہتر ہے نیز فانزل کی فا بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ "لا تحزن" پر تفریع ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (رسولِ خدا کے لیے) حزین و غمگین ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی سکینت اور طمانینت نازل کی تاکہ ان کے قلب کو سکون ہو جائے اور ان کا غم اور پریشانی دور ہو جائے۔ (دیکھو روح المعانی ص۸۷ ج۱۰)

www.sirat-e-mustaqeem.com

و زرقانی ص ۳۳۶ ج ۱)

اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر ص ۴۵۱ ج ۴ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر اہلِ تفسیر کے نزدیک علیہ کی ضمیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے۔ اس لیے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پہلے ہی سکون و اطمینان حاصل تھا...... بعض علماء نے "وایدہ" کی ضمیر بھی ابوبکرؓ کی طرف راجع کی ہے جس کی تائید حضرت انسؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ابابکر ان اللہ انزل سکینتہ علیک وایدک۔ روح المعانی ص ۱۰۲ ج ۱۰ (سیرت المصطفیٰ ص ۲۹ ج ۱۲) اے ابوبکرؓ تجھ پر اللہ نے اپنی سکینت اور تسلی نازل کی اور تجھ کو قوت اور مدد پہنچائی۔

بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضورؐ تو زیرِ حفاظت اور پرسکون تھے۔ بارِ دفاع و حفاظت صدیقِ اکبرؓ پر تھا۔ وہ بارہ مسلح کافروں کے مقابل نہتے اور تنہا تھے اب قدرتی طور پر غم و فکر ان کو لاحق ہوتا تھا۔ ان پر ہی خدا نے سکینت نازل کی اور فرشتوں کے مخفی لشکر پھیلا کر آپ کے مشن کی تائید و تقویت کی۔

س ۳۱۶: یہاں ضمیر واحد مذکر کیوں استعمال ہوئی ہے؟

ج: دونوں تفسیریں منقول ہو چکی ہیں۔ سکینت کی حاجت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تھی تو ضمیر مفرد استعمال ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بتاویل کل واحد (ہر ایک) کی طرف راجع ہو جیسے سورت فتح میں ہے:

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ (پ ۲۶، فتح) تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ہر ایک کی تقویت اور تعظیم کرو۔

اور مائدہ کی آیت یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ (کہ اللہ نور اور کتاب مبین ہر ایک کے ذریعے اپنی رضا کے پیروکاروں کو ہدایت دیتا ہے) بھی ایک تفسیر پر اسی طرح ہے ورنہ اکثروں کے ہاں ضمیر کتاب کی طرف ہے اور عطف تفسیری ہے۔

س ۳۱۷: آپ کے مذہب میں مہاجر کی تعریف کیا ہے؟

ج: قرآنِ حکیم نے یہ تعریف کی ہے: "پس جن لوگوں نے گھر بار چھوڑا اور اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور جنگیں کیں اور (دیا) شہید ہوئے یقیناً میں ان کی برائیاں مٹا کر ان کو ضرور جنات میں داخل کروں گا جن میں نہریں بہتی ہیں یہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کے پاس بڑا اچھا ثواب ہے۔ (آل عمران ع ۴۴ پ ۴)

۲۔ "مالِ فئے ان فقیر مہاجروں کا بھی حق ہے جن کو اپنے گھروں سے اور مالوں سے بے دخل کیا گیا وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔" (حشر ع ۱ پ ۲۸)

سابقون اوّلون کے طبقات

س ۲۱۸: آپ سابقین سے کیا مراد لیتے ہیں؟

ج: قرآن نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ... الخ

سابق فی الاسلام مندرجہ ذیل طبقات میں منقسم ہیں:۔ ۱۔ حضرت خدیجہؓ، ابوبکرؓ علیؓ، زیدؓ۔ ۲۔ خفیہ سہ سالہ تبلیغ میں ایمان لانے والے جن کی تفصیل ابن ہشام سے مذکور ہو چکی۔ ۳۔ علانیہ تبلیغ اور تعذیب فی اللہ کے زمانے میں اسلام لانے والے جیسے حضرت حمزہؓ، عمرؓ، ابوذرؓ۔ ۴۔ دار الندوہ میں اسلام لانے والے کہ حضرت عمرؓ کی ترغیب اور کوشش سے مکہ کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا۔ (مہاجرینؓ حبشہ ان چاروں میں سے ہیں۔) ۵۔ عقبہ اولیٰ کی بیعت کرنے والے ۱۱ افراد انصارؓ۔ ۶۔ عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والے ستر انصار حضراتؓ۔ ۷۔ مہاجرینؓ مدینہ کا پہلا گروہ جو مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے بستی قبا میں ٹھہرے تھے اور مسجد قبا بنائی۔ ۸۔ اہلِ بدر۔ ۹۔ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیان۔ ہجرت کر کے آنے والے (اہل احد و خندق وغیرہ انہی میں ہیں)۔ ۱۰۔ بیعتِ رضوان والے۔ کہ فرمانِ نبویؐ ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ نیز فرمایا سب جنت میں جائیں گے۔ ۱۱۔ وہ مہاجر اور مسلمان جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان ایمان لائے ان میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ فاتح مصر عمرو بن العاص احفظ الصحابہ حضرت ابوہریرہ جیسے حضرات (رضی اللہ عنہم) بھی ہیں۔ یہ گیارہ طبقات درجہ بہ درجہ سابقون اوّلون میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سب کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

متعلق اللہ کا فرمان ہے: "ان کا درجہ فتح مکہ کے بعد والوں سے بہت بڑا ہے گو دونوں سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے" (پ۲۷، حدید ع ۱)۔ ۱۲۔ قریشِ مکہ کی وہ بڑی جماعت جو فتح مکہ یا اس کے بعد مسلمان ہوئی۔ عام قبائل عرب ان میں ہی شامل ہیں۔ جن کے ایمان واسلام کی خدا نے یوں بشارت دی: "جب اللہ کی مدد آجائے اور (مکہ) فتح ہو جائے تو تُو لوگوں کو فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتا دیکھے گا۔ تو اس وقت اپنے رب کی تعریف وپاکی بیان کریں اور استغفار کریں۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورت نصر پ ۳۰)۔ ۱۳۔ وہ نو عمر اور چھوٹے بچے ہیں جو فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملے آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا دی یا کچھ کھلایا۔

ان طبقات کی تشریح وتعیین (معمولی فرق کے ساتھ) امام حاکم نیشاپوریؒ م ۴۰۵ھ نے معرفۃ علوم الحدیث کے ساتویں نوع میں کی ہے۔

س ۳۱۹: حضرت ابوبکرؓ کے ختنے قبولِ اسلام کے کتنے دن بعد ہوئے؟

ج: ختنہ ملتِ ابراہیمی کی سنّت ہے۔ عرب بچوں (بعض بچیوں تک کے) ختنے کرواتے تھے یہ بے ہودہ سوال ہے۔ کیا سائل ختنہ کے پیشہ سے تعلق رکھتا ہے کہ یہ سوال کیا ہے؟

س ۳۲۰: جنگِ بدر میں کتنے کافر ابوبکرؓ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے؟

ج: آپ اکابر جرنیلوں اور خاص مشیر ومحافظ نبوی تھے۔ بالفعل جنگ میں قتل کرنا ضروری نہ تھا جیسے خود حضور علیہ السلام سے کوئی کافر قتل نہیں ہوا۔ چند واقعات سے آپ کی بزرگی اور بہادری کا اندازہ لگائیں:

۱۔ جب قریش کے مسلح ہو کر آنے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ملی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ پوچھا۔ تو سب سے پہلے ابوبکرؓ اُٹھے اور بہت اچھا کہا، پھر عمرؓ بن الخطاب اُٹھے اور بہت اچھا کہا پھر مقدادؓ بن اسود اٹھے تو کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو اللہ نے آپ کو سجھایا ہو، کر گزریں ہم آپ کے ساتھ ہیں بخدا ہم وہ بات نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی: "تو اور تیرا رب جا کر لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں"

ۂ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ الآیۃ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

بلکہ ہم تو تمہارے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ خواہ آپ برک غماد (یمن کے نزدیک شہر) تک ہمیں لے جائیں.... الخ (سیرت ابنِ ہشام ص۲۶۶ ج۲)

۲۔ میدانِ جنگ متعین کرنے کے لیے آپ بدر کے قریب اُترے۔ آپ سوار تھے ایک صحابی آپ کے ساتھ تھا۔ ابنِ ہشام کہتے ہیں وہ شخص ابوبکرؓ تھے۔ (جنگی مقامات کی تعیین جرنیلوں اور خاص بہادر لوگوں کا کام ہے۔) ایضاً ص۲۶۷

۳۔ صفیں برابر کر کے جب آپ ایک خاص چھپر (کمانڈر روم) میں داخل ہوئے تو آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ بھی تھے آپ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ رسولِ خدا اپنے رب سے گڑگڑا کر مدد مانگتے تھے اور فرماتے تھے: "اے اللہ اگر تو نے اس جماعت کو آج ہلاک کر دیا تو تیری کبھی عبادت کوئی نہ کرے گا" اور ابوبکرؓ کہتے تھے۔ اے اللہ کے نبیؐ یہ گڑگڑانا کم کریں آپؐ کا رب یقیناً آپؐ سے وعدہ (نصرت) پورا کرے گا۔ کچھ دیر حضورؐ کی آنکھ لگ گئی جب بیدار ہوئے تو فرمایا اے ابوبکرؓ! خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد تیرے پاس آپہنچی۔ یہ جبریل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑے ہیں۔ اس کے اگلے دانتوں پر غبار ہے۔ (سیرت ابنِ ہشام ص۲۷۹ ج۲)

۴۔ یہ اکابر تو عوام کے بجائے اپنے خواص کو ٹھکانے لگانے کے زیادہ حریص تھے جیسے کفار نے پہلے مبارزہ میں اپنی برادری کے جوڑ مانگے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو بدر میں قتل کیا۔ (ابنِ ہشام ص۲۸۹ ج۲) اور ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پکارا جب وہ اس دن (قبل اسلام) مشرکین کے ساتھ تھا۔ اے خبیث! ادھر آ۔ (ایضاً ص۲۹۱)۔ مگر وہ کنی کترا گیا۔ پھر بعد از اسلام ایک دن اس نے کہا: "اے باپ آپ میری زد میں تھے مگر میں نے باپ ہونے کا لحاظ کیا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا، خدا کی قسم اگر تو میری زد میں آتا تو تجھے قتل کر دیتا۔

اب سب واقعات میں حضرت ابوبکرؓ رسولِ خدا کے۔ ہمراہی اور شریک ہیں، اور غزوہ و جہاد کا ثواب بدستور آپ کو مل رہا ہے۔

ثالثاً ص۳۲ کو دیکھئے کہ قصہ غار کے برعکس۔ عریش بدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی

www.sirat-e-mustaqeem.com

متفکر اور پریشان ہیں اور ابوبکرؓ تسلی دے رہے ہیں کیونکہ وہاں حفاظتِ رسولؐ کی ذمہ داری ابوبکرؓ پر تھی۔ یہاں لشکر لڑانے اور بار جیت کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی ہر ایک کا ذمہ داری کو محسوس کر کے متفکر و حزین ہونا فطری اور دلیلِ ایمانی تھا۔ رہا قتل کا فر کا ثبوت نہ ملنا۔ تو شان میں کمی نہیں کر سکتا کیونکہ کسی کافر کو کلمہ پڑھا دینا۔ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے۔ حضرت وحشیؓ بن حرب (قاتل حمزہؓ) کا اسلام قبول کرتے وقت آپؐ نے فرمایا: دعوه فلاسلام رجل واحد احب الی من قتل الف کافر۔ "اسے زندہ رہنے دو۔ ایک شخص کا مسلمان ہونا میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے زیادہ پسند ہے۔" (سیرت المصطفٰے ص ۵۵۲/۱ از مولانا ادریس کاندھلویؒ)

چند صفحے پہلے سوال نمبر ۳۰۰ کا جواب پڑھیئے کہ ابوبکرؓ نے آغازِ اسلام میں کتنے لوگوں کو مسلمان کیا اور کرایا۔ وہ اسی وقت سے سب سے آگے بڑھ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

س ۳۲۱: حضرت ابوبکرؓ کا اصل نام والدین نے کیا رکھا تھا؟

ج: آپ کا نام عبد اللہ رکھا گیا، عتیق لقب تھا کیونکہ آپ کا چہرہ حسین اور شریف تھا۔ آپ کے عتیق نام کی ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ ماں نے نذر مانی کہ اگر بچہ ہوا تو عبد الکعبہ نام رکھوں گی اور کثیر رقم بیت اللہ پر خرچ کروں گی۔ جب آپ بچ گئے اور جوان ہوئے تو عتیق نام رکھا گیا۔ گویا موت سے آزاد ہوئے۔ مسلمان ہونے تک یہ دونوں نام چلتے تھے تا آنکہ زمانہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا۔ عتیق کی وجہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ مسلمان ہوتے وقت آپؐ نے یہ بشارت دی تھی انت عتیق من النار۔ "آپ آگ سے آزاد ہیں۔" (حاشیہ سیرت ابن ہشام ص ۲۶۶/۱)

س ۳۲۲: مشرک ظالم ہے یا عادل؟

ج: بحالتِ شرک ظالم ہے جب توبہ تائب اور مسلمان ہو جائے تو عادل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

ہاں جو توبہ کرے اور مسلمان ہو کر اچھے اعمال کرے تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا۔ (مریم پ ۱۶ ع ۷)   ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔

بعد از اسلام جو کسی کو کافر و ظالم ہونے کا طعنہ دے وہ خود ظالم اور منکرِ قرآن ہے۔

س ۳۲۳: کیا ظالم خلیفہ ہو سکتا ہے؟ تو پھر لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۰ (کہ ظالموں کو میرا عہدہ نہیں مل سکے گا) کی شرط کا کیا تدارک ہوگا؟

ج: مسلمان ہو کر جب ظالم نہ رہا۔ عادل بن گیا تو عہدۂ خلافت اسے مل جائے گا مگر آیت سے استدلال غیر تام ہے۔ کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نبوت والی امامت و خلافت کی بات ہے۔ جس کے لیے مطلقاً معصومی شرط ہے۔ غیر نبی کی خلافت عین نبوت یا اس کا ہم مرتبہ اور افضل نہیں ہے تو پھر ایسی شرط لگانا ایجاد بندہ ہے۔ جبکہ صغر سنی کے باوجود شیعہ کے ممدوحین (قبل اسلام) ایسے افکار سے پاک ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ ابنِ اسحٰق کی مفصل روایت ملاحظہ فرمائیں:

"بعثت سے اگلے روز حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے۔ یہی دین لے کر پیغمبر دنیا میں آئے۔ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ اس کی عبادت کرو اور لات اور عزیٰ کا انکار کرو۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ بالکل ایک نئی چیز ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ جب تک میں اپنے باپ ابوطالب سے اس کا ذکر نہ کر لوں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپؐ پر یہ بات شاق گزری کہ آپؐ کا راز کسی پر فاش ہو۔ اس لیے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ! اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو اس کا کسی سے ذکر مت کرو۔ حضرت علیؓ خاموش ہو گئے۔ ایک رات گزرنے نہ پائی تھی کہ دل میں اسلام ڈال دیا گیا...... صبح کو حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور عرصہ (ایک سال) تک اپنے اسلام کو ابوطالب سے مخفی رکھا۔" (البدایہ والنہایہ ص ۲۴/۳ج)

تفسیر آیتِ مباہلہ

س ۳۲۴: اگر حضرت ابوبکرؓ کو حضور صدیق مانتے تھے تو مباہلہ میں ساتھ کیوں نہ لیا؟

ج: شیعوں کا مقصد کسی نہ کسی بہانے سے صدیق اکبرؓ پر طعن کرنا ہے۔ ورنہ مباہلہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کا آپ کے مناقب یا مطاعن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مباہلہ باقاعدہ ہوا نہ تھا اگر ہوتا تو آیت کے مطابق تینوں قسم کی جماعتیں مسلمانوں کی طرف سے اور تینوں نصاریٰ کی طرف سے ایک میدان میں جمع ہوتیں۔ ان میں یقیناً خلفاء راشدینؓ اور دیگر اکابر صحابہؓ متبعین رسول ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پ۳ ع ۱۴)

پس جو شخص تم سے عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں، تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔

اور یہ متبعین صحابہؓ مرد و عورتیں ہوتے کیونکہ عیسائیوں کے مقابل حضرت رسولؐ کے ہمراہ خدا کے آگے یہی چہرہ جھکائے ہوئے تھے تو مباہلہ میں شریک ہونا ان کا اوّلین حق تھا۔ اور خدا ان کے ایمان و یقین کی شہادت دے چکا تھا۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۔ (آل عمران ع ۲ پ۳)

پس اگر وہ تم سے حجت کریں تو کہہ دو کہ میں نے اور میرے تابعین (پیرو کاروں) نے خدا کے سامنے (اطاعۃ) اپنا سر جھکا دیا ہے۔

روایات سے اگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ و علیؓ کو لے کر گئے تو یہ بھی امام جعفر صادقؒ اور حضرت امام باقرؒ سے ابن عساکر نے روایت کی ہے:

تعالوا ندع ابناءنا۔ الآیہ قال فجاء بابی بکر وولدہ وبعمر وولدہ وبعثمان

کہ اس آیت کے جواب میں حضورؐ ابو بکرؓ اور اس کے بیٹوں کو، عمرؓ اور اس کے بیٹوں کو، عثمانؓ اور اس کے بیٹوں کو، علیؓ اور اس

www.sirat-e-mustaqeem.com

وولدہ وبعلی وولدہ۔ کے بیٹوں کو لے کر آ گئے۔

(درِ منثور ص۴۰ ج۲، روح المعانی ص۲۰۶ ج۱، تفسیر آیاتِ قرآنی ص۴۴۲)

صحابہ کرامؓ کی طرف سے تیاریاں ہو رہی تھیں اور حضورؐ نے اپنے گھر کے ننھے بچوںؓ اور صاحبزادیؓ کو بھی تیار کر لیا تھا۔ مگر فریقِ نصاریٰ نے انکار کر دیا۔ ان کو بوڑھوں نے سمجھایا تھا کہ تم یقین سے جانتے ہو کہ محمدؐ آخر الزمان سچے پیغمبر ہیں۔ اگر مباہلہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے چنانچہ انھوں نے بطورِ جزیہ سالانہ دو ہزار جوڑے صفر میں اور ایک ہزار رجب میں دینا منظور کر لیا اور مباہلہ کی نوبت نہ آئی۔

چار عدد اہلِ بیتؓ حضرات کو تیاری کے لیے گھر بلانے کے واقعہ سے شیعوں نے عجیب ناجائز کارروائیاں کی ہیں۔

آیت کے الفاظ میں تحریف معنوی کی۔ حضرت علیؓ کو نفس رسولؐ کہہ کر آپ کے برابر بنا دیا۔ خلیفہ بلافصل بنایا۔ معصوم ثابت کیا۔ بناتؓ کا انکار کیا، دیگر صحابہؓ کو غیر مومن اور نااہل بتایا۔ جیسے اب مشتاق نے کیا۔ وغیرہا من الخرافات۔ اس لیے ہم مختصراً آیت سے کسی قسم کے ناجائز استدلال کی خرابیاں بیان کرتے ہیں۔

۱۔۔ ان فاسد استدلالات کی بنیاد روایت پر ہے اور وہ بھی حدِ تواتر کو نہیں پہنچتی اور آیت سے تو ان کا کچھ ثبوت و ربط نہیں۔

۲۔۔ اکثر روایات میں حضرت علیؓ کا بلایا جانا مذکور نہیں ہے۔ تفسیر طبری ص۱۹۲ ج۳ میں ہے:

ہم سے ابن حمید نے اس سے جریر نے ذکر کیا، جریر کہتا ہے کہ میں نے مغیرہ سے کہا کہ لوگ نجران کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے تو انھوں نے کہا کہ شعبیؒ نے حضرت علیؓ کا ذکر نہیں کیا۔ اب میں نہیں جانتا کہ شعبیؒ نے اس وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ بنو امیہ کا خیال حضرت علیؓ کے متعلق اچھا نہ تھا، یا در اصل واقعہ میں تھے ہی نہیں پھر اسی تفسیر میں ایک روایت قتادہؓ سے منقول ہے اس میں بھی حضرت علیؓ کا ذکر نہیں ہے۔"

۳۔۔ روایات سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو بلایا۔ باقی رہا یہ کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

انفسنا سے مُراد علیؓ ہیں۔ ابناءنا سے مراد حسنینؓ اور نساءنا سے مراد فاطمہؓ ہیں۔ یہ مضمون کسی روایت میں نہیں ہے جس نے مراد بیان کی ہے، اپنی رائے سے کی ہے لہٰذا اسے حدیثِ رسولؐ کہنا کذب وافترا ہے۔

۴۔۔۔ معتبر مفسرین محققین، انفسنا سے حضرت علیؓ کی ذات مراد نہیں لیتے بلکہ حضورؐ کی ذات مراد لیتے ہیں۔ (طبری ص ۱۹۲ ج ۳) کہا گیا ہے کہ الفاظ اپنے عموم پر ہیں۔ تمام جماعت اہلِ دین مراد ہے۔ (معالم التنزیل)

کشاف میں ہے: یعنی ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے بیٹوں، عورتوں اور اپنی ذات کو مباہلہ کی طرف بلائے اور تفسیر مدارک میں بھی بالکل کشاف کی نقل ہے۔

بیضاوی میں ہے: یعنی ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے نفس کو اپنے عزیز گھر والوں کو بلائے۔

۵۔۔۔ ان الفاظ کی خاص مراد جس نے بھی بیان کی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس نے خیال کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ان حضرات کو بلایا تھا تو ان الفاظ کا مصداق لامحالہ ان کو بنا دیا۔ حالانکہ یہ بنیاد ہی کچّی ہے۔ ہاں اگر اہلِ نجران مباہلہ منظور کر لیتے تو اس وقت دیکھا جاتا کہ حضورؐ کن کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اگر مباہلہ کی نوبت آتی تو اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو ضرور ساتھ لے جاتے۔ کیونکہ نِسَآءَنَا سے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا۔ تفسیر بحرِ محیط ص ۴۷۹ ج ۲ میں ہے:

اگر نجران کے عیسائی مباہلہ کے لیے آتے تو ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو حکم دیتے کہ اپنے اہل وعیال کو لے کر مباہلہ کے لیے آئیں۔

۶۔۔۔ انفسنا سے حضرت علیؓ اور نِسَآءَنَا سے حضرت فاطمہؓ اور ابناءنا سے حضرات حسنینؓ کا مراد لینا لغت عرب اور محاورہ قرآنی کے خلاف ہے۔

انفس، نفس کی جمع ہے ہر شخص کی اپنی ذات پر بولا جاتا ہے پھر لفظ جمع سے واحد مراد لینا ناجائز ہے۔ اِلّا مجازاً۔ قرآن میں بھی حضور کے لیے مِنْ اَنْفُسِهِمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ (تم میں سے ایک) آیا ہے۔ تو صرف حضرت علیؓ مراد لے کر

www.sirat-e-mustaqeem.com

باقی سب حاضرین یا صحابہؓ کو خارج کرنا آیات کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے تھے ہی نہیں۔ قرآن میں مردوں کے باپ ہونے کی آپؐ سے نفی کی گئی ہے۔ نواسے کو ابن البنت کہتے ہیں۔ لفظ نساء جمع ہے۔ جب کسی شخص کی طرف مضاف ہو تو اس کی بیویاں مراد ہوتی ہیں۔ جیسے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ سے احزاب میں بار بار خطاب آپ کی بیویوں کو ہوا ہے۔ لہٰذا نِسَآءَنَا سے صرف حضرت فاطمہؓ مراد لینا کسی طرح درست نہیں۔ ازواج کو پہلے اس لیے نہ بلایا تھا کہ وہ لفظ کا مصداقِ اصلی تھیں۔ ضرورت کے وقت فوراً بلائی جا سکتی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ کو تبعاً شامل کرنے کے لیے اہتمام کیا، جیسے کملی میں ان کو لے کر اہتمام سے اہلِ بیتؓ میں داخل کرایا اور ازواج کو داخل نہ کیا کہ وہ تو نصِ قرآنی سے اہلِ بیتؓ قرار پا ہی چکی تھیں۔

۷۔ فریقِ مخالف نے جس ذہانت سے ان تین لفظوں کا مصداق خلافِ لغت و محاورہ قرآن ان چار حضرات کو بنایا۔ کیا ان کا کوئی مفہوم و مصداق اسی قسم کا، برابر کے فریق عیسائیوں کے لیے بھی تجویز کیا ہے؟ حالانکہ وہاں بھی تو لغوی معانی کے تحت عام نصاریٰ مرد و عورتیں، لڑکے آتے تو یہاں ان کو خارج کیوں سمجھا جاتا ہے۔

۸۔ بالفرض مانا بھی جائے کہ انفسنا سے حضرت علیؓ مراد ہیں تو خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ حقیقۃً نفس ماننے سے شرک فی النبوت، ختمِ نبوت کا انکار اور فاطمہؓ سے نکاح ناجائز ہوگا۔ لامحالہ مجازاً نفسِ رسول ہوں گے تو پھر ان کا نہ معصوم ہونا ثابت ہوگا نہ افضل الصحابہؓ ہونا کیونکہ مجاز میں حقیقت کے تمام اوصاف کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسے "زید شیر ہے" میں مشابہت صرف بہادری میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا کہا ہے۔ پھر مباہلہ میں صدیقوں کو ہی لے جانا ضروری نہ تھا مومن اور تابعدار ہونا کافی تھا۔ پھر حضرات حسنینؓ تو صغر سنی کی وجہ سے دونوں صفتیں ابھی نہ رکھتے تھے۔ اگر وہ تبعاً للابوین شامل ہو سکتے ہیں تو متبعین صحابہؓ بدرجہ اولیٰ شریک ہوتے، اگر مباہلہ منعقد ہو جاتا۔

مباہلہ کے متعلق یہ اہم باتیں ہماری کسی کتاب میں نہیں۔ اس لیے اس کتاب میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

ذکر کردی گئیں۔ ان کا ماخذ امام اہلِ سنّت مولانا عبد الشکور لکھنوی کا ایک مضمون ہے۔

ابو طالب عشاری اپنی مکمل سند کے ساتھ حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت کرتے ہیں "کہ امام محمد باقرؒ کے والد حضرت علی بن حسینؓ کے پاس ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ ابوبکرؓ کے متعلق بتائیے؟" زین العابدینؒ نے پوچھا کہ تو حضرت صدیقؓ کے متعلق پوچھتا ہے؟ وہ شخص کہنے لگا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ ابوبکرؓ کو صدیق کے لقب سے یاد کرتے ہیں تو امام نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے، صدّیق کا لقب تو انھیں اس ذات نے عطا فرمایا جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مہاجرینؓ اور انصارؓ سب نے ان کو یہ لقب دیا پھر امام نے فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ کو الصدیق کے نام سے یاد نہ کرے۔ اللہ اس کی بات کو دونوں جہانوں میں سچا نہ کرے۔" (فضائل ابی بکر الصدیقؓ بحوالہ رحماء بینہم ص ۴۰۳ ج ۱)

پتہ چلا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور زین العابدینؒ تو حضرت ابوبکرؓ کو صدیق مانتے تھے، اب شیعہ نہ مانیں تو ان کی بدقسمتی؟

س ۲۲۵: حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ پر کس آیت قرآن سے فضیلت حاصل ہے؟

ج: درجن بھر آیتیں مع تفسیر ہم نے تحفہ امامیہ" باب دوم حضرت ابوبکرؓ کے خصائص ص ۶۹ تا ۸۰ اور باب پنجم میں ذکر کردی ہیں مراجعت کریں۔ ایک آیت یہ ہے:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي	اور یقیناً وہ سب سے بڑا پرہیزگار آگ سے
يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝	بچایا جائے گا جو اپنا مال پاک ہونے کے لیے دیتا
وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن	ہے کسی کا اس پر احسان نہیں کہ بدلہ دیا جائے
نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ	ہاں صرف سب سے بڑی شان والے پروردگار کی
الْأَعْلَىٰ ۝ (سورۃ اللیل پ ۳۰)	رضا چاہنے کے لیے (مال دیتا ہے)۔

شیعہ تفسیر مجمع البیان ج ۵ میں بھی ہے "کہ بلاشبہ یہ آیت ابوبکرؓ کی شان میں اتری کیونکہ آپ نے ہی ان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہوئے جیسے حضرت بلالؓ عامر بن فُہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ملّا باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے کہ بلالؓ کو ابوبکرؓ نے دو غلاموں کے بدلے خریدا۔
(حیات القلوب صفحہ ۶۳ ج ۲)

س ۳۳۶: کوئی ایسی متواتر مرفوع بتوثیق رُواۃ حدیث پیش کریں جو یہ ثابت کرے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں؟

ج: تین ارشاداتِ نبوی پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ میری صحبت و رفاقت اور مال خرچ کرنے میں مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان ابوبکرؓ کا ہے اور اگر میں کسی کو اللہ کے سوا خلیل (ہر وقت دل میں یاد رہنے والا) بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی محبت اور اخوت باقی ہے مسجد میں سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے اور نہ چھوڑی جائے۔ (بخاری و مسلم) اس سے پتہ چلا کہ جب پیغمبرِ اسلام اور دین کی خدمات ابوبکرؓ کی سب سے زیادہ ہیں بعد از خدا وہی رسول خدا کے دل میں بستے ہیں تو وہی بشمول حضرت علیؓ سب سے افضل ہیں۔

۲۔ عمروؓ بن العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سب لوگوں سے زیادہ پیارا آپ کو کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ، میں نے پوچھا مردوں سے کون؟ فرمایا اس کے باپ ابوبکرؓ، میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر اور آدمیوں کے نام بھی گنے۔ میں چپ ہو گیا کہ شاید مجھے آخر میں ذکر کریں۔ (بخاری و مسلم)۔ خونی رشتے کے سوا اعمال کی حیثیت سے جو رسولِ خدا کو سب سے پیارا ہو وہی سب سے اتقیٰ اور افضل ہوا۔ اہلِ سنّت کے اتفاق سے بخاری و مسلم کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ راویوں کی پڑتال نہیں کی جاتی۔

۳۔ ابو داؤد صفحہ ۲۸۰ ج ۲ باب التفضیل مرفوع حدیث تقریری ہے:
ابن عمرؓ فرماتے ہیں: کہ ہم سب صحابہؓ کہتے تھے جب کہ رسولِ خدا زندہ تھے۔ (اور سُنا کرتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُمت کے سب سے افضل شخص حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں پھر عثمانؓ ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)۔ اس کے راوی چھ ہیں:

۱۔ احمد بن صالح: المصری ابوجعفر بن الطبری ثقۃ حافظ من العاشرۃ نسائی نے غلط فہمی اور اوہام تکلید کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ تقریب

۲۔ عنبسہ: بن خالد بن یزید الاموی مولاھم الایلی صدوق من التاسعۃ مات ۱۹۸ ھ

www.sirat-e-mustaqeem.com

۳۔ یونس : بن سیف الکلاعی الحمصی مقبول من الرابعہ ووہم من سماہ یوسف۔

۴۔ ابن شہاب زہری : محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابوبکر الزہری الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ۔

۵۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر القرشی العدوی احد الفقہاء السبعۃ وکان ثبتا عادلاً فاضلاً کان یشبہ بابیہ فی الھدی والسمت من کبار الثالثہ مات فی آخر ۱۰۶ھ

۶۔ عبد اللہ بن عمر ابن الخطاب : جلیل القدر صحابی ہیں، کثیر الروایۃ یکے از عبادلہ اربعہ اور سب لوگوں سے زیادہ متبع سنت تھے۔ ۷۳ھ میں حجاج کے زہر سے شہادت پائی۔

۴۔ حضرت علیؓ کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہے۔ محمد بن حنفیہ بن علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا، امت میں سے سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا "ابوبکرؓ" میں نے کہا، پھر کون؟ فرمایا: "عمرؓ" میں نے کہا پھر آپ ہیں؟ فرمایا: "میں ایک مسلمان آدمی ہوں" (بخاری)۔ ازالۃ الخفاء میں ہے کہ اسی سندوں سے مروی ہے۔

خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ولا یفضلنی احد علیھما الا جلدتہ جلد المفتری۔

اس امت کے سب سے بہتر نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں۔ مجھے ان دونوں سے جو افضل کہے گا میں اسے جھوٹے کی سزا کوڑے ماروں گا۔

س ۳۲۷ : ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے "سب الشیخین وقتلھما لیس بکفر" پھر شیعوں پر انکار فضیلت کی وجہ سے کیوں بے ہودہ فتوے لگاتے ہیں؟

ج : یہ قول مرجوح ہے۔ اس پر مفصل بحث ہماری کتاب "عدالت صحابہؓ" ص ۲۴۶ تا ص ۲۵۱ دیکھئے کہ ساب شیخین کی تکفیر پر دسیوں فتوے نقل کیے گئے ہیں۔ اس قول کی تاویل ہے کہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ یہ کارروائی کفر نہیں کیونکہ قتل مسلم اور اسے گالی دینا قریب الکفر گناہ کبیرہ اور فسق ہے۔ لیکن، جب صحابیت۔ ایمان۔ خلافت۔ جمع قرآن۔ مرتدین و منکرین زکوۃ سے جنگ وغیرہ کارناموں کی نفی کی یا بغض کی وجہ سے ان کو برا بھلا کہا تو یقیناً کافر ہوگا خصوصاً جب کہ اس ساب کے دیگر شرکیہ کفریہ عقائد اپنی جگہ حقیقت ہیں۔

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ صرف حضرت علیؓ پر آپؓ کی افضلیت کا انکار نہیں کرتے

www.sirat-e-mustaqeem.com

بلکہ وہ آپ کو مومن سچا مسلم اور محترم صحابی رسول بھی نہیں مانتے تو قرآن و حدیث کی دسیوں نصوص کے انکار کی وجہ سے کافر قرار پاتے ہیں۔

س ۳۲۸: اللہ کی بنائی ہوئی شے اچھی ہے یا بندوں کی؟

ج: مجہول سوال ہے۔ اللہ کی مخلوق اچھی چیزیں بھی ہیں اور بُری (نقصان دہ) بھی۔ بندوں کے کام اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی۔ اگر خلافتِ راشدہ پر طعن مقصود ہے تو ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ بھی خدا کی بنائی ہوئی تھی کہ قرآن میں مومنین صالحین سے خلافتِ اور اقتدارِ ارضی کا وعدہ تھا تمام مسلمانوں کی تائید سے اسے تمکین دینِ الٰہی نصیب ہوئی۔

جب کہ شیعہ کی فرضی امامت کو خدا کی بنائی ہوئی کہنا صریح جھوٹ ہے اور چار مسلمانوں کی بھی اسے تائید حاصل نہ ہو سکی۔ ہاں بعد میں اسے منوانے کے لیے قرآن، توحید، ختمِ نبوت تمام صحابہ کرامؓ اور امامت کو ایک متعہ مجسم ذاکر اور ظاہر الفسق مجتہد کے بنائے ہوئے امام باڑہ پر قربان کرنا پڑا۔

س ۳۲۹: گنہگار و خاطی بہتر ہے یا بے گناہ و معصوم؟

ج: یہ بھی لایعنی سوال ہے۔ ہم خلفاء ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان اس تفریق کے قائل ہی نہیں سب کو یکساں نیک، عادل اور راشد مانتے ہیں۔ گنہگار یا معصوم کسی کو نہیں کہتے ہیں۔ تقاضائے بشریت سے کسی بات میں بھول یا خطا ممکن تصور کرتے ہیں۔

س ۳۳۰: شجاع و عالم افضل ہوگا یا جاہل و بزدل؟

ج: خلفاء اربعہ راشدینؓ میں یہ تفریق بھی مسلّم نہیں سب بہادر عالم تھے۔ جہالت ان شیعوں کو نصیب ہو جو اپنے اقرار سے قرآن و سُنّتِ نبوی سے محروم ہیں۔ بزدلی کا یونیفارم ان رافضیوں کو مبارک ہو جو شیرِ خدا کے ساتھ ہو کر ان کی جنگی ناکامیوں کا سبب بنے۔ (خطبات نہج البلاغہ) پھر تو کسی امام کا ساتھ نہ دیا۔ بارہویں تاجدارِ امامت اپنے شیعوں کے خوف سے ہی بارہ سو برس سے عراق کی ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں اور ان کی امامت کا غاصب تیرھواں امام خمینی لاکھوں شیعوں کو کاٹ چکا ہے یا کٹوا چکا ہے۔ مگر امام العصر کو ان مظلوموں کی امداد کی توفیق یا جرأت نہیں ہے۔ ﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۳۳۱: اگر مستحق گھر میں ہو تو بیرونی حق داروں سے اس کا حق مقدم ہوگا یا نہیں؟

ج: حقدار وہی ہوگا جس کو حق دینے والا حق ادا کرے خواہ وہ بروقت گھر نہ ہو تو اسے بلوا کر دے۔ جب مرض وفات میں آپ نماز نہ پڑھا سکتے تھے تو اتفاقاً حضرت ابوبکرؓ اس گھڑی موجود نہ تھے۔ آپؐ نے گھر والے علیؓ کو حکم نہیں دیا کہ تم میرے جانشین اور نائب بن کر نماز پڑھادو سُنّی و شیعہ یا دُنیا کی کسی کتاب میں یہاں امامتِ علیؓ کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ سے لوگوں نے کہا نماز پڑھادو (کہ ابوبکرؓ تو موجود نہیں) حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو حضورؐ نے آواز سن کر کہا:

این ابوبکر؟ یابی اللہ ذٰلک وَالمسلمون۔ (ریاض النضرہ صفحہ ۱۵ ج ۱ بلفظہٖ۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ (ان کو نماز پڑھانے کا کہو) خدا اور مسلمان ابوبکرؓ کے سوا (اب) کسی کو امام نہیں بناتے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے دوبارہ نماز پڑھائی۔ یہی حق دار کو حق دینا تھا۔ خود شیعہ کو بھی اعتراف ہے: "معمولی بیماری میں تو آپؐ خود نماز پڑھاتے تھے۔ جب مرض میں اضافہ ہو گیا تو حضورؐ نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو ابوبکرؓ نے اس کے بعد دو دن تک نمازیں پڑھائیں پھر حضورؐ نے رحلت فرمائی۔" (درہ نجفیہ صفحہ ۲۲۵ شرح نہج البلاغہ، ناسخ التواریخ صفحہ ۵۴۷ ج ۱، طبری صفحہ ۱۹۶ ج ۳)

س ۳۳۲: حدیث چار یار (ترمذی ج ۲) میں ابوبکرؓ کا نام کیوں نہیں ہے؟

ج: یہ مخالف سوچ ہی غلط ہے کہ کسی بزرگ کی فضیلت میں جو روایت مذکور ہو۔ تو اس روایت میں کسی اور بزرگ کا نام نہ پاکر اس پر عیب لگایا جائے کہ فلاں کا نام کیوں نہیں؟ جب کہ اس کی فضیلت میں اس سے زائد اوصاف و کمالات دیگر روایات میں منقول ہوں اگر جُدا جُدا یہ فضائل مذکور نہ ہوں تو محدثین کو ہر ایک کے نام کے ساتھ الگ الگ باب کیوں باندھے پڑتیں۔ اب اس روایت میں حضرت حسنینؓ اور فاطمہؓ کا ذکر نہیں ہے کیا ان سے حضورؐ دشمنی رکھتے تھے یا ان سے محبت نبوی حکم خدا کے برخلاف تھی؟

جب اس قسم کی حدیث ترمذی صفحہ ۲۴۳ ج ۲ "مناقب اہلِ بیتؓ" میں ہے: کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ۔ بتائیے ابوذرؓ سے جنت کو کیوں دشمنی ہے؟ اور وہ آپؐ کے ان چار یاروں سے کیوں خارج ہیں۔ حالانکہ ان کے متعلق حضورؐ کا یہ ارشاد

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے "کہ ابوذرؓ سے زیادہ سچے پر نہ آسمان نے سایہ کیا نہ اسے زمین نے اٹھایا۔" (ترمذی ص ۲۴۴/ ج۲)
تو کیا آپ کے باقی تین یار سچے نہ تھے؟ کاش شیعہ فضائل و کمالات کے باب میں اور احادیث
نبویؐ میں امانت و دیانت سے دیکھتے۔ تو انہیں خلفاء راشدین و عشرہ مبشرہؓ سمیت تمام بزرگوں
کے مشترکہ اور جدا جدا فضائل نظر آجاتے پھر نہ وہ کسی کے شیعہ اور دھڑے باز بنتے نہ کسی کے منکر و
دشمن ہوتے۔ حدیث کے ترجمہ میں "علیؓ، علیؓ، علیؓ" لکھ کر سائل نے خیانت کی اور مشرکانہ
ذہنیت کا ثبوت دیا۔ صحیح ترجمہ یہ ہے: "پوچھا گیا یا رسول اللہ؟ ان کے نام لیجئے تو فرمایا:
علیؓ ان میں سے ہیں۔ یہ تین دفعہ فرمایا اور ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ .... الخ۔

کراماتِ صدیقیؓ

س ۳۳۳: حضرت ابوبکرؓ کی کوئی کرامت یا معجزہ صحیح روایت سے بیان کریں؟

ج: اہلِ سنت شرک فی التوحید کی طرح شرک فی النبوّت بھی نہیں کرتے۔ معجزہ خاصہ
نبوت ہے۔ غیر نبی کے خرقِ عادت اور حیران کن واقعات کو بصورتِ اسلام و اتباعِ
سنت کرامات کہا جائے گا۔ ابوبکر صدیقؓ کی کرامات کافی ہیں۔ ایک یہ کہ بنو تیم کے قلیل الافراد
کمزور قبیلے سے ہو کر خدا و رسولؐ اور مومنینؓ کے انتخاب سے سب عربوں کے حاکم اور خلیفہ نبی
قرار پائے۔ یہ وہ بڑا اعزاز اور بزرگی ہے جس پر شیعہ جل رہے ہیں۔

دوم یہ کہ۔ منافقین، منکرینِ زکوٰۃ مرتدین اور جھوٹے متنبیوں نے۔ اسلام اور آپ
کے خلاف جو طوفانِ بدتمیزی مچایا۔ سب امتحانات سے آپ ایسے کامیاب ہوئے کہ شر ہمیشہ
کے لیے ختم ہو گیا۔ یہ دونوں واقعات معجزاتِ نبوت کی طرح آپ کی کرامت اور تائید ایزدی
کا بیّن ثبوت ہیں۔

سوم۔ غابہ میں اپنے مال سے ۲۰ وسق حضرت عائشہؓ کو بخشش کی تھی پھر وفات
ہونے لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ بیٹی اگر تو پہلے سے اس مال کی فصل اٹھا کر
سنبھال لیتی تو تیرا تھا۔ اب تو وارثوں کا مال ہے جو تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں کتاب
اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان میری بہن تو صرف ایک
اسماءؓ ہے تو دوسری کون ہے؟ فرمایا خارجہؓ کے پیٹ میں بچی ہے مجھے منجانبِ اللہ یہ